

عمرات سینر گھوسٹ آئی لینڈ

Scanned and Uploaded By Nadeem

صفدر شاہین

36

عمران سیریز نمبر

گھوسٹ آئی لینڈ

مکمل ناول

صفر تا پین

Scanned and Uploaded By Nadeem

سلاان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان
پاک گیٹ

محترم قارئین

السلام علیکم!

عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا کارنامہ ”گھوسٹ آئی لینڈ“ پیش خدمت ہے۔ امید ہے حسب سابق یہ ناول بھی آپ کے ذوق مطالعہ پر پورا اترے گا۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے قارئین کی پسند اور ان کی فرمائش پر ماورائی ناول ”کان داس“ لکھا تھا۔ قارئین نے اس ناول کو کافی پذیرائی بخشی اور اس کی تعریف کی۔

پاکیشیا کے دشمنوں کو بھی احساس ہو چکا ہے کہ عمران اور سیکرٹ سروس کو ختم کرنا ناممکن ہے اس لئے اس مرتبہ اسرائیل نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ختم کرنے کی بے پناہ کوششوں میں ناکام رہنے کے بعد ماورائی قوتوں کا سہارا لیا اور اس سلسلے میں ایک ننانوے سالہ ماہر شیطانی و ماورائی علوم پروفیسر کارلوں کی خدمات حاصل کیں جس کی زندگی کے چالیس برس افریقہ کے تاریک جنگلات اور بیس برس برازیل کی خوفناک وادیوں میں رہنے والی بدروحوں کو اپنا غلام بنانے میں گزرے تھے۔ شیطان کے غلام کارلوں کو شیطان نے بھی حکم دیا تھا کہ وہ عمران اور ایکسٹو کو گرفتار کر کے انہیں شیطانی حلقہ اثر میں شامل کرے تاکہ وہ اپنی طاقت سے اپنے ملک پاکیشیا میں لوگوں کو سیدھی راہ سے بھٹکائیں اور انہیں شیطان کے پجاری بنائیں۔

چنانچہ کارلوس نے شیطان کے حکم کی تعمیل اور بلیک مون ایجنسی کے چیف سے معاہدہ کے مطابق اپنا تمام غلام بدروحوں اور ماورائی طاقتوں کو استعمال کر کے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو گھوسٹ آئی لینڈ میں قید کر لیا اور انہیں شیطانوں کے پیروکار بنانے کے لئے ماورائی کوششیں شروع کر دیں۔ انجام کیا ہوا۔ یہ تو ناول کا مطالعہ کر کے ہی آپ کو معلوم ہو سکے گا۔ البتہ پسند آنے پر اپنے تبصروں، آراء اور مفید مشوروں سے بذریعہ ڈاک ضرور مطلع کیجئے گا تاکہ آپ کی قیمتی رائے کے مطابق آئندہ ناولوں کو زیادہ بہتر انداز میں لکھا جاسکے کیونکہ کسی بھی مصنف کو قارئین کی تنقید اور رائے سے ہی اپنی تحریر کی مقبولیت کا علم ہوتا ہے، کتاب کی سیل سے نہیں۔ ماضی میں کئی ایسے رائٹرز گزرے ہیں کہ ان کی کتابیں پبلشرز نے ردی فروشوں کو بیچ ڈالیں اور رائٹرز خوش ہو گئے کہ ان کی کتابوں کے پورے ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

صفدر شاہین

عمران کے فلیٹ کے دروازے پر رک کر سوپر فیاض نے ڈور بیل کا بٹن پریس کیا اور انتظار کرنے لگا۔ کئی لمحے گزر گئے اور دروازہ نہ کھلا تو اس نے دوبارہ ڈور بیل کا بٹن پریس کیا اور اس مرتبہ اس نے ہاتھ ہٹانے کی بجائے بٹن پریس کئے رکھا۔ سابقہ تجربات کے سبب وہ جانتا تھا کہ جب تک ساتویں مرتبہ گھنٹی نہیں بجے گی عمران اور اس کے ملازم سلیمان کے کان پر جوں نہیں رینگے گی لیکن پھر اسے حیرت ہوئی کیونکہ اسے بیل کا بٹن پریس کرتے کم از کم ڈیڑھ منٹ گزر گیا تھا لیکن نہ تو اندر سے کسی قسم کی آہٹ کی آواز ابھری تھی اور نہ ہی دروازہ کھلا تھا۔ اسے خیال آیا کہ شاید عمران اندر نہیں ہے اور سلیمان سو رہا ہے یا واش روم میں ہے اور پانی کے شور میں اسے ڈور بیل نہیں سنائی دے رہی ہوگی۔ چنانچہ اس نے ڈور بیل کے بٹن سے انگلی ہٹالی۔

”آہ۔ رگ کیوں گئے ہو موسیقار۔ بربط کے تاروں سے کھیلتے رہو اور میری روح کو سکون پہنچاتے رہو جب تک کہ بربط کے تار نہ ٹوٹ جائیں یا تمہاری انگلیوں سے خون نہ ٹپکنے لگے“..... دفعتاً اندر سے ایک دلکش نسوانی آواز ابھری اور سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ڈور بیل کے بٹن کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اپنی اس انگلی کو دیکھنے لگا جس سے وہ ڈور بیل کا بٹن پریس کرتا رہا تھا۔ اسے دروازے کے پیچھے سے سنائی دینے والی نسوانی آواز میں عجیب سا سوز و گداز محسوس ہوا تھا۔ نجانے اندر موجود لڑکی یا عورت کون تھی اور اس کی آواز میں اتنا درد کیوں تھا۔ عمران کا اس لڑکی سے کیا تعلق تھا اور عمران اور سلیمان کہاں تھے کہ اس لڑکی کو دروازے تک آنا پڑا جو اب تک ڈور بیل کی آواز کو بربط کی آواز محسوس کر رہی تھی۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ وہی درد بھری آواز دوبارہ گونجی۔

”خاموش کیوں ہو مثنیٰ۔ کوئی ساز چھیڑو کہ میں اس کی لے میں کھو کر خود کو بھول جاؤں۔ اپنی ہستی کو فراموش کر دوں اور اپنی دنیا میں واپس چلی جاؤں“..... اندر سے نسوانی آواز سنائی دی اور سوپر فیاض پھر چونک پڑا۔

”کیا عمران موجود ہے۔ مجھے اس سے ملنا ہے“..... سوپر فیاض نے سنبھل کر بلند آواز سے کہا تو دروازہ یکدم کھل گیا۔

”چلے آؤ میرے موسیقار۔ میری صدیوں کی پیاس اپنے بربط

کی تاروں سے بجھا دو“..... نسوانی آواز سنائی دی تو سوپر فیاض صدیوں کے لفظ پر بے اختیار چونک پڑا اور دوسرے ہی لمحے اس خیال نے اسے بدحواس کر دیا کہ کہیں بولنے والی لڑکی کوئی روح تو نہیں ہے جو صدیوں سے پیاسی ہے اور نظر بھی نہیں آ رہی۔

”عمران کہاں ہے اور۔ اور تم کون ہو۔ نظر کیوں نہیں آ رہی ہو“۔ سوپر فیاض نے سٹپٹا کر آہستہ سے کہا۔

”لیکن تم مجھے نظر آ رہے ہو پیارے بربط نواز۔ اندر آؤ گے تو میں خود کو ظاہر کر دوں گی۔ آؤ نا“..... غیبی آواز نے محبت بھرے لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کے چہرے پر پسینے کے قطرے جھلملانے لگے۔ اب اس میں کوئی شبہ نہ رہا تھا کہ اس سے بات کرنے والی غیبی آواز کسی روح کی تھی اور یقیناً فلیٹ میں سلیمان اور عمران موجود نہیں تھے۔ اگرچہ سوپر فیاض کا جنوں، بھوتوں اور بدروحوں پر یقین نہیں تھا لیکن اس وقت ایک روح اس کے قریب موجود تھی اور اس میں شک کی بھی گنجائش نہیں تھی کیونکہ دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا اور اس نے سن رکھا تھا کہ بدروحیں اور جن بھوت دن کی روشنی میں غائب رہتے ہیں اور رات کے اندھیرے میں خود کو ظاہر کرتے ہیں۔ اپنے قریب ایک غیبی روح کی موجودگی سے سوپر فیاض پر خوف طاری ہو گیا تھا اور اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا ذہن اسے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہ فوراً وہاں سے بھاگ جائے۔

”آؤ نا میری جان۔ میرے دل کا دروازہ تمہارے لئے صدیوں سے کھلا ہے اور کھلا ہی رہے گا“..... دفعتاً نجیبی واز دوبارہ سنائی دی۔

”مم۔ مم۔ مگر تم ہو کون۔ کیا نام ہے تمہارا“..... سوپر فیاض نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”روحوں اور بے جسم چیزوں کے نام نہیں ہوا کرتے پیارے۔ تم جس نام سے بھی مجھے پکارو گے وہی میرا نام ہوگا۔ البتہ صدیوں پہلے جب میں اپنے جسم میں تھی تو مانگو قبیلے کے لوگ مجھے شہزادی سنکھا ہوئی کہا کرتے تھے“..... روح نے ہنستے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کا جسم کاپٹنے لگا۔

”کک۔ کیا۔ کیا تم بدروح ہو“..... سوپر فیاض کے حلق سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی۔

”نہیں سوپر فیاض۔ میں بدروح نہیں بلکہ خوبصورت ہوں۔ اندر آؤ اور دیکھو میں کتنی حسین و جمیل ہوں۔ میرے حسن کا ایک جلوہ دیکھ کر تمہارے ہوش اڑ جائیں گے“..... سنکھا ہوئی کی آواز سنائی دی تو سوپر فیاض کے قدم اٹھ گئے اور وہ لرزتا ہوا فلیٹ میں داخل ہوا اور دو قدم چل کر رک گیا۔ اندر کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔

”عم۔ ران“..... سوپر فیاض نے یکدم چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اسی لمحے کھٹک کی آواز کے ساتھ دروازہ بند ہو گیا۔ سوپر فیاض نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو دروازہ بند ہو چکا تھا لیکن آس پاس

کوئی نہیں تھا۔ گویا دروازہ اسی بدروح نے بند کیا تھا جس نے دروازہ کھولا تھا۔ سوپر فیاض کا سارا جسم پسینے میں تر ہو چکا تھا۔

”تت۔ تت۔ تم۔ تم نے دروازہ کیوں بند کر دیا“..... سوپر فیاض نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ ہماری خلوت میں کوئی دخل نہ دے سکے اور ہم دونوں آزادی سے دل کی باتیں کر سکیں“..... سنکھا ہوئی کی غائبانہ آواز سنائی دی۔

”مم۔ مگر۔ عم۔ عمران۔ سلیمان“..... سوپر فیاض نے خوف سے اٹک اٹک کر کہا۔

”ان کی فکر مت کرو۔ انہیں میں فارغ کر چکی ہوں“..... سنکھا ہوئی کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

”فف۔ فا۔ فارغ“..... سوپر فیاض کے حلق سے بمشکل آواز نکلی۔

”ہاں۔ وہ مجھے پوری طرح سیراب نہیں کر سکے۔ میں اب بھی پیاسی ہوں“..... سنکھا ہوئی نے جواب میں کہا تو سوپر فیاض کے جسم میں یکدم دہشت کی لہریں دوڑنے لگیں۔

”کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ سیراب سے تمہاری کیا مراد ہے۔ سوپر فیاض نے چوکتے ہوئے کہا۔

”دل کی مراد۔ جو پوری نہ ہو تو تشنگی باقی رہتی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ صدیوں کی پیاس آسانی سے نہیں بجھا کرتی“..... سنکھا

ہولی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو اس کا مطلب جان کر سوپر فیاض کے دہشت کے مارے رنگھٹے کھڑے ہو گئے۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ سکھا ہولی آدم خور روح ہے اور وہ عمران اور سلیمان کا خون پی چکی ہے اور اس کی پیاس ابھی باقی ہے اس لئے اب وہ اس کا خون پینا چاہتی ہے۔ دہشت کے مارے سوپر فیاض کی ٹانگیں بری طرح کاٹنے لگیں۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ زیادہ دیر اپنے قدموں پر کھڑا نہیں رہ سکے گا۔

”کک۔ کیا۔ کیا تم میرا خون پیو گی“..... سوپر فیاض نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

”گھبراؤ مت۔ میں خون پیتی نہیں بلکہ چوستی ہوں۔ آہستہ آہستہ اور بڑے پیار سے۔ کیا تمہیں پیاس لگی ہے“..... بدروح سکھا ہولی نے ہنس کر کہا۔

”نن۔ نہیں۔ نہیں۔ مجھے پیاس نہیں ہے“..... سوپر فیاض نے یکدم چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیا تم مرد نہیں ہو یا تمہاری رگوں میں خون نہیں ہے“..... بدروح سکھا ہولی نے جلدی سے کہا لیکن سوپر فیاض کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ بے ہوشی کا وقفہ کتنا طویل تھا ہوش آنے پر سوپر فیاض کو نہ اس کا اندازہ تھا اور نہ اس پر غور کرنے کی فرصت کیونکہ اس وقت وہ ایک صوفے پر دراز تھا اور دوسرے صوفے پر عمران بیٹھا اسے تشویش بھری نگاہوں سے دیکھ رہا

تھا۔ سوپر فیاض نے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے محسوس ہوا کہ وہ عمران کے فلیٹ کے سٹنگ روم میں موجود ہے تو اسے حیرت ہوئی۔

”اوہ۔ میں یہاں کیسے“..... سوپر فیاض کے منہ سے بے اختیار نکلا اور وہ اٹھ بیٹھا۔

”اللہ ہی جانے کون بشر ہے“..... عمران نے چھت کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے قوالوں کے انداز میں سر ہلا کر کہا۔

”بشر“..... سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی یادداشت کا سلسلہ بحال ہو گیا تو وہ یکدم سہم کر خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ دروازے میں کھڑا سلیمان اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

”اوہ۔ تم دونوں کہاں تھے۔ سکھا ہولی کی روح کہاں گئی۔“ سوپر فیاض نے عمران سے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

”کک۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون سی سکھا ہولی۔ کہاں کی روح۔“ عمران نے یکدم بوکھلا کر کہا۔

”وہ۔ وہ ٹانگو قبیلے کی شہزادی۔ وہ میرا خون پینا چاہتی تھی۔“ سوپر فیاض نے آہستہ سے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کیوں ہمیں ڈرا رہے ہو۔ ٹانگو قبیلے کی شہزادی تو کیا یہاں کبھی کوئی بھکارن بھی قدم نہیں رکھتی“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں عمران۔ شہزادی سکھا ہولی کی روح مجھ سے باتیں کرتی رہی ہے۔ اس نے دروازہ کھولا تھا۔ وہ پیاسی تھی مگر

تم دونوں کہاں تھے“..... سوپر فیاض نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”کک۔ کیوں سوپر صاحب۔ مذاق کر رہے ہیں آپ۔ یقیناً آپ اپنا فلیٹ خالی کرانا چاہتے ہیں اس لئے بدروحوں کا چکر چلا رہے ہیں“..... دفعتاً سلیمان نے خوف سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نائنس۔ کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ کیا تم لوگ مجھے صحن سے اٹھا کر یہاں نہیں لائے“..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ لاحول ولا قوۃ۔ ہمیں کیا ضرورت تھی تمہارا جنازہ اٹھا کر اندر لانے کی۔ تم تو اسی وقت سے یہیں صوفے پر سو رہے تھے جب سلیمان بازار سے ترکاری لے کر واپس آیا تھا اور اس نے مجھے فون پر اطلاع دی تھی کہ تم اس کی غیر موجودگی میں زبردستی فلیٹ پر قبضہ کر کے صوفے پر سو رہے ہو“..... عمران نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو پھر مجھے کمرے میں کون لایا۔ میں تو کمرے سے باہر بے ہوش ہو گیا تھا جب شہزادی کی روح نے مجھے کمرے میں چلنے کو کہا تا کہ وہ اطمینان سے میرا خون پی سکے“..... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سلیمان نے گھبرا کر عمران کی طرف دیکھا۔

”سوپر فیاض نے کوئی خوبصورت خواب دیکھا ہے سلیمان پاشا۔ کیا خیال ہے“..... عمران نے سوپر فیاض سے نظریں بچا کر سلیمان کو آنکھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو سلیمان، عمران کا مطلب سمجھ کر زور زور سے ہنسنے لگا۔

”آپ صحیح کہہ رہے ہیں صاحب۔ اگر بدروح سوپر فیاض کا خون پیتی تو اس وقت ہسپتال میں ان کا گھوسٹ مارٹم ہو رہا ہوتا“..... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ سلیمان کے بچے۔ گھوسٹ مارٹم کہہ کر تم سوپر فیاض کی توہین کر رہے ہو“..... عمران نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”نہیں صاحب۔ میں سوپر فیاض صاحب کی توہین کرنے کی کیسے جرأت کر سکتا ہوں۔ میں نے تو یہی سنا ہے کہ بدروحیں جس زندہ انسان کا خون چوس لیں وہ خود بھی گھوسٹ بن جاتا ہے اور اسے دوبارہ زندہ کرنے کے لئے اس کا گھوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے۔ سوپر فیاض صاحب بھی اب زندہ نہیں ہیں۔ کیوں سوپر فیاض صاحب۔ کیا آپ زندہ ہیں“..... سلیمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”بکو مت۔ وہ تو کہہ رہی تھی کہ وہ تم دونوں کا خون بھی پی چکی ہے“..... سوپر فیاض نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

”ہائیں۔ تو کیا ہم دونوں بھی گھوسٹ بن چکے ہیں“..... عمران

نے یکدم خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں صاحب۔ ہم تو یہاں تھے ہی نہیں۔ میں آیا تو دروازہ بدستور لاک تھا۔ میں نے لاک کھولا اور اندر آیا تو سوپر فیاض صاحب صوفے پر بے ہوش پڑے تھے۔ یقیناً بدروح نے ان کی بے ہوشی کے دوران ہی ان کا خون چوسا ہو گا۔ دیکھیے۔ ان کا چہرہ کیسے پیلا زرد ہو رہا ہے جیسے ان کے جسم میں خون کا ایک قطرہ تک باقی نہ رہا ہو“..... سلیمان نے جلدی سے کہا تو سوپر فیاض نے فوراً اپنے ہاتھوں پر نگاہ ڈالی تو ہاتھوں کی جلد یرقان کے مریض کی طرح پیلی نظر آ رہی تھی۔

عمران غور سے سوپر فیاض کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ سوپر فیاض کے ساتھ کوئی پراسرار واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ جب سلیمان کی اطلاع پر وہ دانش منزل سے یہاں آیا تو سوپر فیاض صوفے پر بے ہوش پڑا تھا اور اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات جیسے منجمد ہو گئے تھے۔ عمران نے اسے ہوش میں لانے کے لئے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے تھے۔ اسے حیرت تھی کہ سوپر فیاض فلیٹ کا بیرونی دروازہ بند ہونے کے باوجود اندر کیسے داخل ہوا تھا اور صوفے پر کیوں سو گیا تھا لیکن اب سوپر فیاض نے اسے جو کچھ بتایا تھا اس پر عمران کو انتہائی حیرت اور تشویش تھی۔ اگر سوپر فیاض خوف کے سبب کمرے سے باہر بے ہوش ہوا تھا تو اسے اٹھا کر کمرے میں کون لایا تھا۔

”سلیمان پاشا۔ سوپر فیاض کے لئے جوس لے آؤ“..... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”صاحب۔ جوس کی کیا ضرورت ہے۔ سوپر فیاض صاحب چائے کے عادی ہیں“..... سلیمان نے کہا۔

”نہیں۔ اس وقت انہیں توانائی کی ضرورت ہے۔ جلدی جاؤ۔ بعد میں چائے لے آنا“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو سلیمان مڑ کر کمرے سے نکل گیا۔

”سوپر فیاض۔ یہ تو بتاؤ کہ تم کس سلسلے میں یہاں آئے تھے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بس۔ قسمت خراب تھی کہ یہاں سے گزرتے ہوئے تمہاری خیریت دریافت کرنے کا خیال آ گیا تھا“..... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

”لیکن دروازہ تو لاک تھا۔ پھر تم کیسے اندر آ گئے تھے۔“ عمران نے پوچھا۔

”شاید۔ بہر حال میں یہ خیال کر کے ڈور ٹیل بجاتا رہا کہ ہو سکتا ہے کہ تم سو رہے ہو گے اور سلیمان حسب عادت سنی ان سنی کر رہا ہو گا لیکن ایک ڈیڑھ منٹ بعد میں نے ڈور ٹیل سے انگلی ہٹائی تو اندر سے اس بدروح کی آواز آئی کہ میں مربوط بجاتا رہوں۔“ سوپر فیاض نے کہا اور پھر آخر تک پورا واقعہ بیان کر دیا تو عمران ساری بات سن کر پریشان ہو کر رہ گیا۔ اسے یقین تھا کہ سوپر فیاض

جھوٹ نہیں بولتا لیکن آخر وہ بدروح کون تھی اور اس نے کس مقصد کے لئے سوپر فیاض کو خوفزدہ کیا تھا۔ اگر وہ سچ مچ خون کی پیاسی تھی تو اس نے سوپر فیاض کا خون کیوں نہیں چوسا تھا۔ روح بے جسم تھی تو اس نے سوپر فیاض کے بے ہوش ہونے کے بعد اسے کمرے میں کیسے پہنچایا۔ عمران کو زیادہ سوچنے کا موقع نہ ملا کیونکہ اسی لمحے سلیمان، سوپر فیاض کے لئے جوس کا گلاس لئے کمرے میں آ گیا تھا۔ سلیمان نے گلاس سوپر فیاض کے حوالے کیا اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

دانش منزل کے آپریشن روم میں بلیک زیرو اور عمران بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ عمران، بلیک زیرو کو سوپر فیاض کے ساتھ پیش آنے والے پراسرار واقعہ کے بارے میں بتا رہا تھا اور بلیک زیرو کو تمام واقعہ سن کر حیرت ہو رہی تھی۔

”عمران صاحب۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس بدروح کا اصل ٹارگٹ آپ تھے لیکن اتفاقاً سوپر فیاض آپ کے فلیٹ جا پہنچا تو سکھا ہوئی نے اسے خوفزدہ کر دیا کہ سوپر فیاض وہاں سے بھاگ جائے“..... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ سوپر فیاض کو رخصت کرنے کے بعد میں ایک گھنٹہ فلیٹ میں موجود رہا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ بدروح مجھے بھی مخاطب کرے لیکن کچھ نہیں ہوا۔ سوپر فیاض کے بیان پر میں اس لئے شبہ نہیں کر سکتا کہ وہ سچ مچ بے ہوش تھا اور جوتوں سمیت صوفے پر

پڑا تھا۔ دوسری یہ بات بھی سوپر فیاض کی سچائی پر دلالت کرتی ہے کہ سلیمان مارکیٹ سے ترکاری وغیرہ لے کر واپس آیا تو فلیٹ کا دروازہ بدستور لاک تھا اور چابی سلیمان کے پاس تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوپر فیاض کے لئے اسی بدروح نے اپنی ماورائی طاقت سے دروازہ کھولا اور بعد میں لاک کر دیا اور پھر سوپر فیاض جب خوف کی شدت سے بے ہوش ہوا تو اس بدروح نے اسے سنگ روم میں صوفے پر پہنچایا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن سوال تو یہ ہے جناب کہ آخر صرف سوپر فیاض کے ساتھ یہ واقعہ کیوں پیش آیا۔ افریقہ کے ٹانگو قبیلے کی شہزادی کی روح آپ کے فلیٹ میں کیوں آئی اور اگر وہ صدیوں پرانی روح ہے تو آپ کو کیسے جانتی ہے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے الجھن بھرے لہجے میں کہا تو عمران چونک کر بلیک زیرو کی طرف دیکھنے لگا۔

”تم علم ارواح کے بارے میں کیا جانتے ہو؟“ عمران نے پوچھا۔

”زیادہ تو نہیں جانتا لیکن ارواح کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہے کہ مرنے کے بعد روح عالم ارواح میں چلی جاتی ہے اور وہیں رہتی ہے۔ قیامت کے روز تمام روحوں اپنے ارضی جسموں میں میدان حشر میں جمع ہو جائیں گی۔ البتہ بعض روحوں بھٹک جاتی ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”بس تو سنکھا ہوئی کی روح بھی بھٹکی ہوئی روح ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ عالم ارواح میں موجود روحوں کا زمین سے اور اپنی قبر سے تعلق رہتا ہے یعنی زمین پر آتی جاتی رہتی ہیں۔“ عمران نے مسکرا کر کہا۔

”وہ کیسے جناب۔ قبر میں تو ان کے جسم مٹی ہو چکے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے ایک کتاب جس کا نام عالم ارواح ہے، کا مطالعہ کیا ہے۔ تم بھی کسی بکسٹال سے لے کر پڑھ لو یا پھر اس امر پر غور کرو کہ لوگ مرنے والے پر فاتحہ کیوں پڑھتے ہیں، قبروں پر کیوں جاتے ہیں اور مرنے والوں کو کیوں پکارتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم کسی قبر پر فاتحہ پڑھتے ہیں تو مردے کی روح فوراً وہاں آ جاتی ہے اور قبر پر موجود لوگوں کی اپنے حق میں دعا سنتی ہے۔ البتہ وہ جواب دینے سے قاصر ہوتی ہے۔ اس طرح ہم کھانے پینے کی جو اشیاء فاتحہ خوانی میں رکھتے ہیں اس کا ثواب بھی روحوں کو ملتا ہے۔ خصوصاً رات کے وقت ارواح قبرستان میں اپنی اپنی قبروں پر نازل ہوتی ہیں اور ایک دوسرے سے باتیں کرتی ہیں۔ مثلاً ایک روح کے خاندان والے یا عزیز واقارب فاتحہ خوانی میں مرنے والے کے لئے لباس رکھتے ہیں تو وہ روح خوش ہوتی ہے اور اپنے عزیز واقارب کا یہ امر دوسری روحوں کو بتاتی ہے اور ایک روح اداس ہو کر کہتی ہے کہ کاش اس کا بھی دنیا میں کوئی ہوتا

جو اس کے لئے ایسا کرتا اور یہ حکم بھی ہے کہ اپنے مردوں کی قبروں پر جایا کرو اور ان کے ایصالِ ثواب کے لئے دعا کیا کرو۔ بہر حال یہ لمبی بحث ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو روح عالم بالا سے زمین پر ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں پہنچ سکتی ہے وہ افریقہ سے پاکیشیا میں بھی آ سکتی ہے۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”آپ نے بالکل درست فرمایا ہے لیکن مسئلہ تو یہ ہے کہ سکھا ہوئی کی روح یہاں کرنے کیا آئی ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”آسان سی بات ہے۔ وہ صدیوں پرانی روح ہے تو میری روح بھی صدیوں پرانی ہے۔ یقیناً وہ میری روح سے ملنے آئی ہو گی“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو ہنسنے لگا۔

”بعض اوقات مجھے بھی لگتا ہے کہ آپ صدیوں پرانی روح ہیں“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”لگتا نہیں بلیک زیرو۔ علم حاصل کرو، علماء سے پوچھو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ دنیا معرض وجود میں آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک پیدا ہونے والوں کی روہیں خلق کیں۔ البتہ ان کے دنیا میں جانے کے مختلف اوقات مقرر ہیں۔ جس روح کے دنیا میں جانے کا وقت ہو جاتا ہے تو وہ روح دنیا میں کسی بچے کے روپ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ بہر حال موجودہ مسئلہ پر میں جوزف کو اتھارٹی سمجھتا ہوں اس لئے اس کے علم سے یہ عقدہ حل ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا جوزف کو طلب کروں“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تم رانا ہاؤس کے نمبر ملاؤ۔ میں فون پر جوزف سے بات کرتا ہوں“..... عمران نے سر ہلا کر کہا تو بلیک زیرو نے فون کا رسیور اٹھایا اور رانا ہاؤس کے نمبر پر پریس کرنے لگا اور پھر رسیور عمران کے حوالے کر دیا۔

”ہیلو۔ جوزف بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر جوزف کی آواز سنائی دی۔

”کیا کر رہے ہو کالے گرگٹ“..... عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے کہا۔

”ہو۔ ہو۔ ہو۔ باس۔ آپ“..... جوزف نے بے ڈھنگے پن سے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا تو ہو ہو کر رہے ہو آج کل۔ کیوں“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ نو باس۔ یہاں کوئی کام ہو تو کروں“..... جوزف نے جلدی سے کہا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ ٹانگو قبیلہ افریقی ہے یا ریڈ انڈین“..... عمران نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

”اوہ۔ ٹانگو۔ یہ قبیلہ تو افریقہ کے تاریک جنگلات میں ہے باس“..... دوسری طرف سے جوزف کی حیرت بھری آواز سنائی

”اس قبیلے کے بارے میں تم جو کچھ جانتے ہو فوراً بتانا شروع کرو“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ یہ صدیوں پرانا اور آدم خور قبیلہ ہے۔ دوسرے قبیلے ٹانگو قبیلے سے خوفزدہ رہتے ہیں اور اس کی حدود میں قدم بھی نہیں رکھتے۔ یہ قبیلہ ایک صدیوں پرانی روح کا پجاری ہے اور ہر ماہ کی چودھویں رات اس روح کو تین انسانوں کا خون پیش کیا جاتا ہے۔ قبیلے کے عقیدے کے مطابق وہ روح خون کی قربانی سے خوش ہو جاتی ہے اور قبیلے کی غذا بننے کے لئے روزانہ کسی اجنبی انسان کو قبیلے میں بھیجتی ہے“..... جوزف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ شہزادی سنکھا ہولی کی روح ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ آپ کو کیسے پتہ چلا باس“..... جوزف کی دوسری جانب سے سرسراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”وہ آج میرے فلیٹ آئی تھی۔ میرا خون پینے کے لئے لیکن میں وہاں موجود نہیں تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بب۔ باس۔ کیوں مذاق کر رہے ہیں“..... جوزف نے خوف سے بلبلا کر کہا۔

”اوشب دیجور کی اولاد۔ کیا میرا تمہارا مذاق ہے“..... عمران نے یکدم غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نن۔ نہیں باس۔ لیکن سنکھا ہولی کی روح۔ وہ خود یہاں کیوں

آئی“..... جوزف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”تو کیا مجھے خود اس کے پاس جانا چاہئے تھا“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔ لیکن سنکھا ہولی کی روح خود شکار نہیں کرتی۔ ٹانگو قبیلہ اسے خون کی قربانی دیتا ہے“..... جوزف نے کہا۔

”ہو سکتا ہے اب قبیلے نے قربانی کا سلسلہ بند کر دیا ہو اور وہ خود شکار کرنے لگی ہو“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”نہیں باس۔ یہ ناممکن ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو اسے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ افریقہ کے کسی دوسرے قبیلے سے بھی اپنی پیاس بجھا سکتی تھی“..... جوزف نے پر یقین لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

”ارے۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ میرے فلیٹ میں تمہیں تلاش کرنے آئی ہو کیونکہ تم میرے باڈی گارڈ کے طور پر پہچانے جاتے ہو“..... عمران نے بلیک زیرو کو آنکھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ باس۔ ایسا مت کہیں۔ یہ درست ہے کہ ٹانگو قبیلے کی میرے قبیلے سے دشمنی چلی آ رہی ہے لیکن یہ میرے پیدا ہونے سے پہلے کی بات ہے جب دونوں قبیلوں میں صلح ہو گئی تھی۔ پھر میرے وہاں سے پاکیشیا چلے آنے کے بعد دوبارہ ٹانگو قبیلے کے ایک سردار نے ہمارے قبیلے کے دو جوانوں کو پکڑ کر قتل کیا تو پھر سے یہ دشمنی چل پڑی“..... جوزف نے گھبرائی ہوئی آواز میں

”سن لیا کالے صفر۔ سنکھا ہولی کی روح اور اس کا پجاری ٹانگو
قبیلہ افریقہ میں موجود ہے“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔
”جی ہاں۔ لیکن اصل مسئلہ حل نہیں ہوا“..... بلیک زیرو نے
اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”حل کے لئے جوزف کے مشورے پر عمل کرنا پڑے گا۔ یہ
پولیس یا سیکرٹ سروس کا کیس نہیں بلکہ عملیات والوں کا کیس ہے۔
وہی بتا سکیں گے کہ سنکھا ہولی یہاں کیوں آئی اور صرف میرا فلیٹ
ہی اسے کیوں پسند آیا“..... عمران نے کہا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی مجرم گروہ آپ کو خوفزدہ کر کے
فائدہ اٹھانا چاہتا ہو“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔
”تمہارا مطلب ہے کالی داس والے کیس کی طرح“..... عمران
نے چونکتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ اس میں بھی تو پڑوسی دشمن نے آپ کو ختم کرنے
کے لئے ماورائی قوتوں سے مدد لی تھی اور کالی داس نے آپ کے
خون سے غسل کرنے کی کوشش کی تھی“..... بلیک زیرو نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس مرتبہ بھی اگر ایسا ہی چکر ہے تو پھر میں خود
دشمن کے خون سے اپنے ہاتھوں کو لال کروں گا“..... عمران نے
اٹھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے ساختہ ہنس پڑا۔
”کیا آپ جا رہے ہیں۔ لہجہ نہیں کریں گے“..... بلیک زیرو

کہا۔

”خیر۔ اگر وہ دوبارہ میرے فلیٹ پر آئے تو اس سے کیا سلوک
کرنا چاہئے“..... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
”باس۔ اول تو مجھے یقین ہی نہیں آیا کہ سنکھا ہولی کی روح
یہاں آئی ہوگی کیونکہ اس کا متمدن دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔
تاریک جنگلات کی روحیں صرف اپنے علاقے تک محدود رہتی ہیں
لیکن اگر وہ آ بھی جائے تو آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ روح چاہے
پاکیشیائی ہو یا افریقی اس کا مقابلہ کرنا آپ کے بس میں نہیں ہے“۔
جوزف کی آواز سنائی دی۔

”بکومت۔ مجھے بزدلی کا سبق دے رہے ہو کالے گدھے۔
میں تو اس روح کی ٹانگیں توڑ ڈالوں گا۔ اسے چیر پھاڑ کر ٹکڑے
ٹکڑے کر دوں گا“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آہستہ بولو باس۔ ہو سکتا ہے وہ خون آشام بدروح سن رہی
ہو۔ آپ کے لئے بہتر ہوگا کہ یہاں کسی ماہر عملیات کی خدمات
حاصل کریں۔ سنکھا ہولی کو بھگانے کے لئے“..... جوزف کی سہمی
ہوئی آواز سنائی دی۔

”ارے۔ مجھے سے بڑا ماہر عملیات کون ہو سکتا ہے۔ میں ایک
ہی پھونک میں سنکھا ہولی کو راکھ کر ڈالوں گا“..... عمران نے
حتمی لہجے میں کہا اور فون کا رسیور رکھ کر بلیک زیرو کی طرف دیکھنے
لگا۔

نے احتراماً اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر کہا۔

”نہیں۔ فی الحال تو بھوک نہیں۔ پہلے مجھے سکھا ہو لی کا مسئلہ حل کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ملک کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ میں سیدھا سید عابد علی شاہ سے رابطہ کر کے اس معاملے کی حقیقت معلوم کروں گا“..... عمران نے کہا اور آپریشن روم سے نکل کر کمپاؤنڈ میں کھڑی اپنی سپورٹس کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سید عابد علی شاہ اس وقت اپنے گھر میں ہی تھے اور اپنے مخصوص حجرے میں تنہا بیٹھے تسبیح پڑھ رہے تھے۔ عمران نے ایک ملازم کے ذریعے انہیں اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی تو انہوں نے عمران کو وہیں طلب کر لیا۔ عمران نے حجرے کے باہر جوتے اتارے اور اندر داخل ہو کر شاہ صاحب کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔
 ”وعلیکم السلام۔ آؤ بیٹے۔ بیٹھو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے“..... شاہ صاحب نے شفقت بھرے لہجے میں دعا دیتے ہوئے کہا۔

”بہت بہت شکریہ۔ شاہ صاحب آپ کی دعاؤں کے طفیل ہی اللہ تعالیٰ مجھ ناچیز پر مہربان ہے ورنہ میں تو بڑا عاصی گنہگار ہوں۔ نیک اعمال سے دامن خالی ہے“..... عمران نے ان کے سامنے چٹائی پر دو زانو بیٹھتے ہوئے انتہائی عاجزی سے کہا۔

”ارے۔ کون کہتا ہے کہ نیک اعمال سے تمہارا دامن خالی ہے۔“
شاہ صاحب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کہتا تو کوئی نہیں شاہ صاحب۔ لیکن مجھے تو احساس ہے کہ میں تمام دینی فرائض مکمل پابندی سے ادا نہیں کر پاتا۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں تو یہ احساس اور بڑھ جاتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر فقیری، درویشی اختیار کر کے ساری عمر عبادت میں گزار دوں“..... عمران نے کہا تو شاہ صاحب کے چہرے پر انتہائی مسرت پھیل گئی۔

”بیٹے۔ یہ احساس ہی انسان کو معراج پر پہنچا دیتا ہے اور ایسے ہی حساس لوگوں کو اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے“..... شاہ صاحب نے کہا۔

”آپ نے درست فرمایا ہے شاہ صاحب۔ لیکن میں تو بے عمل انسان ہوں“..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں بیٹے۔ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہوتا ہے اور تمہاری نیت بالکل درست ہے۔ تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ تم سے خوش ہے کیونکہ تمہاری نیت میں فتور نہیں ہے۔ تم جو کچھ کرتے ہو وہ صرف اپنے ملک و قوم کی سلامتی و بقاء کے لئے کرتے ہو اور یہ عین جہاد ہے۔ عام سادہ مسلمان بھی اگر اسلام اور اللہ کے دشمنوں سے لڑتا ہوا مارا جائے تو شہادت کے رتبے پر فائز ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ ہمارے صحابہ کرام

کی دلی تمنا ہوتی تھی کہ انہیں شہادت کا مرتبہ نصیب ہو جائے۔ بہر حال میری نظر میں تمہارا اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ میں بتا نہیں سکتا“..... شاہ صاحب نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کی مہربانی اور شفقت ہے شاہ صاحب ورنہ میں تو خود کو شہیدوں کے پیروں کی خاک کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ باقی جو کچھ کرتا ہوں کوشش کرتا ہوں اسے بھول جاؤں تاکہ اگلے کام کے لئے اپنے ذہن کو تازہ رکھ سکوں۔ کوشش کرتا ہوں کہ اپنے ملک اور قوم کی سلامتی کے خلاف اٹھنے والے ہر ہاتھ کو توڑ ڈالوں۔ پاکیشیا کو نقصان پہنچانے والوں کو عبرتناک سزا دوں“..... عمران نے انتہائی عاجزانہ انداز میں کہا۔

”اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ سرخرو کرے بیٹا۔ مجھے معلوم ہے کہ جب بھی ملکی سلامتی کے سلسلے میں تمہیں کوئی الجھن و پریشانی ہوتی ہے تو تم مجھے ضرور یاد کرتے ہو۔ بتاؤ کیا معاملہ ہے“..... شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں سوپر فیاض کے ساتھ پیش آنے والا قصہ تفصیل سے بتا دیا۔

”بیٹے۔ یہ واقعہ تمہارے فلیٹ میں لیکن تمہاری غیر موجودگی میں رونما ہوا ہے اور یہ غلط بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ ارواح اور جنات کا وجود ہے۔ طاغوتی قوتیں ہر دور میں اسلام کے خلاف اپنی گھناؤنی سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں مصروف رہی ہیں اور اب بھی مصروف ہیں۔ جس روح کا تم نے ذکر کیا ہے وہ بھی کسی شیطانی

ذہن کے تابع ہوگی کیونکہ کوئی روح یا بدروح اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرتی بلکہ انہیں تابع کر کے ان سے کام لیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ شاہ صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”گویا سنکھا ہولی کی روح کسی عامل کے حکم پر میرے فلیٹ میں آئی تھی۔۔۔۔۔ عمران نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یقیناً۔ لیکن فی الوقت میں یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ عامل کون ہے اور اس کا مقصد کیا ہے کیونکہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ البتہ میں آج رات معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔ تم صبح کسی وقت مجھے فون کر لینا۔۔۔۔۔ شاہ صاحب نے کہا۔

”بہت بہتر۔ میں خود حاضر ہو جاؤں گا جناب۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن ہوشیار رہنا۔ ایک بدروح کا تمہارے فلیٹ میں آنا خالی از علت نہیں ہو سکتا۔ وہ یقیناً تمہیں کوئی نقصان پہنچانے آئی ہے یا تم سے کوئی اہم کام لینا چاہتی ہے۔۔۔۔۔ شاہ صاحب نے عمران کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

”شکریہ شاہ صاحب۔ میں خیال رکھوں گا۔ اب اجازت دیجئے۔“

عمران نے بڑی انکساری سے کہا۔

”اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے۔ اگر سنکھا ہولی کی روح دوبارہ تمہارے فلیٹ میں آئے تو خود پر آیت انکری پڑھ کر دم کر لینا۔۔۔۔۔ شاہ صاحب نے دعا دیتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر شاہ صاحب۔ آیت انکری تو میں اکثر پڑھتا رہتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

”بہت اچھا کرتے ہو۔ لیکن موقع پر پڑھنا ضروری ہے بیٹا۔ شیطانی قوتوں سے خود کو محفوظ رکھنے کے لئے آیت انکری ایک ایسا حصار ہے جس میں کوئی شیطان یا شیطانی قوت داخل نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔ شاہ صاحب نے کہا تو عمران ان سے اجازت لے کر حجرے سے باہر آیا اور اپنی کار میں بیٹھ کر فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر سنکھا ہولی کی روح اسی کے لئے آئی تھی تو یقیناً وہ دوبارہ ضرور آئے گی۔

جولیا کے فلیٹ والی سڑک سے گزرتے ہوئے اچانک اسے جولیا سے ملنے کا خیال آیا اور اس نے بلڈنگ کے باہر فٹ پاتھ کے ساتھ کار روک دی۔ چند لمحوں بعد وہ جولیا کے فلیٹ کے دروازے کے باہر کھڑا ڈور بیل کا بٹن پریس کر رہا تھا۔ جلد ہی دروازہ کھل گیا۔ اسے دیکھ کر جولیا کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”ہیلو جولیا۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے شوخ لہجے میں کہا تو جولیا ایک طرف ہٹ گئی۔ عمران اندر آیا تو جولیا نے دروازہ بند کر دیا۔ عمران، جولیا کے ساتھ ڈرائینگ روم میں آیا تو اندر صفر موجود تھا۔ عمران کو دیکھ کر صفر مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”آئیے عمران صاحب۔ ہم ابھی آپ ہی کا ذکر کر رہے تھے۔“

صفر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران سے مصافحہ کیا۔

”کیوں۔ میں اتنا خوش قسمت کب سے ہو گیا ہوں کہ جولیا کی محفل میں میرا ذکر کیا جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ جولیا اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

”اس میں خوش قسمتی کی کیا بات ہے۔ ہم تو اکثر آپ کو یاد کرتے رہتے ہیں“..... صفدر نے جلدی سے کہا۔

”صرف تم ہی کرتے ہو۔ جولیا تو میرے نام سے ہی جل جاتی ہے“..... عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر شوخ لہجے میں کہا۔

”بکومت۔ چائے پیو گے“..... جولیا نے مصنوعی غصے سے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”دیکھا۔ مجھے چائے پر ٹرخانا چاہتی ہے حالانکہ یہ لنچ ٹائم ہے“..... عمران نے صفدر سے کہا۔

”جی ہاں۔ ہم لنچ کے لئے باہر جانے والے تھے۔ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں“..... صفدر نے سر ہلا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں پیارے۔ خواہ مخواہ جولیا کا پرس خالی ہو جائے گا۔“

عمران نے انکار کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو کیا تمہارا پرس خالی ہے۔ تم بل ادا کر دینا“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”انہی بلز نے تو مجھے کنگال کر ڈالا ہے۔ مہینہ شروع ہوتے ہی بلوں کی بارش ہونے لگتی ہے اور پرس کا وزن کم ہوتا چلا جاتا ہے۔“

بجلی مہنگی ہونے کے ساتھ ہی مہنگائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہر چیز کے ریٹ بڑھ جاتے ہیں“..... عمران نے بے چارگی سے کہا۔

”بجلی کا دوسری چیزوں کی مہنگائی سے کیا تعلق“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہ ہو۔ لیکن لوگ تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ دھوبی کہتا ہے کہ بجلی مہنگی ہے اور استری اور واشنگ مشین چونکہ بجلی سے چلتی ہے اس لئے وہ دھلائی کے ریٹ بڑھانے پر مجبور ہے۔ دودھ والے کا موقف ہے کہ بھینسوں کو گرمی سے بچانے کے لئے اسے پٹکھے چلانے پڑتے ہیں تاکہ گرمی سے بھینسوں کا دودھ ان کے اندر ہی خراب نہ ہو جائے۔ بیکری والے نے بھی مکھن اور انڈوں کے ریٹ بڑھا دیئے ہیں کہ اسے مکھن کو پٹکھنے اور انڈوں کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے چوبیس گھنٹے فریزر چلانا پڑتا ہے۔ اب میں کس کس کی مثال دوں“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو صفدر اور جولیا بے اختیار ہنسنے لگے۔

”خیر۔ آپ کے کھانے کا بل میں ادا کروں گا“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے تھوڑی دیر پہلے تمہارے فلیٹ فون کیا تھا مگر تم موجود نہیں تھے۔ کہاں گئے ہوئے تھے“..... جولیا نے کہا۔

”کہیں نہیں۔ سو رہا تھا“..... عمران نے جواب دیا۔

”کیوں جھوٹ بول رہے ہو۔ سلیمان نے قسم کھا کر کہا تھا کہ تم

کسی بدروح سے خوفزدہ ہو کر باہر گئے ہو..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو صفدر چونک پڑا۔

”بدروح۔ کیا کوئی بدروح آپ کے فلیٹ میں موجود ہے۔“
صفدر نے عمران سے پوچھا۔

”ارے سلیمان سے بڑی اور کون سی بدروح ہو سکتی ہے۔“
عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”چھپانے کی کوشش نہ کرو..... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔
”تم بھی دل جلانے کی کوشش نہ کرو۔ اس گھامڑ باورچی نے بدروح کا صرف نام سنا ہے۔ اگر دیکھ لیتا تو خود بدروح بن چکا ہوتا..... عمران نے غصے سے نتھنے پھیلاتے ہوئے کہا۔
”تو کیا تم نے بدروح کو دیکھا ہے.....“ جولیا نے جلدی سے پوچھا۔

”میں تو اب بھی دیکھ رہا ہوں لیکن بدروح کو نہیں خوبصورت روح کو.....“ عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا۔

”ٹٹ اپ۔ میں زندہ ہوں.....“ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”میں بھی ابھی زندہ ہوں۔ لہذا بقول کنفیوشس، ابھی زندہ ہوں تو جی لینے دو۔ اپنے ہونٹوں کو تو سی لینے دو ورنہ خوف کے مارے لہج بھی نہ کر سکو گی.....“ عمران نے مزاحیہ لہجے میں کہا تو صفدر مسکراتے لگا۔

”نہیں۔ میں نہیں ڈرتی۔ تم بتاؤ کیا معاملہ ہے.....“ جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں ڈرو گی۔ کیا تم نے شیر کا گوشت کھا رکھا ہے۔“
عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ آپ باتوں میں ٹرخانے کی کوشش نہ کریں.....“ صفدر نے مسکرا کر کہا۔

”خیر۔ تم اصرار کرتے ہو تو میری کیا مجال کہ انکار کر سکوں۔ اس موقع کے لئے چچا غالب نے کہا تھا کہ حکم حاکم مرگ مفردات.....“ عمران نے بے اختیار ہنس کر کہا۔
”مجاورہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے.....“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے پہلے مفردات اور مفاجات پر بحث کر لیتے ہیں۔ لہج کھانے کے لئے ہوٹل والوں کو بہت گاہک مل جائیں گے۔ کیا خیال ہے جولیا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

”بکومت۔ شرافت سے سچ سچ بتا دو ورنہ.....“ جولیا نے دھمکی دینے کے انداز میں کہا تو عمران نے یکدم سہم جانے کی اداکاری کی جس پر صفدر ہنسے لگا۔ عمران نے خوفزدہ نگاہوں سے جولیا کے پیروں میں موجود سینڈلوں کو دیکھتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے سر ڈھانپ لیا تھا۔ اس کے انداز پر جولیا کے لبوں پر بے ساختہ

مسکراہٹ پھیل گئی۔

”عمران صاحب۔ اب بتا بھی دیں۔ جلدی کریں“..... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

”اچھا تو سنو کہ سوپر فیاض پر کیا گزری زمانے میں۔ جب وہ آیا تھا میرے غریب خانے میں“..... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کے نام پر صفدر اور جولیا چونک پڑے۔

”اوہ۔ سوپر فیاض۔ وہ آپ کے فلیٹ میں آیا تھا“۔ صفدر نے جلدی سے پوچھا۔

”تو کیا تمہارے فلیٹ میں جاتا“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس میں خفا ہونے والی کیا بات ہے“..... صفدر نے منہ بنا کر کہا۔

”ہے نا بات۔ تمہیں کتنی مرتبہ کہا ہے کہ بیچ میں سے مت ٹوکا کرو۔ دم سے ٹوکا کرو“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اچھا جناب۔ اب تو معاف کر دیجئے۔ آئندہ دم سے ٹوکا کروں گا“..... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

”دم سے کیسے ٹوکو گے۔ دم تو بہت دور ہے کیونکہ سنکھا ہولی کی روح سوپر فیاض سے ملی تھی۔ میں وہاں موجود ہوتا تو شاید وہ میرا خون چوس لیتی“..... عمران نے یکدم ہنس کر کہا۔

”اوہ۔ تو کیا کوئی بدروح آپ کا خون چوسنے آئی تھی“۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اور کیا عشق کرنے آئی تھی“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”یہ سنکھا ہولی کون ہے“..... جولیا نے پوچھا۔

”وہی جو ہولی کے تہوار پر سنکھ بجائے جانے پر سنکھ سے نکلتی ہے“..... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

”خدا کے لئے جلدی سے پوری بات بتا دیں۔ قسطوں میں نہ بتائیں“..... صفدر نے زچ ہو کر کہا۔

”کیا کروں برخوردار۔ آج کل ہر شے قسطوں میں ملتی ہے۔ غریب لوگ روپے پیسے کی کمی کے سبب قسطوں میں چیزیں لینے پر مجبور ہیں۔ یکمشت قیمت دینے پر بھی چیز قسطوں میں ملتی ہے۔

سرکاری نل میں پانی بھی قسطوں میں آتا ہے اور ایک ایک بوند کی شکل میں۔ بہر حال تم بے چارے سوپر فیاض کا قصہ سنو“..... عمران نے کہا اور پھر پورا واقعہ بتا دیا جسے سن کر صفدر اور جولیا بے حد حیران ہوئے۔

”عمران صاحب۔ یہ کالی داس والا معاملہ معلوم ہوتا ہے“۔ صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ سنکھا ہولی کا فرستان سے نہیں افریقہ کے جنگلات سے آئی ہے۔ وہ ناگلو قبیلے کی شہزادی سنکھا ہولی کی روح ہے۔ میں اس کے بارے میں جوزف سے تصدیق کر چکا ہوں“..... عمران نے

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو کیا واقعی وہ بدروح فیاض کا خون پینا چاہتی تھی؟“..... جولیا

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ سوپر فیاض کا یہی بیان ہے۔ البتہ سنکھا ہوئی نے نجانے کیوں اسے معاف کر دیا۔ شاید اسے سوپر فیاض کی بزدلی اور بے بسی پر رحم آ گیا تھا اس لئے وہ سوپر فیاض کا خون پینے کی بجائے اسے اٹھا کر سنگ روم کے ایک صوفے پر لٹا گئی۔ البتہ اس بدروح نے سوپر فیاض سے ایک جھوٹ بولا تھا اور شاید اسی وجہ سے سوپر فیاض دہشت سے بے ہوش ہو گیا تھا کہ جو بدروح پہلے ہی دو افراد کا خون پی چکی ہے وہ اسے بھی نہیں چھوڑے گی“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا رو صیں جھوٹ بھی بولتی ہیں؟“..... صفدر نے جلدی سے

کہا۔

”معلوم نہیں۔ اس کمبخت بدروح نے سوپر فیاض کو یقیناً دہشت

زدہ کرنے کے لئے کہا تھا کہ وہ سلیمان کا اور میرا خون پی چکی ہے

لیکن اس کی پیاس ابھی باقی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”چلو۔ مجھے لُنج کے بعد سلیمان کی خبر بھی لینی ہے“..... عمران

نے اٹھتے ہوئے کہا تو صفدر اور جولیا بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور

عمران کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

شاندار آفس نما کمرے میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا شخص سگار کے کش لیتے ہوئے کچھ سوچ رہا تھا۔ اس کا قد لمبا، آنکھیں چھوٹی اور پیشانی کشادہ تھی۔ اس نے قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا اور کمرے میں اس کے سوا کوئی نہ تھا۔ اس کے سامنے میز پر تین مختلف رنگوں کے ٹیلی فون سیٹ رکھے تھے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ دفعتاً میز پر رکھے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس شخص نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس۔ کرنل ہوگن فرام دس اینڈ“..... اس نے انتہائی خشک

لہجے میں کہا۔

”والٹن بول رہا ہوں کرنل ہوگن“..... دوسری طرف سے

سیکریٹری داخلہ کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ آپ۔ حکم فرمائیے“..... کرنل ہوگن نے چونک کر کہا۔

”آپ کی ایجنسی کو جو کام سونپا گیا تھا وہ کس مرحلے میں ہے..... سیکرٹری داخلہ والٹن نے پوچھا۔

”کام شروع ہو چکا ہے۔ آپ بے فکر رہیں“..... کرنل ہوگن نے جواب دیا۔

”عجیب بات ہے۔ ایک مہینہ گزر چکا ہے اور کام اب شروع ہوا ہے“..... والٹن نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”سوری سر۔ وقت تو لگتا ہی ہے اس قسم کے کاموں میں۔ پھر جو مشن ہمیں سونپا گیا ہے اس میں آج تک ہماری کوئی ایجنسی کامیاب نہیں ہو سکی۔ آپ کو بھی علم ہے کہ گزشتہ کئی برسوں میں ہمارے ملک کے سپر ایجنٹ بھی اس مشن میں کامیابی کے لئے اپنی تمام تر طاقت اور صلاحیتوں کے استعمال کے باوجود ہمیشہ ناکام رہے ہیں بلکہ ان سپر ایجنٹوں میں سے بیشتر موت کی آغوش میں پہنچ گئے۔ ان کے تجربات اور ناکامیوں کو مد نظر رکھ کر مجھے ایسا طریقہ کار اختیار کرنا پڑا کہ ناکامی کا ایک فیصد بھی امکان نہ رہے۔“ کرنل ہوگن نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس طریقہ کار کے بارے میں کچھ بتائیں تاکہ میں منسٹر صاحب کو مطمئن کر سکوں۔ انہوں نے مجھ سے اس معاملہ کے بارے میں رپورٹ طلب کی ہے۔“

والٹن کی آواز سنائی دی۔

”رائٹ سر۔ میں وضاحت کئے دیتا ہوں۔ لیکن یہ یاد رکھیں گے

کہ اگر یہ راز آؤٹ ہو گیا تو مشن کی کامیابی مشکوک ہو جائے گی کیونکہ جس شخص کے خلاف ہم کام کر رہے ہیں وہ ماورائی خصوصیات کا مالک ہے اور دنیا کے چپے چپے میں اس کے مخبر موجود ہیں جو بھاری معاوضہ پر اسے مطلوبہ معلومات فراہم کرتے رہتے ہیں۔ اس تک یہ بات پہنچ گئی تو نہ صرف وہ الٹ ہو جائے گا بلکہ ہمارے پلان کے پرچے اڑا ڈالے گا“..... کرنل ہوگن نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ میں اپنے پاس کے سوا کسی سے بات نہیں کروں گا“..... والٹن نے کہا۔

”تھینک یو۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھنے والا علی عمران دنیا کا نمبر ون ایجنٹ ہے۔ اب تک کے تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہمارے ایک ہزار سپر ایجنٹ مل کر بھی عمران کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اب تک ہمارے سینکڑوں سپر ایجنٹ عمران کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔ وہ دنیا کا عیار ترین شخص ہے۔ کافرستان اور اسرائیل عمران کے ہاتھوں ناقابل تلافی جانی و مالی نقصان اٹھا چکے ہیں۔ عمران کے ہاتھ سے زندہ بچ کر نکل آنے والے بیشتر ایجنٹوں نے عمران کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ عمران مافوق الفطرت صلاحیتوں کا مالک ہے اور ناقابل تسخیر شخص ہے۔ وہ ماورائی علوم کا ماہر ہے یا اس کے تابع ماورائی قوتیں ہیں جو اسے اس کے ملک کے خلاف اٹھنے والے ہر قدم کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر دیتی ہیں۔ اگر عمران کی اس خصوصیت کو تسلیم

نہ بھی کیا جائے تب بھی اس میں کوئی ایسی صلاحیت ضرور ہے جس کی وجہ سے اسے فوری طور پر اپنے ملک و قوم کی سلامتی کو پیش آنے والی مصیبت کا ادراک ہو جاتا ہے۔ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو بھی عمران جیسی بلکہ عمران سے بڑھ کر صلاحیتوں کا مالک ہے جو ہمیشہ نقاب میں رہتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران میں سے بھی کسی نے آج تک ایکسٹو کی اصل شکل نہیں دیکھی۔ عمران اور ایکسٹو کی وجہ سے ہی آج تک دنیا کی کوئی خفیہ ایجنسی یا تنظیم پاکیشیا میں اپنا مشن مکمل نہیں کر سکی اور مشن پر جانے والے یا تو مارے گئے یا شکست سے دوچار ہو کر وہاں سے بمشکل جان بچا کر بھاگ نکلے۔ اکیمریمیا، کافرستان اور اسرائیل جیسے پاور فل ممالک کے سامنے بھی عمران اور اس کے ساتھی ناقابل شکست ثابت ہوئے ہیں۔ وہ جب بھی کسی مشن پر ان ملکوں میں جاتے ہیں مشن میں نہ صرف سو فیصد کامیاب رہتے ہیں بلکہ خون کی ندیاں بہا کر اور لاشوں کے انبار لگا کر زندہ سلامت واپس اپنے ملک پہنچ جاتے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران میں سے آج تک نہ تو کوئی ہلاک ہوا ہے اور نہ انہیں گرفتار کیا جا سکا ہے۔ اگر کوئی گرفتار ہوتا بھی ہے تو اس کی گرفتاری عارضی یا چند گھنٹوں تک کے لئے ہوتی ہے اور اس کے بعد وہ نہ صرف آزاد ہو جاتا ہے بلکہ گرفتار کرنے والوں کو بھی فنا کر دیا جاتا ہے۔ کرنل ہوگن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ بہت خوفناک باتیں بتا رہے ہیں کرنل ہوگن۔“ دوسری طرف سے والٹن کی پریشان کی آواز سنائی دی۔ ”حقیقت بتا رہا ہوں جناب۔ انہی وجوہات کے سبب مجھے عمران اور ایکسٹو کے سلسلے میں بے حد سوچ بچار کرنا پڑی اور مجھے یقین ہو گیا کہ ان دونوں پر قابو پانے کے لئے صرف ماورائی قوتوں کے ذریعے کامیابی ممکن ہے۔ چنانچہ میں نے دنیا بھر میں رابطے کئے۔ شیطانی علوم کے ماہرین کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ تین دن بعد مجھے ایک ایسے شخص کے بارے میں علم ہوا جو بے پناہ ماورائی قوتوں کا مالک ہے۔ اس کی عمر ننانوے برس ہے لیکن اس نے اپنی روحانی اور شیطانی طاقت سے اپنی صحت اور جسمانی طاقت کو برقرار رکھا اور اس وقت بھی وہ پچاس پچپن برس کا ادھیڑ عمر آدمی دکھائی دیتا ہے۔ اس کے بارے میں فلپائن کے لوگوں میں مشہور ہے کہ وہ بہت بڑا جادوگر ہے اور اس کے قبضے میں جنات، ارواح اور دوسری ماورائی مخلوقات ہیں۔ وہ بے مذہب شخص شیطان کا پجاری ہے اور اپنی شیطانی قوتوں سے آسمان پر اڑتے جہاز کو ایک اشارے سے گرا سکتا ہے۔ بہتے دریا کے پانی کو برف کی مانند منجمد کر سکتا ہے اور ہزاروں میل کے فاصلے پر موجود چیز کو پلک جھپکنے میں حاضر کر سکتا ہے۔ فلپائن کا یہ عامل پروفیسر کارلوس کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں معلوم ہونے پر میں خود فلپائن جا کر اس سے ملا اور اسے اپنا مسئلہ بتایا تو

کارلوس نے آشرم کی تعمیر کے علاوہ ایک کروڑ ڈالر کی ڈیمانڈ بھی کی تھی جو ہم نے پوری کر دی ہے۔۔۔۔۔ کرنل ہوگن نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن پروفیسر کارلوس نے مشن کی تکمیل کا کوئی ٹائم فریم تو دیا ہوگا۔۔۔۔۔ والٹن کی آواز سنائی دی۔

”نوسر۔ پروفیسر کارلوس نے مشن مکمل ہونے کا کوئی حتمی وقت نہیں بتایا۔ اس نے کہا ہے کہ اس میں ایک دن بھی لگ سکتا ہے اور ایک ہفتہ بھی۔ البتہ اس نے یہ دعویٰ ضرور کیا ہے کہ اگر وہ ایک ہفتہ میں کامیابی حاصل نہ کر سکا تو خودکشی کر لے گا کیونکہ وہ کسی معاملے میں اپنی شکست برداشت نہیں کر سکے سکتا۔۔۔۔۔ کرنل ہوگن نے کہا۔

”آل رائٹ کرنل ہوگن۔ آپ سے بات کر کے میں ذہنی طور پر مطمئن ہو گیا ہوں۔ البتہ آپ سے اتنا ضرور کہوں گا کہ اسرائیلی حکومت نے اس مشن کے سلسلے میں ہم پر جو اعتماد کیا ہے ہم نے اسے ہر حال میں برقرار رکھنا ہے۔ آپ پروفیسر کارلوس سے اس معاملہ کی پیش رفت معلوم کر کے مجھے آگاہ کرتے رہا کریں۔ گڈ بائی۔“ والٹن نے دوسری جانب سے ہدایت کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ہوگن نے بھی رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر اس نے میز کی چٹائی دراز کھولی اور اس میں سے ایک سیٹلائٹ ہینڈ فون نکالا جو بغیر تار کے

اس نے چند شرائط پر ہمارے لئے کام کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اگرچہ اس کی شرائط کافی سخت تھیں لیکن مشن کی تکمیل کے لئے میں نے اس کی شرائط قبول کر لیں۔ ان شرائط کے مطابق میں نے ایجنسی کے فنڈز سے اس کے لئے ایک آشرم تعمیر کرایا۔ آشرم کی عمارت مکمل ہونے میں تقریباً پچیس دن لگ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مشن کا آغاز کرنے میں تاخیر ہوئی ہے۔ اگرچہ آشرم کی تعمیر ہماری ایجنسی کا کافی قیمتی وقت صرف ہوا ہے لیکن ایک گریٹ مشن کی کامیابی کے لئے میں نے وقت اور سرمایہ کی پروا نہیں کی اور منسٹر صاحب نے مجھے یہی کہا تھا جتنا پیسہ بھی خرچ کرنا پڑے جائے کیونکہ اس مشن کے لئے اسرائیل نے دو کروڑ ڈالر خرچ کر دیئے کئے ہیں اور مزید رقم دینے کے لئے بھی تیار ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تو صرف ایک لاکھ ڈالر خرچ کرنا پڑے ہیں۔۔۔۔۔ کرنل ہوگن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا آپ کو یقین ہے کہ پروفیسر کارلوس، عمران اور ایکسٹرا زیر کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔۔۔۔۔ والٹن نے پوچھا۔

”یقین ہے تو میں نے کارلوس کی تمام شرائط تسلیم کی ہیں۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ پروفیسر کارلوس شیطان کا ہی نہیں دولت کا بھی پجاری ہے۔ جب میں فلپائن جا کر اس سے ملا تو وہ اپنے آشرم میں راجہ بنا بیٹھا تھا۔ جہاں ہر وقت کئی نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں اس کا دل بہلانے کے لئے موجود رہتی ہیں۔ پروفیسر

تھا۔ کرنل ہوگن نے فون پر چند نمبر پرپس کئے اور فون کان سے لگا کر انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہیلو۔ پروفیسر کارلوس بول رہا ہوں کرنل ہوگن“..... دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل ہوگن بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ پروفیسر کارلوس۔ آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں کال کر رہا ہوں“..... کرنل ہوگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کرنل ہوگن۔ میں نے افریقہ کے تاریک جنگلات میں اپنی زندگی کے چالیس برس شیطانی قوتوں کے ساتھ گزارے ہیں۔ بیس سال میں نے برازیل کے خوفناک جنگلات میں چلہ کشی کی ہے اور صدیوں پرانی روحوں کو اپنے تابع کیا ہے۔ مجھے میرے موکل فون کی گھنٹی بجنے سے پہلے ہی اطلاع دے دیتے ہیں کہ کال آنے والی ہے اور وہ کال کرنے والے کا نام بھی بتا دیتے ہیں“..... دوسری طرف سے پروفیسر کارلوس نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

”یقیناً آپ درست کہہ رہے ہیں پروفیسر۔ میں نے یہ معلوم کرنے کے لئے آپ کو زحمت دی ہے کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے“..... کرنل ہوگن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”آپ غلط کہہ رہے ہیں کرنل۔ آپ نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ مجھ سے معاملہ کی پیش رفت معلوم کریں تاکہ آپ اپنے حکام بالا کو رپورٹ کر سکیں“..... پروفیسر کارلوس کی ہنستی ہوئی آواز

سنائی دی۔

”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں پروفیسر کارلوس۔ ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے مجھے اس پلان پر کام کرتے ہوئے اس لئے حکام کو فکر ہے“..... کرنل ہوگن نے پروفیسر کارلوس کی ماورائی صلاحیت سے متاثر ہو کر آہستہ سے کہا۔

”دیکھیے جناب۔ آپ کو ایک مہینہ ہو چکا ہے کام کرتے اور میں نے تو ایک ہی دن گزارا ہے اس آشرم میں۔ پھر بھی میں نے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ میں نے اپنی سب سے طاقتور غلام روح کو روانہ کر دیا ہے مارگٹ کی طرف اور جلد ہی مجھے خبر مل جائے گی کہ ہمارے شکار کن خصوصیات کے مالک ہیں اور ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اس کے بعد میں عملی اقدامات کروں گا۔“..... پروفیسر کارلوس نے سخت لہجے میں کہا۔

”بہتر۔ میں آپ کو دوبارہ کب فون کروں“..... کرنل ہوگن نے پوچھا۔

”فون کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود آپ کو مطلع کروں گا“..... پروفیسر کارلوس نے کہا۔

”آل رائٹ۔ آپ میرا فون نمبر نوٹ کر لیں“..... کرنل ہوگن نے سر ہلا کر کہا۔

”نوٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اپنی طاقت سے پہلے ہی آپ کا موبائل فون، آفس فون اور گھر کا فون نمبر معلوم کر چکا

عمران رات بھر سٹکھا ہوئی کی روح اور اس کے مشن کے بارے میں سوچتا رہا۔ دوسری صبح اس نے ناشتے سے فارغ ہوتے ہی سید عابد علی شاہ کے گھر کا رخ کیا تو وہ اپنے حجرے میں موجود تھے۔ عمران نے مؤدبانہ انداز میں شاہ صاحب کو سلام کیا اور ان کے سامنے چٹائی پر دو زانو بیٹھ گیا تو شاہ صاحب نے فوراً عمران کے مقصد کی بات شروع کر دی۔

”عمران بیٹے۔ پاکیشیا کی دشمن طاقتیں تمہاری زندگی کے درپے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہو چکا ہے کہ جب تک تم اور تمہارا چیف ایکسٹو اس ملک میں موجود ہیں وہ پاکیشیا کے خلاف اپنے مذموم مقاصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اکیمریمیا دنیا کی سب سے سپر پاور ہونے کے باوجود تمہارے وجود سے خائف ہے لیکن آج کل دہشت گردی کے خاتمے کے لئے چونکہ اسے پاکیشیا کی

ہوں۔ کیا آپ کو بتاؤں تینوں نمبر“..... پروفیسر کارلوس نے ہنس کر کہا تو کرنل ہوگن کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

”اوہ۔ نو پروفیسر۔ مجھے یقین ہے آپ کی بات پر۔ اوکے“۔

کرنل ہوگن نے جلدی سے کہا۔

”ایک اور بات سن لیں۔ میں زیادہ وقت عملیات میں مصروف

رہتا ہوں اور فون کال مجھے ڈسٹرب کرتی ہے اس لئے برائے مہربانی کسی اشد ضرورت کے بغیر مجھے کال نہ کیا جائے“۔ پروفیسر

کارلوس نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ہوگن نے فون آف کر کے میز کی دراز میں رکھا اور پروفیسر کارلوس کی ماورائی شخصیت پر غور کرنے لگا۔

ضرورت ہے اس لئے وہ اس سازش میں ملوث نہیں ہے۔ البتہ حکومت کی مرضی اور اس کی اجازت کے بغیر ایکریمیں وزیر داخلہ اور سیکرٹری داخلہ اسرائیل کے ایماء پر تمہیں اور ایکسٹو کو گرفتار کر کے اسرائیل کے حوالے کرنے کے منصوبے پر کام کر رہے ہیں۔ اس پلان کے لئے اسرائیل نے پانچ کروڑ ڈالر خرچ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ابتدائی اخراجات کے تین کروڑ ڈالر ایکریمیں وزیر داخلہ کو فراہم کر دیئے ہیں۔ اس نے دو کروڑ ڈالر بلیک مون ایجنسی کو ادا کر دیئے ہیں۔ بلیک مون گزشتہ ایک ماہ سے اس پلان پر کام کر رہی ہے۔۔۔۔۔ سید عابد شاہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران کو بے حد حیرت ہوئی کہ دشمن ایک ماہ سے اس کے خلاف کوششوں میں مصروف ہے۔

”شاہ صاحب۔ کیا بلیک مون ایجنسی اس پلان کے لئے اتنا عرصہ بدروحوں کو جمع کرتی رہی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نہیں بیٹے۔ اصل میں پاکیشیا کے دشمنوں اور خاص طور پر ایکریمیں ایجنسیوں کو تمہارے معاملے میں اپنی مسلسل ناکامیوں سے اندازہ بلکہ یقین ہو چکا ہے کہ تمہیں زیر کرنا انسانی بس سے باہر ہے اور تم کوئی مافوق الفطرت یا ماورائی شخصیت ہو اس لئے جب ایکریمیں وزیر داخلہ نے بلیک مون ایجنسی کو یہ مشن سونپا تو ایجنسی کے چیف نے مشن میں ہر قیمت پر کامیاب ہونے کے لئے ماورائی طاقتیں استعمال کرنے کا فیصلہ کیا اور اس نے فلپائن کے ایک

شیطان صفت عامل پروفیسر کارلوس سے رابطہ کیا۔ پروفیسر کارلوس ماورائی علوم میں ماہر ہے اور ہر قسم کی شیطانی قوتیں اس کے تابع ہیں۔ اس نے افریقہ کے جنگلات میں چالیں برس گزارے ہیں اور برازیل کے خطرناک جنگلوں میں بیس برس چلہ کشی کی ہے۔ سنکھا ہولی کی روح بھی اس کے تابع ہے۔ بلیک مون ایجنسی نے پروفیسر کارلوس کی خواہش پر ایکریمیا میں اس کے لئے ایک قیمتی آشرم تعمیر کر کے دیا ہے جو ایک ماہ میں مکمل ہوا ہے اور پروفیسر کارلوس کو دو دن پہلے اس آشرم میں پہنچایا گیا تھا جہاں اس نے گزشتہ روز سے کام شروع کر دیا ہے۔۔۔۔۔ شاہ صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ پروفیسر کارلوس نے سنکھا ہولی کی روح کو یہاں بھیجا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ لیکن گزشتہ روز اس بدروح کو صرف تمہاری جرأت کا امتحان لینے اور تمہیں خوفزدہ کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن تمہاری غیر موجودگی کے سبب تمہارے دوست سوپر فیاض کی سنکھا ہولی سے ملاقات ہوئی تو سنکھا ہولی نے اسے محض اس لئے خوفزدہ کر دیا کہ سوپر فیاض سے بدروح کا ذکر سن کر تم خوفزدہ ہو جاؤ گے۔ جب تم اپنے فلیٹ پہنچے اس وقت بھی سنکھا ہولی کی روح فلیٹ میں موجود تھی لیکن سوپر فیاض سے تمہاری گفتگو سننے اور تمہارا رد عمل دیکھنے کے بعد واپس ایکریمیا چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ شاہ صاحب نے جواب

میں کہا۔

”تو کیا وہ دوبارہ آئے گی؟“..... عمران نے پوچھا۔

”یقیناً۔ اگرچہ سنکھا ہولی کی روح نے پروفیسر کارلوس کو تمہارے بارے میں بتا دیا ہو گا کہ تمہیں خوفزدہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بچپن سے تمہاری ماں کی دعائیں اور روحانی قوتیں تمہارے ساتھ ہیں اور پھر تم فطری طور پر بھی انتہائی نڈر شخص ہو اس کے باوجود پروفیسر کارلوس جس کی شرائط پوری کرنے پر بلیک مون ایجنسی اڑھائی کروڑ ڈالر خرچ کر چکی ہے اور مشن کی کامیابی تکمیل کے بعد ایک کروڑ ڈالر بطور معاوضہ پروفیسر کارلوس کو ادا کرے گی۔ اس سے پروفیسر کارلوس نے وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر تمہیں اور ایکسٹو کو ایجنسی کے حوالے کر دے گا اور اگر وہ کامیاب نہ ہو سکا تو خودکشی کر لے گا۔ چنانچہ وہ مشن کی کامیابی کے لئے اپنی تمام تر شیطانی اور ماورائی طاقتوں کو استعمال کرے گا“..... شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”یہ فرمائیے کہ ایکسٹو اور میرے علاوہ تو یہاں کسی کو خطرہ نہیں ہے“..... عمران نے ایک لمحے بعد پوچھا۔

”فی الحال تو ان کا ٹارگٹ صرف تم اور ایکسٹو ہو۔ لیکن تم جانتے ہو کہ جب دشمن اپنے اصل ہدف کو نشانہ بنانے میں ناکام رہتا ہے تو غضبناک ہو کر دوسروں پر اپنی ناکامی کا غصہ اتارتا ہے۔

چنانچہ ممکن ہے پروفیسر کارلوس بھی تمہارے دوستوں اور عزیز و اقارب کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے یا اس کی ناکامی کے بعد بلیک مون ایجنسی تمہارے خلاف کسی اور عامل سے رجوع کرے اس لئے تمہیں ہوشیار رہنا چاہئے“..... شاہ صاحب نے کہا۔

”سنکھا ہولی مجھے تو دیکھ چکی ہے۔ ایکسٹو کے بارے میں اس نے کیا معلوم کیا ہے؟“..... عمران نے بے چین ہو کر پوچھا۔

”کیا وہ ایکسٹو کے پاس گئی تھی؟“..... شاہ صاحب نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ اگر وہ اس کے پاس جاتی تو ایکسٹو مجھے ضرور بتا دیتا۔ ایکسٹو نے مجھ سے فیاض کا واقعہ سن کر مجھے ہدایت کی تھی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضری دوں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”سنکھا ہولی اگر ایکسٹو تک نہیں پہنچی تو اس کا ایک ہی سبب ہو سکتا ہے کہ ارواح اور دوسری شیطانی قوتیں ہر شخص کو اس کے اصل نام سے جو پیدائش کے بعد اس کے لئے تجویز کیا جاتا ہے، پہچانتی ہیں اور ایکسٹو اصل نام نہیں ہے نہ ہی کسی مذہب یا قوم میں اس نام کو اختیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ سنکھا ہولی کی روح پوری دنیا اور زمین و آسمان پر بھی اس نام کے شخص کو تلاش کرے تو ناکام رہے گی“..... شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔

”آپ کا بے حد شکریہ شاہ صاحب۔ اب میں اس شیطان پروفیسر کارلوس سے نمٹ لوں گا۔ بس یہ بتا دیجئے کہ پروفیسر کارلوس کا آشرم یا موجودہ ٹھکانہ کہاں ہے“..... عمران نے پوزم لہجے میں کہا۔

”میں بہ معلوم نہیں کر سکا بیٹے۔ اس خبیث پروفیسر کا آشرم ہے تو کسی جنگل میں لیکن اس نے آشرم کے گرد جادو سے ایک غیبی حصار قائم کر رکھا ہے جس کے سبب کوئی مخالف روحانی قوت اسے نہیں دیکھ سکتی۔ جادو اور شیطانی طاقتوں سے تو معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں لیکن روحانی علوم جادو نہیں ہیں کہ پھونک مارو اور مطلوب حاضر ہو جائے۔ روحانیت کا ایک طریقہ کار ہے۔ اس کے لئے مراقبہ اور چلہ کشی یا طویل ریاضت کرنا پڑتی ہے اور میں اس بڑھاپے میں طویل مراقبہ یا ریاضت کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔ اس کے لئے تمہیں اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنا پڑے گا۔ البتہ تمہیں یہ اطمینان ہونا چاہئے کہ تم دنیا کے کسی بھی خطے میں جاؤ تمہاری ماں کی دعائیں اور میری روحانی قوتیں تمہارے ساتھ رہیں گی جب تک کہ قدرت خود تمہارے لئے موت کا فرشتہ نہ بھیجے گی تمہیں کوئی شیطانی بدروح یا برائی کی طاقت کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی“..... شاہ صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے انتہائی مشفقانہ لہجے میں کہا۔

”بس تو مک گئی“..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ میں سمجھا نہیں“..... شاہ صاحب نے چونک کر کہا تو

عمران بوکھلا گیا۔

”اوہ۔ میرا مطلب ہے اب میں خود اکیمریمیا جاؤں گا اور اس کارلوس کے بچے کی گردن ناپوں گا۔ اس کی تابع کوئی شیطانی قوت اسے میرے ہاتھوں سے نہیں بچا سکے گی“..... عمران نے جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”انشاء اللہ۔ اگر تم اس شیطان پروفیسر کارلوس کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ نیکی تمہیں عاقبت میں سرخرو کر دے گی“۔ شاہ صاحب نے مسکرا کر کہا۔

”لیکن مجھے اپنے باورچی سلیمان کی فکر ہے شاہ صاحب“۔ عمران نے کہا۔

”تمہاری غیر موجودگی میں اس کا اکیلے رہنا مناسب نہیں ہے۔ ہو سکے تو اسے اپنے ساتھ لے جانا۔ تمہارے ساتھ جو بھی ہو گا وہ شیطانی حربوں سے محفوظ رہے گا“..... شاہ صاحب نے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر۔ آپ کی دعائیں یقیناً میرے شامل حال رہیں گی۔ اب اجازت دیجئے“..... عمران نے نہایت انکساری سے کہا اور شاہ صاحب نے اسے کامیابی کی دعا کے ساتھ اجازت عطا کی تو عمران الوداعی سلام کر کے حجرے سے نکل آیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف دوڑ رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے

احتراماً کھڑے ہو کر اسے سلام کیا۔

”بلیک زیرو۔ تمہارے لئے ایک خبر لایا ہوں۔ اندازہ لگاؤ کیسی خبر ہوگی“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”یقیناً خیر کی خبر ہوگی“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ بہت بری خبر ہے اس لئے پہلے چائے پلاؤ۔ ایسا نہ ہو

کہ تم خبر سن کر بے ہوش ہو جاؤ اور مجھے تمہارے لئے کسی عامل

سے تعویذ لانا پڑے“..... عمران نے شوخ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو

بے اختیار چونک پڑا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ عمران کو چائے کی طلب

محسوس ہو رہی ہے اور چائے پیئے بغیر عمران کچھ نہیں بتائے گا اس

لئے وہ خاموشی سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے لے کر

واپس آیا تو عمران کسی سوچ میں گم تھا۔ بلیک زیرو نے چائے کا

کپ اس کے آگے میز پر رکھا اور دوسرا کپ لے کر اپنی کرسی پر

بیٹھ گیا۔ عمران نے کپ اٹھا کر ایک چسکی لی۔

”عمران صاحب۔ وہ خبر صرف میرے لئے بری ہے یا پورے

ملک کے لئے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”فی الحال تو ہم دونوں کے لئے بری ہے کیونکہ اسرائیل ہماری

گرفتاری کے لئے پانچ کروڑ ڈالر خرچ کر رہا ہے“..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

”اوہ۔ پانچ کروڑ ڈالر“..... بلیک زیرو کے منہ سے حیرت

بھری آواز نکلی۔

”ہاں۔ اندازہ کرو یہودی کتنے احمق ہیں۔ اگر وہ پانچ کروڑ

ڈالر خرچ کرنے کی بجائے مجھے صرف ایک کروڑ ڈالر دے دیتے

تو میں تمہارے ساتھ اسرائیل جا کر انہیں گرفتاری دے دیتا۔ اس

طرح اسرائیل کے چار کروڑ ڈالر بچ جاتے اور اس رقم سے

سارے یہودی سال بھر قلیاں کھا سکتے تھے“..... عمران نے سر ہلا

کر کہا تو بلیک زیرو ہنسنے لگا۔

”وہ آپ کی نفسیات سے واقف ہو چکے ہیں کہ آپ ایک کروڑ

ڈالر بھی لے لیں گے اور اسرائیل پہنچ کر انہیں اربوں ڈالر کا

نقصان بھی پہنچائیں گے اس لئے انہوں نے آپ کو پیشکش نہیں

کی“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بے فکر رہو۔ میرا بھی وہاں جانے کا فی الوقت موڈ نہیں ہے۔

ابھی تو مجھے تمہیں اور خود کو سنکھا ہولی کی روح سے بچانا ہے اور اس

کے لئے مجھے ایکریمیا کا سفر کرنا ہے“..... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا تو بلیک زیرو پھر چونک پڑا۔

”تو کیا سنکھا ہولی کی روح ایکریمیا سے آئی تھی“..... بلیک

زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آئی نہیں بھیجی گئی تھی برخوردار۔ سید عابد علی شاہ صاحب نے

گزشتہ رات اپنے موکلات سے ساری کہانی معلوم کر لی تھی۔ میں

اس وقت انہی سے مل کر آ رہا ہوں“..... عمران نے جلدی سے کہا

اور پھر شاہ صاحب سے سنی ہوئی باتیں اسے بتانے لگا جبکہ بلیک

زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

زیر وحیرت بھری نگاہوں سے عمران کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”کمال ہے۔ اب اکیمریمین ایجنسیاں بھی ماورائی علوم پر اعتقاد و یقین رکھنے لگی ہیں حالانکہ اکیمریمیا سائنسی لحاظ سے بھی سب سے پاورفل ملک ہے اور وہاں ہر کام کمپیوٹر اور روبوٹس سے لیا جاتا ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن وہ اب ماورائی علوم میں بھی ترقی کر رہا ہے۔ چند سال پہلے تک وہاں روحانی علوم کا مذاق اڑایا جاتا تھا لیکن پھر نجانے کیوں اکیمریمیا کے لوگوں کو روحانی اور ماورائی علوم سے دلچسپی پیدا ہوئی اور وہ سائنس چھوڑ کر جنوں، بھوتوں اور بدروحوں کو پسند کرنے لگے۔ ماورائی قوتوں میں ان کی دلچسپی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اکیمریمیا میں اب لوگ ایکشن یا رومانٹک فلموں کی بجائے خوفناک بھوتوں اور بدروحوں کی فلمیں پسند کرتے ہیں اور ہالی وڈ میں بھی سب سے زیادہ فلمیں اسی موضوع پر بنائی جاتی ہیں ان فلموں کی وجہ سے بھی پوری دنیا میں ماورائی قوتوں پر اعتقاد بڑھتا جا رہا ہے اسی لئے بلیک مون ایجنسی کے چیف کو بھی یقین ہے کہ ہمیں ماورائی مخلوق کے ذریعے آسانی سے زیر کیا جاسکتا ہے اور اس میں بلیک مون ایجنسی کے ممبرز کو بھی استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ سارا کام پروفیسر کارلوس اور اس کی تابع شیطانی قوتیں انجام دیں گی اور پروفیسر کارلوس ہمیں

گرفت میں لے کر بلیک مون ایجنسی کے سپرد کر دے گا۔“ عمران نے طویل وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن سنکھا ہولی کی روح یہاں تو نہیں آئی۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اس جگہ میں جو آ گیا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں ایکسٹو کی بات کر رہا ہوں جناب۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس بے چاری سنکھا ہولی نے کوشش تو کی ہوگی لیکن میں عمران ہوں اور تم طاہر وہ کسے ایکسٹو سمجھتی جبکہ ایکسٹو کوئی نام ہی نہیں۔“ عمران نے جواب میں کہا تو بلیک زیرو سمجھنے والے انداز میں سر ہلانے لگا۔

”اب اس مسئلے کا حل کیا ہوگا۔ کیا آپ اکیمریمیا جائیں گے۔“ بلیک زیرو نے چائے کا گھونٹ لینے کے بعد کہا۔

”ظاہر ہے۔ پروفیسر کارلوس تو یہاں آئے گا نہیں مجھے ہی جانا پڑے گا۔ کیا تم چلو گے۔“ عمران نے کہا۔

”یہ میری خوش قسمتی ہوگی اگر آپ مجھے ساتھ لے جائیں گے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ تمہاری بد قسمتی ہے کہ تم نہیں جاسکتے۔ ہم دونوں ہی چلے گئے تو یہاں کے معاملات کون سنبھالے گا۔ البتہ سلیمان بہت

خوش قسمت ہے کیونکہ شاہ صاحب نے ات ساتھ لے جانے کی ہدایت کی ہے“..... عمران نے ہنس کر کہا۔

”اوہ۔ لیکن سلیمان۔ وہ تو بدروحوں سے بہت ڈرتا ہے۔“ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”لیکن میری غیر موجودگی میں پروفیسر کارلوس کی شیطانی قوتیں اسے پریشان کرتی رہیں گی اور ہو سکتا ہے خوف سے ہی وہ انا لڈ ہو جائے۔ میرے ساتھ رہے گا تو وہ خود کو بہادر ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا جیسے کہ یہاں میرے سامنے وہ سوپر فیاض سے ذرا بھی نہیں ڈرتا اور اس کے ساتھ اتنا برا سلوک کرتا ہے کہ سوپر فیاض مرنے مارنے پر تل جاتا ہے لیکن میری وجہ سے بے چارہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوپر فیاض کی اور بات ہے جناب۔ برسوں کا تعلق ہے سلیمان اور آپ کا فیاض سے لیکن ماورائی مخلوق کو دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں“..... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”تم فکر مت کرو کالے صفر۔ سلیمان خود بھی کسی بدروح سے کم نہیں ہے۔ برسوں سے بھوت کی طرح مجھ سے چمٹا ہوا ہے اس بھوت کے علاوہ ایک عدد بھوتی اور بھوتی کے دو تین بھائی بھی میرے ساتھ جائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”جیسے آپ کی مرضی۔ ویسے میرے خیال میں آپ بھوتی کی

بجائے بھوتی کے بھائیوں کو لے جائیں تو مناسب رہے گا۔ عورت چاہے جتنی بھی بہادر ہو آخر عورت ہوتی ہے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے بھوتی کا لفظ جولیا کے لئے کہا ہے۔

”تمہارے رائے درست ہے۔ لیکن مجھے صرف بدروحوں کو ہی نہیں بلیک مون ایجنسی کو بھی سبق سکھانا ہے اور وہاں مجھے کسی صنف نازک کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ہمارے وہاں پہنچنے کی خبر پروفیسر کارلوس کے ذریعے بلیک مون ایجنسی کو ہو جائے گی تو یقینی بات ہے کہ بلیک مون ایجنسی اپنے طور پر بھی ہمیں گرفتار کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو دھاموش رہا۔

”آپ کے ساتھ کتنے ممبرز جائیں گے“..... چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے پوچھا۔

”صفر، تنویر اور خاور کافی ہیں۔ یا تنویر کو رہنے دو۔ اس کی جگہ چوہان بہتر رہے گا۔ تنویر جذباتی اور سر پھرا آدمی ہے اور ہو سکتا ہے کوئی شیطانی قوت اس پر برہم ہو جائے“..... عمران نے مسکرا کر کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زیرو بھی احتراماً اپنی کرسی سے اٹھنے لگا تو عمران فوراً کرسی پر بیٹھ گیا۔

”سرخ جلد والی ڈائری دو مجھے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز سے سرخ ڈائری نکال کر اس کے حوالے کر دی۔

عمران نے ڈائری کی ورق گردانی شروع کر دی۔ جلد ہی اس نے مطلوبہ نمبر تلاش کر لیا اور نمبر ذہن نشین کر کے ڈائری بند کرنے کے بعد فون کا رسیو اٹھا لیا۔ اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے نمبر پر پریس کر رہا تھا۔

”لیس۔ مارٹی کلب“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر ایک نوجوان نسوانی آواز سنائی دی۔

”مسٹر مارٹی سے بات کراؤ“..... عمران نے فون کا لاؤڈر آن کر کے کہا۔

”آپ کون ہیں سر“..... آپریٹر لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”پرنس آف ٹائٹ فرام پاکیشیا“..... عمران نے جواب میں کہا۔
”کیا۔ پرنس آف ٹائٹ“..... لڑکی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”لیس۔ کیا تمہیں اس نام پر اعتراض ہے“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ نو سر۔ ہولڈ پلیز“..... لڑکی نے جلدی سے کہا اور پھر سینڈ بعد ہی مارٹی سے رابطہ قائم ہو گیا۔

”لیس۔ مارٹی بول رہا ہوں سر“..... دوسری طرف سے مارٹی کی مخصوص چیختی ہوئی سی آواز آئی۔

”کیا تم نے فون کو سیف کر لیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیس سر۔ آپ سنائیں۔ کافی عرصہ بعد آپ نے مجھے یاد کیا ہے“..... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”انسنس۔ یاد اسے کیا جاتا ہے جو بھول جائے۔ اور تم ایسی چیز نہیں ہو کہ میں تمہیں بھول جاؤں۔ بہر حال ایک چھوٹا سا کام ہے تمہارے لئے“..... عمران نے براہِ سامنہ بنا کر کہا اور پھر اسے کام کے بارے میں ہدایات دینے لگا۔

”رائٹ سر۔ میں دو گھنٹے بعد آپ کو رپورٹ دے سکوں گا“۔
مارٹی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہارا معاوضہ شام تک تمہارے اکاؤنٹ میں پہنچ جائے گا۔ میں دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا۔ معلومات حتمی ہونی چاہئے۔ اوکے“..... عمران نے آخر میں کہا اور فون کا رسیور رکھ دیا۔

اس نے واضح طور پر آواز سنی تھی جو کسی نوجوان لڑکی یا عورت کی ہی ہو سکتی تھی جس نے کہا تھا کہ لو آگئی میں۔ آگئی میں۔۔۔۔۔ یقیناً اس آواز نے یہ الفاظ سلیمان کے مصرع کے جواب میں کہے تھے اور سلیمان کو یہ بھی یقین ہو گیا تھا کہ وہ نسوانی آواز فلیٹ کے اندر سے ہی ابھری تھی کیونکہ آواز اسے واضح طور پر سنائی دی تھی۔

”خاموش کیوں ہو گئے پیارے کلاکار۔ گنگناؤ نا۔ تمہاری آواز میں جھرنوں کا سا ترنم ہے۔“ اچانک وہی آواز دوبارہ سنائی دی اور سلیمان کے جسم میں یکدم خوف کی سنسناہٹ سی دوڑتی چلی گئی کیونکہ وہ آواز اس مرتبہ کچن کے دروازے سے محض چند فٹ کے فاصلے سے سنائی دی تھی۔ اس غیبی آواز اور اس کے الفاظ سے سلیمان کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے اور اسے فوراً سوپر فیاض کا واقعہ یاد آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی خوف سے اس کے ہاتھ پاؤں لرزنے لگے۔ یقیناً وہ غیبی آواز سنکھا ہوئی کی روح کی تھی جس نے ڈور بیل کی آواز سن کر فیاض کو بربط نواز کا خطاب دیا تھا۔

”کک۔ کیا۔ کیا۔ تم۔ سنکھا چولی ہو۔“ سلیمان نے سنبھل کر ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے تم بھی صدیوں پرانی روح ہو جو میرا نام جانتی ہو۔ لیکن ہولی کی بجائے تم نے مجھے چولی کہا ہے۔ ذرا پیار سے کہو شہزادی سنکھا ہوئی۔“ بدروح کی مسرت بھری آواز سنائی دی تو سلیمان کو پسینہ آنے لگا۔

سلیمان کچن میں لہجے تیار کر رہا تھا لیکن ہاتھوں کے ساتھ ساتھ اس کی زبان بھی چل رہی تھی اور وہ اونچے سروں میں گیت گنگنا رہا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی سوئی ایک ہی مصرع پر اٹکی ہوئی تھی۔

”میرے سپنوں کی رانی کب آئے گی تو۔“ شاید اس نے اکیسویں مرتبہ مصرع دہرایا تھا کہ اچانک ایک دلکش اور مترنم نسوانی آواز سنائی دی اور سلیمان یکدم خاموش ہو گیا جیسے اس کی زبان تار سے چپک گئی ہو۔ وہ آواز کچن کے باہر سے آئی تھی۔ سلیمان نے چہرہ گھما کر دروازے سے سر باہر نکال کر پورے فلیٹ کا جائزہ لیا لیکن وہاں کوئی ذی روح نظر نہ آیا۔ بیرونی دروازہ بند اور اس کا بولٹ چڑھا ہوا تھا۔ سلیمان سوچنے لگا کہ وہ نسوانی اور دلکش آواز کہاں سے آئی تھی۔ وہ اسے اپنا واہمہ بھی سمجھنے پر تیار نہ تھا کیونکہ

”شش۔ شہزادی سنکھا ہوئی“..... سلیمان کے منہ سے پھنسی
پھنسی آواز نکلی۔

”سنکھا نہیں۔ سنکھا ہوئی کہو نا بکار۔ میری نرمی اور پیار سے تم ناجائز
فائدہ اٹھا رہے ہو“..... سنکھا ہوئی نے یکدم غصیلے لہجے میں کہا تو
سلیمان اور بھی دہشت زدہ ہو گیا۔

”پپ۔ پیار۔ لیکن تم تو مجھے نظر ہی نہیں آرہی ہو سنکھا ہوئی“
سلیمان نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں بمشکل کہا۔

”لیکن میں تمہیں دیکھ رہی ہوں اور مجھے تمہاری رگوں میں
دوڑتا ہوا سرخ سرخ لبو بھی نظر آ رہا ہے۔ میں پیاسی ہوں پیارے
گلوکار اور جس انسان کی آواز اتنی شیریں ہو۔ اس کا خون بھی
حد لذیذ اور تسکین بخش ہوتا ہے“..... سنکھا ہوئی کی ہنستی ہوئی آواز
سنائی دی تو سلیمان کے فرشتے کوچ کر گئے اور دہشت کے مارے
اس کی دھڑکن رکنے لگی۔ سنکھا ہوئی اس کے خون سے اپنی پیاس
بجھانا چاہتی تھی۔

”مم۔ مگر۔ میرا خون۔ میرا خون تو بہت خراب اور کڑوا ہے
پھر مجھے کاٹتے ہیں تو فوراً مر جاتے ہیں“..... سلیمان کے منہ سے
ہکلاتی ہوئی آواز نکلی۔

”لیکن میں نہیں مروں گی کیونکہ میں پہلے سے مر چکی ہوں۔
لیکن تمہارا خون خراب کیوں ہے۔ کیا تمہیں کوئی خطرناک بیماری
ہے“..... بدروح نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سلیمان کو دہشت

زدگی میں بھی اس پر غصہ آنے لگا۔

”اللہ کرے تمہیں ہو کوئی خطرناک بیماری۔ مثلاً آتشک، جذام
بلکہ سوزاک، کالی کھانسی، ملیریا اور طاعون وغیرہ“..... سلیمان منہ بنا
کر کہا۔

”کالی کھانسی۔ یہ کون ہے۔ کیا یہ تمہاری دیوی کا نام ہے۔“
سنکھا ہوئی کی چونکتی ہوئی آواز آئی۔

”نہیں۔ یہ بھی تمہاری طرح بدروح ہے جو آسانی سے جان
نہیں چھوڑتی“..... سلیمان نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

”لیکن میں اپنی پیاس بجھا کر جان چھوڑ دیتی ہوں کیونکہ میں
بدروح نہیں، خوبصورت روح ہوں پیارے سلیمان“..... سنکھا ہوئی
کی ہنستی ہوئی آواز آئی اور اپنا نام سن کر سلیمان پر ایک مرتبہ پھر
دہشت طاری ہو گئی۔

”نت۔ تم۔ تم۔ میرا نام بھی جانتی ہو۔ لیکن میرا نام تو عمران
ہے“..... سلیمان نے خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

”جھوٹ مت بولو سلیمان۔ میں اس گھر میں رہنے والے دونوں
انسانوں کے نام جانتی ہوں“..... بدروح نے کہا۔

”دونوں انسان۔ لیکن میں تو گدھا ہوں۔ انسان یہاں موجود
نہیں ہے“..... سلیمان نے بوکھلا کر کہا۔

”تم یہاں ہو۔ بتاؤ عمران کہاں ہے“..... سنکھا ہوئی کی روح
نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”تیل لینے گئے ہیں صاحب“..... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔
 ”تیل کس لئے۔ تمہارے گھر میں تو گیس چل رہی ہے۔“ سنکھا
 ہولی کی چوکتی ہوئی آواز آئی۔

”تمہیں جلانے کے لئے گیس ناکافی ہے اس لئے وہ تیل کا پورا
 گیلن لائیں گے“..... سلیمان نے جواب میں کہا۔

”بکو مت۔ تیل جسموں کو جلانے کے لئے ہوتا ہے۔ میں تو
 روح ہوں“..... سنکھا ہولی نے اسے ڈانٹتے ہوئے غصیلے لہجے میں
 کہا اور اسی لمحے ڈور بیل بج اٹھی تو سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

”لو۔ صاحب تیل لے کر آ گئے ہیں۔ ابھی پتہ چل جاتا ہے
 کہ تم کتنے تیل میں۔ نہیں۔ کتنے پانی میں ہو“..... سلیمان نے
 سر ت بھرے لہجے میں کہا اور کچن سے باہر نکلنے کے لئے قدم
 اٹھایا۔

”کٹھنرو۔ میں دروازہ کھولتی ہوں۔ باہر عمران نہیں، کوئی سفید
 چمڑی والی عورت ہے جس کا نام جولیا ہے“..... سنکھا ہولی نے
 جلدی سے سخت لہجے میں کہا تو سلیمان اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ
 گیا۔ اسکی نگاہیں بیرونی دروازے کی طرف اٹھ گئیں اور ایک لمحے
 بعد دروازہ خود بخود کھل گیا۔ باہر واقعی جولیا کھڑی تھی۔

”اندر مت آنا مس جولیا۔ فوراً بھاگ جائیں۔ یہاں بدروح
 ہے“..... سلیمان نے دوبارہ بلند آواز میں جولیا سے کہا۔

”کیا بات ہے سلیمان“..... جولیا نے سلیمان کی طرف دیکھ کر

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بب۔ بدروح۔ بدروح ہے یہاں“..... سلیمان نے پوری
 قوت سے چیخ کر کہا۔

”نجانے کیا ہک رہے ہو۔ مجھے تمہاری آواز نہیں آ رہی۔“
 جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو سلیمان چونک پڑا۔

”لیکن مجھے تو آپ کی آواز آ رہی ہے۔ کیا آپ کے کان بند
 ہیں“..... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

”اونچا بولو احمق آدمی۔ منہ ہی منہ میں کیوں بڑبڑا رہے ہو۔“
 جولیا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”لاحول ولا قوۃ۔ میں تو چیخ چیخ کر کہہ رہا ہوں کہ سنکھا ہولی کی
 روح یہاں موجود ہیں لیکن آپ کو سنائی کیوں نہیں دے رہا۔ شاید
 بدروح نے آپ کے کان بند کر رکھے ہیں“..... سلیمان نے منہ بنا
 کر کہا۔

”تمہارے صاحب۔ اندر ہیں“..... جولیا نے آگے بڑھتے
 ہوئے کہا۔

”بھاڑ میں گئے صاحب۔ اندر مت آئیں۔ خون کی پیاسی
 روح آپ کا خون چوس لے گی“..... سلیمان نے غراتی ہوئی آواز
 میں کہا اور اسی لمحے بیرونی دروازہ خود بخود بند ہو گیا تو جولیا نے
 بے اختیار پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا اور حیرت سے اچھل
 پڑی۔

”یہ۔ یہ دروازہ کس نے بند کیا ہے“..... جولیا نے سلیمان کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں کیوں بتاؤں۔ آپ کو تو میری آواز سنائی دے نہیں دیتی۔“
سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

”نہیں۔ اب سنائی دے رہی ہے۔ پہلے تو تم صرف ہونٹ ہلا رہے تھے“..... جولیا نے جلدی سے کہا۔

”ہونٹ نہ ہلاتا تو کیا دم ہلاتا۔ ابھی سنکھا ہوئی آپ کا خون چوسے گی تو آپ کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ اسے معلوم ہے کہ آپ مس جولیا فلٹر وائر ہیں“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا تو جولیا کا رنگ زرد پڑ گیا۔

”بکو مت۔ عمران کہاں ہے“..... جولیا نے خوفزدہ لہجے میں اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں۔ وہ ہوتے تو سنکھا کھولی۔ نہیں۔ سنکھا بولی۔ دھت تیرے کی۔ نام ہی بھول گیا کبخت شہزادی کا۔ شہزادی بدروح۔ کیا نام ہے تمہارا۔ نام بتاؤ تاکہ مس جولیا سے تمہارا تعارف کرا دوں“..... سلیمان نے احمقانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو جولیا خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ لیکن سنکھا ہوئی نے کوئی جواب نہ دیا۔

”اب بھری کیوں ہو گئی ہو بدروح شہزادی۔ بولتی کیوں نہیں۔ کہیں مس جولیا کے خوف سے تو خاموش نہیں ہو“..... سلیمان نے

چپچیپ ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن کئی سیکنڈ گزر گئے اور غیبی آواز نہ سنائی دی تو سلیمان ہنس پڑا۔

”میرا خیال ہے سنکھا ہوئی آپ کو خود سے بڑی بدروح سمجھ کر بھاگ گئی ہے“..... سلیمان نے جولیا سے کہا۔

”بکو مت۔ میں ایسا مذاق پسند نہیں کرتی“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لا حول ولا قوۃ۔ میں نے کب مذاق کیا ہے۔ سنکھا ہوئی دوبارہ آئے تو اس سے پوچھ لیجئے گا کہ آپ کے لئے دروازہ کس نے کھولا اور پھر بند کیا“..... سلیمان نے ناگواری سے کہا۔

”لیکن بولت تو اندر سے چڑھا ہوا ہے“..... جولیا نے بیرونی دروازے کی طرف دیکھ کر کہا تو سلیمان نے بھی بے اختیار ادھر دیکھا اور حیرت سے اچھل پڑا کیونکہ دروازہ واقعی اندر سے بند تھا۔ وہ آگے بڑھا اور قریب جا کر اس نے بولٹ گرا کر دروازہ کھولا پھر باہر چھانکا اور مطمئن ہو کر دوبارہ بند کر دیا۔ جولیا کے چہرے پر اب بھی خوف کے تاثرات تھے۔

”سنکھا ہوئی کی روح واقعی آپ سے ڈر کر بھاگ گئی ہے۔ آپ نے دیکھا تھا کہ جب اس نے آپ کے لئے دروازہ کھولا اس وقت میں کچن کے دروازے میں کھڑا تھا۔ دروازہ بھی اسی نے بند کیا تھا“..... سلیمان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ تو جولیا سلیمان کو شک بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی جیسے اسے سلیمان کی بات پر

یقین نہ آ رہا ہو۔

”کیا عمران اندر ہے“..... جولیا نے ایک لمحہ بعد پوچھا۔

”اگر سنکھا ہوئی کی روح سو پر فیاض کا خون چوس لیتی تو اس

وقت صاحب اندر ہی ہوتے اور آپ کو ان سے ملاقات کے لئے

جیل انتظامیہ کو بھاری نذرانہ پیش کرنا پڑتا“..... سلیمان نے ہنس کر

کہا تو جولیا اس کے جواب پر دانت پیسنے لگی۔

”بدروح یہاں کیوں آئی تھی“..... جولیا نے سلیمان گھورتے

ہوئے کہا۔

”آئی نہیں تھی۔ میں نے اسے طلب کیا تھا۔ آواز دی تھی اسے“

سلیمان نے جواب میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا وہ تمہارے تابع ہے“..... جولیا نے چونک کر

کہا۔

”نہیں۔ اصل میں وہ موسیقی کی دلدادہ ہے۔ میں ایک گیت

گنگنا رہا تھا کہ میرے سپنوں کی رانی کب آئے گی تو میری آواز

سن کر وہ مست ہو گئی اور فوراً آ کر فرمائش کرنے لگی کہ میں گانا

رہوں لیکن جب میں نے گانے کی بجائے اس کا حدود اربعہ معلوم

کرنے کی کوشش کی تو وہ خفا ہو کر میرا خون چوسنے کی دھمکی دینے

لگی۔ اگر آپ موقع پر نہ آ جاتیں تو اب تک وہ میرے خون کا

آخری خطرہ تک نچوڑ چکی ہوتی“..... سلیمان نے وضاحت کرتے

ہوئے کہا اور اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو سلیمان یکدم اچھل پڑا اور

جولیا بھی سہم کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ خوف سے اس کا چہرہ

زرد ہو گیا۔

”وہ۔ وہ کبخت پھر آ گئی ہے“..... سلیمان نے خوفزدہ لہجے میں

کہا۔

”کیا۔ کیا اس نے پہلے بھی ڈور بیل بجائی تھی“..... جولیا نے

گھبرا کر پوچھا۔

”نہیں۔ پہلے وہ بیل بجائے بغیر اندر آ گئی تھی۔ میں تو کچن

میں تھا“..... سلیمان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کوئی اور ہوگا۔ معلوم کرو“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ یقیناً اب وہ ہمیں دھوکا دینے کے لئے انسانی جسم

میں ہو گی۔ بے جسم ہوتی تو بیل بجائے بغیر ہوا کی مانند اندر آ جاتی۔“

سلیمان نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ڈور بیل دوبارہ

بج اٹھی۔

”اوہ۔ آپ جلدی سے کمرے میں جا کر دروازہ اندر سے بند

کر لیں اور دم سادھ لیں۔ میں کچن میں چھپ جاتا ہوں۔“ سلیمان

نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا تو جولیا تیزی سے سننگ روم کی

طرف بڑھتی چلی گئی۔ سلیمان بھی کچن کی طرف لپکا۔ لیکن اسی لمحے

تیسری مرتبہ ڈور بیل بج اٹھی تو سلیمان کے ذہن میں یکدم ایک

خیال ابھرا اور وہ رک گیا۔ اس نے سوچا کہ اگر باہر بدروح موجود

ہے تو اسے بار بار بیل بجانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ بند

”سنگ روم میں چھپی ہوئی ہے“۔ سلیمان نے جواب میں کہا تو عمران چونک کر سنگ روم کی طرف بڑھا اور سلیمان بھی اس کے پیچھے بڑھنے لگا۔ عمران نے دروازے پر رک کر دستک دی۔

”جولیا۔ دروازہ کھولو“۔ عمران نے کہا تو ایک دو لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ اندر جولیا پسینے میں شرابور کھڑی تھی اور خوف سے اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔

”کیا بات ہے۔ تم خوفزدہ کیوں ہو؟“۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ بدروح۔ آئی تھی یہاں“۔ جولیا نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”لیکن اب تو وہ یہاں موجود نہیں ہے“۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا چونک پڑی۔

”تم کہاں گئے ہوئے تھے؟“۔ جولیا نے پوچھا اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

”سید عابد علی شاہ صاحب کے پاس۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سنکھا ہولی کی روح کا ٹارگٹ صرف میں ہوں۔ تمہیں وہ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ کیا تم نے اس سے بات کی تھی؟“۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا کو اطمینان ہوا۔

”نہیں۔ اس نے میرے لئے دروازہ کھولا اور چلی گئی تھی۔ البتہ سلیمان اس سے باتیں کرتا رہا تھا“۔ جولیا نے کہا۔

دروازے سے بھی تو اندر آ سکتی ہے۔ سلیمان نے یہ سوچ کر سنگ روم کی طرف دیکھا تو جولیا کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر چکی تھی۔

”کک۔ کون ہے؟“۔ اس نے خوفزدہ لہجے میں بلند آواز سے کہا۔

”میں ہوں گدھے“۔ جواب میں باہر سے غصیلی آواز سنائی دی اور سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

”صص۔ صاحب۔ آ رہا ہوں“۔ سلیمان نے جلدی سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور قریب پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا تو باہر عمران کھڑا تھا۔ وہ سلیمان کو گھورتا ہوا اندر آ گیا تو سلیمان نے دروازہ بند کر دیا۔

”کوئی کال تو نہیں آئی؟“۔ عمران نے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

”آئی تھی صاحب۔ آئی تھی۔ ابھی واپس گئی ہے“۔ سلیمان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”کیا بک رہے ہو گھامڑ۔ کون واپس گئی ہے؟“۔ عمران نے رکتے ہوئے مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہی۔ سنکھا ہولی کی روح۔ لیکن مس جولیا کو دیکھ کر بھاگ گئی۔“

سلیمان نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”جولیا۔ وہ کہاں ہے؟“۔ عمران نے پوچھا۔

”سلیمان۔ تم بتاؤ۔ کیا کہہ رہی تھی سنکھا ہولی کی روح۔“ عمران نے دروازے میں کھڑے سلیمان کی طرف دیکھ کر کہا اور دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا تو سلیمان پورا واقعہ بیان کرنے لگا۔

”خیر۔ اب ہم خود سنکھا ہولی کے پاس جائیں گے۔ تم تیاری کر لو۔۔۔۔۔ سلیمان کے خاموش ہونے پر عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی صاحب۔۔۔۔۔ سلیمان نے خوش ہو کر کہا۔

”ہاں۔ تم چائے لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو سلیمان مڑ کر کمرے سے نکل گیا۔

”تو کیا تم افریقہ کے جنگلات میں جاؤ گے۔۔۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

”نہیں۔ ہم اکیمریمیا جائیں گے کیونکہ سنکھا ہولی کا آقا پرورش کرنے والے کارلوس اکیمریمیا میں ہے اور اسی کے حکم پر وہ بدروح یہاں آئی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب میں کہا اور جولیا کے سوالات سے بچنے کے لئے اسے تفصیلات بتانے لگا۔

جولیا کے ساتھ گولڈن ہوٹل میں پہنچ کر لچ کرنے کے بعد عمران نے واپسی پر جولیا کو اپنے فلیٹ کے باہر ڈراپ کیا جہاں جولیا کی کار موجود تھی اور خود دانش منزل جا پہنچا۔ آپریشن روم میں کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا تو بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران اکیمریمیا میں اپنے مخبر مارٹی کو کال کر رہا ہے کیونکہ مارٹی نے دو گھنٹے کی مہلت لی تھی جو پوری ہو چکی تھی۔ عمران نے نمبر پرپس کئے اور لاؤڈر آن کر کے رسیور کان سے لگا لیا۔

”پرس۔ مارٹی کلب۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر آپریٹر لڑکی کی آواز سنائی دی۔

”پرنس آف نائٹ بول رہا ہوں بے بی۔ مارٹی سے بات کراؤ۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کیجئے سر۔۔۔۔۔ لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

”ہیلو پرنس۔ مارٹی بول رہا ہوں“..... چند سیکنڈ بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔

”بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس شروع ہو جاؤ“..... عمران نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”سر۔ بلیک مون ایجنسی کا چیف ایس بی آئی کا۔ بقیہ سربراہ کرنل ہوگن ہے۔ کرنل ہوگن ایکریمین، وزیر داخلہ اور سیکرٹری داخلہ وائس نسلا یہودی ہیں۔ کرنل ہوگن کے حکم پر اس کے چند ماتحتوں نے

ننگلٹن سے کافی دور بحر اوقیانوس شمالی کے ایک غیر آباد جزیرے کے جنگل میں کوئی عمارت تعمیر کرائی ہے۔ وہ نامعلوم جزیرہ بالٹی سے آگے چارلسن کی بندرگاہ سے تقریباً ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ عمارت کے لئے تعمیراتی سامان بالٹی مور سے چارٹرڈ شپ ذریعے جزیرے پر منتقل کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ بلیک مون ایجنسی کے ان چند ممبرز کے سوا دوسرے کسی ممبر کو معلوم نہیں ہے کہ کیا

معاملہ ہے اور جزیرے پر عمارت کیوں تعمیر کی گئی۔ یہ ممبرز ایجنسی کے سپرائیٹ ہیں۔ مجھے ابھی ان میں سے کسی کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ حکومتی اداروں اور دوسری ایجنسیوں سے بھی اس معاملہ کو مخفی رکھا گیا ہے“..... مارٹی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ان ایجنٹوں کے نام معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ میں کل شام تم سے دوبارہ رابطہ کروں گا۔ ان ایجنٹوں کے صرف نام ہی نہیں بلکہ ایڈریس وغیرہ بھی معلوم کرنے ہوں

گئے“..... عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ کل شام تک یقیناً یہ کام ہو جائے گا“..... مارٹی نے جواب میں کہا۔

”اس جزیرے کے بارے میں بھی ہو سکے تو معلومات حاصل کر لینا۔ گڈ بائے“..... عمران نے آخر میں کہا اور فون کا ریسیور رکھ کر بلیک زیرو کی طرف دیکھنے لگا۔

”آپ نے روانگی کا کیا پروگرام بنایا ہے“..... بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”آج شام کی فلائٹ سے ہمارے لئے نشستیں بک کروالیں اور ممبرز کو بھی ہدایات دے دو۔ ہم یہاں سے میک اپ میں ایکریمین کاغذات پر ننگلٹن جائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کیا جزیرے پر نہیں جائیں گے“..... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ پہلے ننگلٹن جانا پڑے گا ظاہر۔ جزیرے کے بارے میں معلومات حاصل کئے بغیر ڈائریکٹ جزیرے پر جانا اندھیرے میں تیر چلانے کے مترادف ہو گا۔ دوسری بات یہ ہے بقول عہد علی شاہ صاحب کے پروفیسر کارلوں نے اپنے آشرم کو ماورائی طور پر غائب کر رکھا ہے اور میرے پاس جادو کی ٹینک تو ہے نہیں کہ جس سے اس عمارت کو دیکھا جاسکے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ وہاں صرف پروفیسر کارلوں رہتا ہے یا بلیک مون ایجنسی کے ممبرز بھی موجود ہوں

Scanned and Uploaded By Nadeem

گئے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ونگٹن میں آپ کو مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا“..... بلیک زیرو نے تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”لازمی بات ہے۔ پروفیسر کاراوس بلیک مون ایجنسی کو ہماری ونگٹن میں موجودگی سے باخبر کرے گا اور ایجنسی ہمیں گرفت میں لینے کی کوشش کرے گی۔ بہر حال تم فکر مت کرو وہاں پہنچ کر اونٹ جس کروٹ بیٹھا۔ اسی کے مطابق قدم اٹھایا جائے گا“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تو کیا سفر کے دوران سنکھا ہولی کی روح آپ کو پریشان نہیں کرے گی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”دیکھا جائے گا۔ ارے ہاں۔ وہ میری غیر موجودگی میں میرے فلیٹ میں گئی تھی“..... عمران نے یکدم چونکتے ہوئے کہا۔

”کون سنکھا ہولی“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”سنکھا ہولی اور جولیا بھی۔ میں فلیٹ میں پہنچا تو جولیا سنگ روم میں چھپی ہوئی خوف سے کانپ رہی تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیمان سے سنی ہوئی تفصیل اسے بتانے لگا۔

واقعہ سن کر بلیک زیرو کو حیرت ہوئی۔

”عجیب بات ہے۔ وہ بدروح سلیمان سے اتنی دیر باتیں کرتی رہی لیکن جولیا کی آمد پر چلی گئی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے بھی حیرت ہوئی تھی۔ لیکن ہو سکتا ہے وہ جولیا سے جیلس

ہو گئی ہو“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”کیوں۔ جولیا سے ایک روح کیسے حسد کر سکتی ہے“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یقیناً سنکھا ہولی کو خیال آیا ہو گا کہ ایک نیام میں دو تلواریں اور ایک فلیٹ میں دو روحیں نہیں رہ سکتیں یا پھر وہ جولیا کی خوبصورتی سے جل گئی ہو گی۔ جولیا زندہ سہی لیکن اس کے جسم میں روح تو ہے نا“..... عمران نے مزاحیہ انداز میں کہا تو بلیک زیرو بے ساختہ مسکرانے لگا۔

”میرا خیال ہے سید عابد علی شاہ کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ فی الحال سنکھا ہولی کی روح کو آپ کے سوا کسی سے غرض نہیں ہے۔ اس کا ٹارگٹ آپ ہیں اس لئے اس نے جولیا سے کوئی بات نہیں کی اور سلیمان سے اس لئے ہمکلام ہوئی کہ سلیمان آپ کا ملازم ہے اور وہ اسے خوفزدہ کر کے آپ کے بارے میں معلوم کر سکتی تھی“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یقیناً یہی بات ہو گی۔ بہر حال تم چاروں ممبران کو ہدایات دے دو اور مجھے بھی فلائٹ کے بارے میں بتا دینا“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر۔ کیا آپ اپنے فلیٹ پر جا رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے کھڑے ہو کر کہا۔

”ظاہر ہے۔ بقول کنفیوشس۔ دو ہی ٹھکانے ہیں آزاد منش

Scanned and Uploaded By Nadeem

انسانوں کے ایک دانش منزل اور دوسرا اپنا غریب خانہ۔ اور ہاں لنگٹن میں اپنے ایجنٹ کو بھی ہماری آمد کے بارے میں بتا دینا۔“

عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ کیا آپ ابرار کے ٹھکانے پر ٹھہریں گے یا وہ آپ کے لئے ہوٹل میں انتظام کرے“..... بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

”ایئر پورٹ سے وہ ہمیں اپنی گاڑی میں اپنے ٹھکانے پر لے جائے گا۔ اس کے بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ہم ہوٹل میں شفٹ ہو جائیں گے۔ ویسے لنگٹن میں ہمارا قیام ایک دن سے زیادہ نہیں ہو گا“..... عمران نے جواب میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار اپنے فلیٹ کی طرف دوڑ رہی تھی۔ لیکن پھر اچانک اسے سرسلطان کا خیال آ گیا۔ اگرچہ موجودہ مہم سرکاری نہیں تھی اس کے باوجود سرسلطان کو مطلع کر دینا ضروری تھا تاکہ اس کی غیر موجودگی میں سرسلطان کو کسی وقت اس کی ضرورت پڑے تو انہیں پریشانی نہ ہو۔ چنانچہ ایک چوراہے سے اس نے کار سرسلطان کے آفس کی طرف موڑ دی۔ چند منٹ بعد وہ سرسلطان کے آفس روم میں بیٹھا ان کی خیریت دریافت کر رہا تھا اور سرسلطان حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

”اور سنائے۔ آنٹی کیسی ہیں۔ ان کی صحت تو ٹھیک ہے نا۔“

عمران مسلسل بات کر رہا تھا۔

”اللہ کی مہربانی سے وہ تندرست ہے بیٹے۔ کیسے آنا ہوا۔“

سرسلطان نے کہا۔

”بس۔ یونہی بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ کافی دنوں سے آپ سے

رابطہ نہیں ہوا۔ آپ کی خیرت معلوم کر لوں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ میرا خیال ہے پرسوں فون پر ہماری بات ہو گئی تھی۔“

سرسلطان نے چوکتے ہوئے کہا۔

”فون کا کیا ہے جناب۔ اس پر نہ تو آپ کا دیدار ہوتا ہے اور

نہ میں قدم بوسی کر سکتا ہوں۔ جب تک آپ سے بالمشافہ ملاقات

نہ ہو اور میں آپ کی پر نور صورت نہ دیکھ لوں، دل کو اطمینان نہیں

ہوتا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”شکریہ بیٹے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تم محض ملاقات کے لئے

نہیں آتے، کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے“..... سرسلطان نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ گویا آپ کو شبہ ہے کہ میں کسی اور وجہ سے آیا

ہوں“..... عمران نے منہ بنا کر کہا تو سرسلطان ہنسنے لگے۔

”اچھا۔ یہ بتاؤ چائے پیو گے“..... سرسلطان نے شفقت بھرے

لہجے میں کہا۔

”ہرگز نہیں۔ آپ یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ آپ کی دید سے جو آ

جاتی ہے منہ پر رونق۔ اصل میں مجھے چائے کی طلب ہے۔“ عمران

نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے نہیں بیٹے۔ مجھے تو کبھی بھی ایسا لغو خیال نہیں آیا۔ تمہیں

Scanned and Uploaded By Nadeem

معلوم نہیں کہ تمہارے آنے پر میری روح تک خوش ہو جاتی ہے۔“
سرسلطان نے جلدی سے کہا۔

”کک۔ کیا۔ روح۔ کہاں ہے روح۔“..... عمران نے یکدم
بوکھلاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اور خوفزدہ انداز میں ادھر ادھر
دیکھنے لگا۔

”کیا مطلب۔ میں اپنی روح کی بات کر رہا ہوں جو میرے
جسم میں ہے۔“..... سرسلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔ میں سمجھا سنکھا ہولی کی روح یہاں بھی پہنچ گئی ہے۔“
عمران نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”سنکھا ہولی کی روح۔ لاحول ولا قوۃ۔ کیا اب تم روحوں کے پیچھے
پڑے رہتے ہو۔“..... سرسلطان نے ناگواری سے کہا۔

”میں نہیں۔ وہ کمبخت بدروح میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔
گزشتہ روز سوپر فیاض اسی سے دہشت زدہ ہو کر میرے فلیٹ میں
بے ہوش ہو گیا تھا۔ آج وہ سلیمان کا خون پینے آئی تھی۔ حالانکہ
اصل میں وہ میرے خون کی پیاسی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کون ہے وہ بدروح۔“..... سرسلطان
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران اصل موضوع پر آ گیا اور
اس نے سرسلطان کو تفصیل سے سنکھا ہولی کی بدروح اور یہودیوں
کی سازش کے بارے میں بتا دیا۔

”حیرت ہے۔ یہودی اب پھر تمہارے درپے ہو گئے ہیں۔“

سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ کیونکہ میں ان کے ناپاک عزائم کی تکمیل میں سب
سے بڑی رکاوٹ ہوں۔ بہر حال آپ فکر مت کریں۔ میں ان کی یہ
کوشش بھی کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ اس سلسلے میں، میں آج
رات ایکریمیا جا رہا ہوں اور میں آپ کو یہی بتانے آیا تھا تاکہ
آپ میری غیر موجودگی سے پریشان نہ ہوں۔“..... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تم نے اچھا کیا ورنہ واقعی مجھے فکر رہتی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں
اپنے حفظ و ایمان میں رکھے اور کامیابی عطا فرمائے۔“..... سرسلطان
نے دعا دیتے ہوئے کہا تو عمران نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

”اجازت دیجئے۔ کوئی کام ہو تو دانش منزل فون کر لیجئے گا۔
میں صرف چار نمبرز کو لے جا رہا ہوں۔ باقی سب یہاں موجود ہیں۔“
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور سلام کر کے دروازے کی
طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلیک مون ایجنسی کا چیف کرنل ہوگن اپنے شاندار آفس روم میں بیٹھا سگار کے کش لیتا ہوا اپنے سامنے میز پر رکھی ہوئی ایک فائل دیکھ رہا تھا کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ہوگن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس۔ کرنل ہوگن فرام دس اینڈ“..... اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”کلا راک بول رہا ہوں چیف“..... دوسری طرف سے اس کے ماتحت کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”لیس کلا راک۔ کیا پوزیشن ہے“..... کرنل ہوگن نے کہا۔

”چیف۔ میرا کام مکمل ہو چکا ہے۔ پروفیسر کارلوس کے آشرم کے تمام کمروں میں ایئر کنڈیشنرز نصب کر دیئے گئے ہیں۔“ کلا راک نے جواب میں کہا۔

”گڈ۔ یہ آخری کام تھا۔ اس لئے اب تم واپس آ جاؤ۔ اوکے۔“ کرنل ہوگن نے کہا اور فون کا رسیور رکھ دیا۔ لیکن اسی لمحے سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ہوگن چونک پڑا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیس۔ کرنل ہوگن فرام دس اینڈ“..... کرنل ہوگن نے سخت لہجے میں کہا۔

”کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ جیوش ایگلز ایجنسی سے“..... دوسری طرف سے اسرائیلی خفیہ ایجنسی کے چیف کی آواز آئی تو کرنل ہوگن سمجھ گیا کہ کرنل ڈیوڈ پروفیسر کارلوس کے بارے میں بات کرے گا کیونکہ اسرائیلی حکومت نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ختم کرنے کی جیوش ایگلز ایجنسی کو ذمہ داری سونپی تھی اور ایجنسی کے چیف کرنل ڈیوڈ نے اس سلسلے میں ایکریمین وزیر داخلہ سے رابطہ کر کے اس سے درخواست کی تھی کہ وہ اس معاملہ میں ان کی مدد کرے کیونکہ اگر اس پلان پر اسرائیلی ایجنٹوں کے ذریعے کارروائی کی گئی تو ممکن ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس جوابی اقدام کے لئے اسرائیل پہنچ جائے اور اسرائیل کے ایٹمی اور دفاعی پراجیکٹس کو تباہ کر ڈالے۔ چنانچہ کرنل ڈیوڈ کی خواہش پر ایکریمین وزیر داخلہ نے بلیک مون ایجنسی کو یہ مشن سونپ دیا تھا۔

”لیس کرنل ڈیوڈ۔ حکم فرمائیے“..... کرنل ہوگن نے دوستانہ لہجے میں کہا۔

”آپ کے سیکرٹری داخلہ سے میں نے چند لمحے پہلے بات کی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ مشن کے بارے میں آپ ہی جواب دے سکیں گے کیونکہ اس مشن پر آپ کی ایجنسی کام کر رہی ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے دوسری جانب سے کہا۔

”لیں۔ یہ درست ہے کرنل ڈیوڈ۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔“ کرنل ہوگن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”مجھے چند دن پہلے مسٹر والٹن نے بتایا تھا کہ مشن کی تکمیل کے لئے ایک فلپائنی ماہر عملیات پروفیسر کارلوس کی خدمات حاصل کی گئی ہیں اور پروفیسر کارلوس اپنی تابع ماورائی طاقتوں کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو اور علی عمران کو گرفتار کرے گا لیکن ابھی پروفیسر کے لئے ایکریمیا کے کسی جنگل میں آشرم تیار کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہی آشرم مکمل ہوگا۔ پروفیسر کارلوس اپنا کام شروع کر دے گا۔ گزشتہ روز مجھے بتایا گیا کہ پروفیسر نے اپنے آشرم میں کام شروع کر دیا ہے۔ میں جانتا چاہتا ہوں کہ پروفیسر کارلوس کب تک اپنی کوشش میں کامیاب ہو سکے گا۔“ کرنل ڈیوڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”پروفیسر کارلوس نے اپنی غلام روحوں کو پاکیشیا بھیج دیا ہے کرنل ڈیوڈ۔ سنکھا ہولی کی روح نے علی عمران کو ٹریس کر لیا ہے۔ لیکن ایکسٹو تک نہیں پہنچ سکی۔ جب وہ ایکسٹو کو ٹریس کر لے گی تو دونوں کو پکڑ کر پلک جھپکنے میں یہاں لے آئے گی اور ہم ان دونوں

کو فوری طور پر قتل ایسیب پہنچا دیں گے۔“ کرنل ہوگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے آج مشن مکمل ہو جائے گا۔“ کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیں۔ لیکن میں حتمی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ آج ہی ایکسٹو اور عمران یہاں پہنچ جائیں گے۔ بقول پروفیسر مشن کی تکمیل میں دیر ہو سکتی ہے لیکن ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں۔“ کرنل ہوگن نے جلدی سے کہا۔

”کیا آپ کو یقین ہے کہ پروفیسر ایک ہفتہ میں کامیاب ہو جائے گا۔“ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

”لیں۔ پروفیسر کا وعدہ ہے کہ اگر وہ ایک ہفتہ میں ان دونوں کو پکڑ کر ہمارے حوالے نہ کر سکا تو وہ خودکشی کر لے گا۔ پروفیسر کے اس دعویٰ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسے اپنی ماورائی صلاحیتوں اور غلام طاقتوں پر کتنا اعتماد ہے۔“ کرنل ہوگن نے پر یقین لہجے میں کہا۔

”آل رائٹ کرنل ہوگن۔ مجھے آپ کی ذہانت پر بھروسہ ہے کہ آئندہ چند دنوں میں ایکریمیا اور اسرائیل کے سب سے بڑے اور بدترین دشمن عمران اور ایکسٹو ہماری گرفت میں ہوں گے۔ گڈ بائی۔“ کرنل ڈیوڈ نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ہوگن نے رسیور رکھا اور نیا سگار سلگا کر سوچنے لگا کہ

پروفیسر کارلوس نے اب تک مشن کے بارے میں کوئی نئی اطلاع کیوں نہیں دی جبکہ گزشتہ روز پروفیسر نے فون پر گفتگو کے دوران بتایا تھا کہ اس نے سنکھا ہولی کو دوبارہ پاکیشیا بھیجا ہے اور اس کے حکم پر سنکھا ہولی اس مرتبہ ایکسٹو کا کھوج لگا کر اسے گرفت میں لے کر ہی واپس آئے گی۔ ابھی کرنل ہوگن اس نکتے پر غور کر ہی رہا تھا کہ اچانک اس کے سیٹلائٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے میز کی دراز سے بے تار فون سیٹ نکالا اور آن کر کے کان سے لگا لیا۔

”یس۔ کرنل ہوگن فرام دس اینڈ“..... اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”پروفیسر کارلوس بول رہا ہوں کرنل ہوگن“..... دوسری طرف سے پروفیسر کارلوس کی آواز سنائی دی تو کرنل ہوگن چونک پڑا۔

”یس پروفیسر۔ میں ابھی آپ کو ہی یاد کر رہا تھا“..... کرنل ہوگن نے جلدی سے کہا۔

”شکریہ۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ایکسٹو پاکیشیا میں کہاں رہتا ہے“..... پروفیسر کارلوس نے کہا۔

”نہیں پروفیسر۔ ایکسٹو کا ایڈریس ہمارے پاس نہیں ہے۔ صرف ہم ہی نہیں۔ دنیا میں کسی شخص یا کسی خفیہ ادارے تک کو آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ ایکسٹو کا ٹھکانہ یا اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ سوائے علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز کے کوئی

ایکسٹو کے ایڈریس سے واقف نہیں ہے۔ کرنل ہوگن نے جواب میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز کے نام تو آپ کے ریکارڈ میں موجود ہوں گے“..... پروفیسر کی آواز سنائی دی۔

”سوری۔ ہمارے ریکارڈ میں عمران کے سوا کسی ممبر کا ایڈریس یا اس کا نام نہیں ہے“..... کرنل ہوگن نے قدرے ندامت سے کہا۔

”اسی وجہ سے تو سنکھا ہولی کو اس کام میں دشواری پیش آرہی ہے“..... پروفیسر کارلوس نے کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھا نہیں پروفیسر کارلوس“..... کرنل ہوگن نے چونک کر کہا۔

”مسئلہ یہ ہے کرنل ہوگن کہ ارواح اور دوسری ماورائی مخلوقات فطری طور پر دوسری ارواح چاہے وہ زندہ جسم میں ہوں یا جسم سے باہر ہوں وہ انہیں ان کے اصل نام سے پہچانتی ہیں اور اصل نام وہی ہوتا ہے جو انسان کی پیدائش کے بعد اس کے لئے تجویز کیا جاتا ہے جیسا کہ آپ کا نام ہے۔ اب میں کسی غلام روح کو آپ کے پاس جانے کا حکم دوں اور کسی قسم کی نشانی یا ایڈریس بتانے کی بجائے صرف آپ کا نام بتاؤں تو وہ فوراً آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔ لیکن آپ کا اصل نام روح کو نہ بتایا جائے تو وہ آپ کو کسی طرح بھی نہیں پہچان سکے گی اور نہ آپ کے پاس پہنچ سکے گی۔ ایکسٹو کا بھی یہی معاملہ ہے کیونکہ ایکسٹو اصل نام نہیں ہے اور نہ ہی

دنیا کی کسی بھی زبان میں کسی ذی روح کا یہ نام ہے۔ اسی لئے سنکھا ہولی کوشش کے باوجود ایکسٹو تک نہیں پہنچ سکی۔ یقینی طور پر ایکسٹو کا اصل نام کچھ اور ہے یہ اس کا فرضی نام یا اس کی شخصیت کا مخصوص سمبل ہے جس سے اسے پہچانا جاتا ہے۔ چنانچہ سنکھا ہولی کی کامیابی کے لئے اسے ایکسٹو کا اصل نام بتانا ضروری ہے۔“

پروفیسر کارلوس نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ تو واقعہ مسئلہ ہے۔ ایکسٹو کا اصل نام کس سے معلوم کیا جائے جبکہ ساری دنیا میں وہ اسی نام سے مشہور ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ ایکسٹو فرضی نام ہے یا سمبل ہے“..... کرنل ہوگن نے پریشان لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے ایکسٹو کے کسی ممبر کو اس کا اصل نام معلوم ہو۔ چنانچہ آپ سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کا نام بتائیں تاکہ سنکھا ہولی اس ممبر سے ایکسٹو کا اصل نام معلوم کر کے اسے گرفت میں لے سکے“..... پروفیسر کارلوس کی آواز سنائی دی۔

”یہ میں پہلے ہی آپ کو بتا چکا ہوں کہ ہمارے ریکارڈ میں عمران کے سوا کسی ممبر کا نام نہیں ہے اور عمران بھی سیکرٹ سروس کا باقاعدہ ممبر نہیں ہے بلکہ فری لانسر ہے اور معاوضہ پر سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے“..... کرنل ہوگن نے جواب میں کہا۔

”پھر کیا کیا جائے۔ کیا صرف عمران کو گرفتار کیا جائے۔“

پروفیسر کارلوس نے پوچھا۔

”آپ چند منٹ انتظار کریں۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ ایکسٹو کا اصل نام یا اس کے کسی ماتحت کا نام معلوم ہو سکے۔ میں تھوڑی دیر بعد آپ کو فون کرتا ہوں۔ اوکے“..... کرنل ہوگن نے کہا اور فون آف کر دیا۔ چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پر پریس کر دیا۔

”لیس چیف۔ راجر بول رہا ہوں“..... ایک لمحے بعد دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔

”راجر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل چیک کرو اور اس میں سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کا نام دیکھ کر مجھے فوراً بتاؤ“..... کرنل ہوگن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ کر انتظار کرنے لگا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

”لیس راجر“..... کرنل ہوگن نے رسیور اٹھا کر کہا۔

”سوری چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل میں صرف عمران اور ایکسٹو کا نام موجود ہے“..... دوسری طرف سے راجر نے کہا۔

”ہونہہ۔ تم فوری طور پر تمام ملکی اور غیر ملکی ایجنسیوں سے رابطہ کرو اور ان سے معلوم کرو“..... کرنل ہوگن نے سر جھٹک کر کہا اور انٹرکام آف کر کے سرخ فون کا رسیور اٹھا لیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ مطلوبہ نمبر پر پریس کرنے لگا۔

”لیس۔ جیوش ایگلز“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر ایک نوجوان نسوانی آواز سنائی دی۔

”کرنل ہوگن فرام بلیک مون ایجنسی۔ کرنل ڈیوڈ سے بات کراؤ۔“

کرنل ہوگن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ ویٹ پلیز“..... جواب میں آپریٹر لڑکی نے کہا۔

چند سیکنڈ بعد کرنل ڈیوڈ سے رابطہ قائم ہو گیا۔

”لیس کرنل ہوگن۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈیوڈ۔ کیا آپ کو ایکسٹو کے اصل نام کا علم ہے؟“ کرنل ہوگن نے پوچھا۔

”کیا۔ کیا ایکسٹو اصل نام نہیں ہے؟“..... کرنل ڈیوڈ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ ایکسٹو نام نہیں بلکہ یہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے ایکس اور ٹو۔ یعنی دو ایکس یا ڈبل ایکس۔ جبکہ ماورائی قوتیں صرف اصل نام سے اپنے شکار کو پہچانتی ہیں۔ پروفیسر کارلوس نے جس روح کو ایکسٹو کی طرف بھیجا تھا وہ ابھی تک ایکسٹو تک نہیں پہنچ سکی۔ چنانچہ اس روح کو ایکسٹو کا اصل نام بتانا ضروری ہے“..... کرنل ہوگن نے کہا۔

”کمال ہے۔ ہمیں تو آج تک کبھی خواب میں بھی خیال نہیں آیا کہ ایکسٹو کا اصل نام کچھ اور ہے۔ ہمارے ریکارڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نام ایکسٹو ہی ہے۔ بہر حال میں دوسرے اداروں سے معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں“..... کرنل

ڈیوڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کوشش کریں کیونکہ جب تک ایکسٹو کا اصل نام معلوم نہ ہوگا ماورائی قوتیں اسے گرفتار کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں گی“..... کرنل ہوگن نے حتمی لہجے میں کہا۔

”عمران کا نام تو اصل ہے نا“..... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ عمران اصل نام ہے اور اب مسئلہ صرف ایکسٹو کے اصل نام کا ہے“..... کرنل ہوگن نے جواب میں کہا۔

”سنئے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ پہلے صرف عمران کو گرفتار کیا جائے اور پھر اس سے ایکسٹو کا اصل نام معلوم کر کے ایکسٹو کو گرفت میں لیا جائے؟“..... کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے کہا۔

”اوہ۔ یس۔ یہ بالکل ممکن ہے کرنل ڈیوڈ“..... کرنل ہوگن نے یکدم چونکتے ہوئے کہا۔

”بس تو پھر پہلے عمران پر ہاتھ ڈالا جائے۔ عمران کو ایکسٹو کے اصل نام کا یقیناً علم ہوگا“..... کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

”آل رائٹ۔ ویسے آپ کوشش ضرور کریں تاکہ دونوں کو بیک وقت نشانہ بنایا جاسکے۔ گنہ ہائے“..... کرنل ہوگن نے آخر میں کہا اور فون کا رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیس راجر۔ کیا ہوا؟“..... کرنل ہوگن نے سخت لہجے میں کہا۔

”چیف۔ میں نے سیکرٹ سروس، ملٹری انٹیلی جنس، ایس بی آئی

انگریزی پھیلاتی ہیں۔ مجھے بھی طاغوت سے مشکل معاملات میں رجوع کرنا پڑتا ہے کیونکہ میں اس کا غلام ہوں۔ جب آپ مجھ سے ملنے فلپائن آئے تھے تو میں نے آپ کے لئے کام کرنے کی حامی بھرنے کے بعد طاغوت سے رابطہ کر کے عمران کے معاملہ پر بات کی تھی۔ طاغوت نے مجھے ہدایت کی تھی کہ عمران شیطان اور اس کے پیروکاروں کا بدترین دشمن ہے اور اس کا وجود دنیا سے ختم کرنا شیطان کی بھی دلی خواہش ہے کیونکہ وہ شیطانیت کی تبلیغ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس لئے اگر میں عمران کو فنا کر دوں تو یہ شیطان کے حضور سب سے بڑی بدی ہوگی اور شیطان خوش ہو کر میری شیطانی صلاحیتوں میں سوگنا اضافہ کر دے گا۔ طاغوت نے بتایا کہ وہ عمران کو ختم کرنے کے لئے ہمیشہ اسلام دشمن ممالک اور ان کے خفیہ ایجنٹوں کو ترغیب دیتا رہتا ہے لیکن ان میں سے کوئی کامیاب نہیں ہو پاتا۔ کافرستان، اکیمریمیا اور اسرائیل کے ایجنٹوں نے عمران کو ہلاک کرنے اور پاکیشیا کو نقصان پہنچانے کی اب تک جتنی بھی کوششیں کی ہیں ان کی ترغیب انہیں شیطان نے ہی دی ہے۔..... پروفیسر کارلوس نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا اور اس کی باتوں پر کرنل ہوگن کو خاصی حیرت ہونے لگی۔

”تو۔ تو کیا میں اور سیکرٹری داخلہ والٹن بھی شیطان کے زیر اثر ہیں۔“..... کرنل ہوگن نے سرسراہٹ ہوئی آواز میں پوچھا۔

”بے شک۔ ہر وہ شخص جو شیطان کے دشمنوں کے خلاف سوچتا

اور دیگر تمام ایجنسیوں سے بات کی ہے لیکن کسی کو بھی ایکسٹو کا اصل نام یا اس کے کسی ماتحت کا نام معلوم نہیں ہے۔“..... راجر کی موڈبانہ آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔“..... کرنل ہوگن نے سر ہلا کر کہا اور انٹرکام آف کر دیا اور پھر سیٹلائٹ فون اٹھا کر نمبر پر لیس کرنے لگا۔

”ہیلو۔ پروفیسر کارلوس بول رہا ہوں کرنل ہوگن۔“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر پروفیسر کارلوس کی آواز سنائی دی۔

”پروفیسر۔ مجھے افسوس ہے کہ کہیں سے بھی ایکسٹو کا اصل نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کا نام بھی خفیہ ایجنسیوں کے ریکارڈ میں نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ صرف علی عمران کو گرفتار کرائیں اور پھر عمران سے ایکسٹو کا اصل نام معلوم کر لیں۔ کیا خیال ہے۔“..... کرنل ہوگن نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”یقیناً۔ میں خود بھی یہی بات سوچ رہا تھا۔ عمران کے بارے میں مجھے طاغوت نے یہی ہدایت کی ہے۔“..... پروفیسر کارلوس کی آواز سنائی دی تو کرنل ہوگن بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ کیا یہ طاغوت بھی کوئی عامل ہے پروفیسر۔“..... کرنل ہوگن نے جلدی سے کہا۔

”نہیں۔ طاغوت شیطان کے پیروکاروں کا سردار ہے۔ تمام ماورائی اور شیطانی طاقتیں اس کے حکم پر دنیا میں گمراہی اور شر

اور قدم اٹھاتا ہے۔ وہ شیطان کے زیر اثر ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اسے اس کا علم نہیں ہوتا اور وہ خیال کرتا ہے کہ وہ اپنے اور ملکی مفاد کے لئے دشمن سے لڑ رہا ہے۔..... پروفیسر کارلوس نے ہنستے ہوئے کہا۔

”واقعی آپ درست کہہ رہے ہیں پروفیسر۔ میں اپنی قوم اور اپنے وطن کے دشمن عمران اور ایکسٹو کی موت چاہتا ہوں اور یہ خواہش صرف میری ہی نہیں دنیا میں موجود ہر یہودی کی ہے۔“

کرنل ہوگن نے گہرا سانس لے کر کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ جلد ہی عمران اور ایکسٹو آپ کے قدموں میں پڑے رحم کی بھیک مانگ رہے ہوں گے۔ اوکے“..... پروفیسر کارلوس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ہوگن نے بھی فون آف کیا اور سوچنے لگا کہ اگر شیطان بھی عمران اور ایکسٹو کی موت چاہتا ہے تو یقیناً اسرائیلی قوم کو ان دونوں دشمنوں سے نجات دینے والی ہے۔ اس نے ایک سگار سلگایا اور اطمینان سے کش لیتے ہوئے سامنے رکھی فائل کا دوبارہ مطالعہ کرنے لگا۔

لنٹن کی ایک کوٹھی کے شاندار ڈرائنگ روم میں عمران، صفدر، جولیا، سلیمان، خاور، اور چوہان بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ یہ عمارت ایکسٹو کے مقامی ایجنٹ ابرار علی کی تھی جس کا فرضی نام براؤن تھا اور اس نے اسی نام سے ایکریبین شہریت لے رکھی تھی۔ ابرار، عمران اور اس کے ساتھیوں کو جو کہ سب ایکریبین میک اپ میں تھے، اپنی کار میں ایئر پورٹ سے اسی عمارت میں لایا تھا۔ ان کا ہوائی سفر بحیرہ گزرا تھا۔ عمران نے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے عابد علی شاہ صاحب سے الوداعی ملاقات کی تھی اور شاہ صاحب نے ڈھیروں دعاؤں کے علاوہ عمران پر تین مرتبہ کچھ پڑھ کر پھونکا بھی تھا۔ ساتھ ہی انہوں نے تھوڑی سی راکھ بھی عمران کے حوالے کی تھی جو چھوٹی سی چوکر ڈبیا میں محفوظ تھی۔ انہوں نے عمران کو ہدایت کی تھی کہ اس مہم کے دوران جب اسے کوئی مشکل پیش آئے عمران

نہیں بلکہ بڑے کام کے ہیں“..... عمران نے مزاحیہ لہجے میں کہا۔
 ”آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے صاحب۔ قدرت نے کسی
 انسان کو یونہی نہیں بنایا بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ جیسے اللہ
 تعالیٰ نے آپ کو ملک اور قوم کی حفاظت اور ملک دشمنوں کی گردنیں
 توڑنے کے لئے پیدا کیا ہے“..... سلیمان نے جلدی سے کہا۔
 ”اور تمہیں کس لئے پیدا کیا گیا ہے“..... عمران نے سلیمان کی
 طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے بھی آپ کی خدمت اور آپ کے فلیٹ کی حفاظت و دیکھ
 بھال کے لئے بنایا گیا ہے کیونکہ میرے بغیر آپ بیکار ہیں بلکہ
 معذور و بے بس ہیں“..... سلیمان نے بڑے فخر سے کہا تو عمران
 کے ساتھی مسکرانے لگے۔

”کیا بک رہے ہو نان بائی کی اولاد۔ میں کیسے معذور و بے
 بس ہو سکتا ہوں“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سچ کہہ رہا ہوں صاحب۔ میں اگر آپ کو صبح وقت پر نہ
 جگاؤں، ناشتہ نہ بناؤں، آپ کے جوتے پالش نہ کروں تو آپ کیا
 کریں گے۔ آپ تو سارا دن بستر پر خراٹے لیتے رہیں گے، ناشتہ
 کے بغیر آپ فلیٹ سے باہر نہیں جا سکتے۔ خالی پیٹ آپ میں اتنی
 طاقت نہیں ہوتی کہ فون ہی اٹینڈ کر لیں۔ میرے بغیر آپ نہ تو
 سفر کر سکتے تھے اور نہ بدروحوں سے مقابلہ“..... سلیمان نے شوخ
 لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا تو ممبرز مسکرانے لگے جبکہ عمران،

انہیں یاد کرے۔ چائے پینے کے بعد عمران نے میز پر رکھے فون کا
 رسیور اٹھایا اور نمبر پر پریس کرنے لگا تو تمام ساتھی خاموش ہو گئے۔

”لیس۔ مارٹی کلب“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر
 آپریٹر لڑکی کی آواز سنائی دی۔

”پرنس آف نائٹ۔ اپنے باس سے بات کراؤ“..... عمران نے
 سنجیدہ لہجے میں کہا اور لاؤڈر آن کر دیا۔

”لیس پرنس۔ مارٹی بول رہا ہوں“..... چند سیکنڈ بعد مارٹی کی
 آواز لاؤڈر سے ابھری۔

”کیا خبر ہے مارٹی۔ کیا تم نے بلیک مون ایجنسی کے ان ممبرز
 کے نام وغیرہ معلوم کر لئے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”لیس سر۔ دو ممبرز کے نام اور ایڈریس معلوم ہو سکے ہیں۔
 نوٹ کریں“..... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر دونوں ممبرز
 کے نام اور ایڈریس بتا دیئے جو عمران نے ذہن نشین کر لئے۔

”ٹھیک ہے۔ میں ضرورت پڑنے پر دوبارہ تم سے رابطہ کروں
 گا۔ اوکے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ بلیک مون ایجنسی کے یہ ممبرز جن کے آپ
 نے ایڈریس لئے ہیں۔ ان کا ہمارے مشن سے کیا تعلق ہے۔“
 چوہان نے عمران سے کہا۔

”تم نے شاید کنفیوشس کا یہ قول نہیں سنا کہ کوئی چیز نکمی نہیں
 قدرت کے کارخانے ہیں۔ چنانچہ ایجنسی کے یہ دونوں ممبرز بھی نکلے

سلیمان کو غصے سے گھورتے لگا۔

”بکومت۔ یہ سارے کام تو میری بیگم بھی کر سکتی ہے۔“ عمران

نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آہ۔ کون سی بیگم صاحب۔ ابھی تو آپ کی شادی ہی نہیں

ہوئی اور ہوئی بھی تو آئندہ صدی میں ہوگی۔ اس صدی میں تو

آپ کا میرے بغیر گزارا ممکن نہیں ہے۔ آج میں آپ کو چھوڑ

جاؤں تو کل آپ کے فلیٹ میں کیڑے ریگتے نظر آئیں گے۔ کیا

میں غلط کہہ رہا ہوں مس جولیا۔“ سلیمان نے چیلنج کرنے والے

انداز میں کہا اور تائید طلب نگاہوں سے جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

”بکومت۔ فضول باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ جولیا

نے جو بیگم کے ذکر پر پہلے ہی غصے میں تھی، سلیمان کو غصیلے لہجے

میں ڈانٹتے ہوئے کہا تو سلیمان نے سہم کر نگاہیں جھکا لیں۔ صغور،

خاور اور چوہان مسکرا رہے تھے۔

”آخر تم اسے ساتھ لائے ہی کیوں ہو۔ اس مہم میں اس کا کیا

کام ہے۔“ جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”تم خفا ہوتی ہو تو میں ابھی اسے جوتے مار کر واپس وطن بھیج

دیتا ہوں۔ ابھی تو میری شادی نہیں ہوئی، ہوگئی تو یہ باورچی کا بچہ

ہم دونوں کا جینا غذا ب کر دے گا۔ بات بات پر بیگم کے طعنے دے

گا۔“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”صاحب۔ یہ آپ کو ادھر آنے سے پہلے سوچنا چاہئے تھا۔

اب تو میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔ اگر آپ نے زبردستی کی تو

میں آپ کے چیف سے شکایت کر دوں گا۔ کروں ایکسٹو کو فون۔“

سلیمان نے دھمکی بھرے لہجے میں کہا تو عمران یکدم بوکھلا گیا۔

”ارے۔ ارے۔ ایسا غصت مت کرنا۔ ورنہ میں ایکسٹو کو کیا

منہ دکھاؤں گا۔“ عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ایکسٹو کا سلیمان سے کیا تعلق۔ اسے تم لائے ہو۔“ جولیا

نے عمران سے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں جولیا۔ میں کیوں لاتا سلیمان کو۔ جبکہ میں جانتا ہوں کہ

ایک کشتی میں دو بدروحیں سوار نہیں ہو سکتیں اور ایک نیام میں دو

تکواریں نہیں رہ سکتیں۔ تمہیں بھی ایکسٹو نے بھیجا ہے اور سلیمان کو

بھی میری زندگی خراب کرنے کے لئے اسی نے بھیجا ہے۔“ عمران

نے جلدی سے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ مگر چیف نے سلیمان کو کیوں بھیجا ہے عمران صاحب۔“

چوہان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہمیں بدروحوں سے بچانے کے لئے۔“ عمران نے جواب

میں کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار مسکرانے لگے۔

”سلیمان ہمیں بدروحوں سے کیسے بچا سکتا ہے۔“ خاور نے

پوچھا۔

”یہ بھی کمبخت بڑی ظالم بدروح ہے۔ سکھا ہوئی کی روح کو

سلیمان سے اتنی محبت ہے کہ جتنی ماں کو بیٹے سے ہوتی ہے۔“ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا تو سلیمان نے غصے سے عمران کی طرف دیکھا۔

”صاحب۔ کیا میں بدروح کا بیٹا ہوں؟“..... سلیمان نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

”اور کیا۔ تم سنکھا ہوئی کو بہت پیارے ہو۔ اسی لئے وہ تمہارا خون پینے کی بجائے مجھے شکار کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ میں میک اپ میں نہ ہوتا تو وہ جہاز سے ہی مجھے اغوا کر کے لے جاتی“..... عمران نے جلدی سے کہا۔

”عمران۔ کیوں فضول باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو؟“ جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”بہتر۔ آؤ چلیں“..... عمران نے یکدم سنجیدہ لہجے میں کہا اور صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کہاں جانا ہے؟“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”سیر کرنے۔ صفر۔ تم لوگ میرے آنے تک آرام کرو۔“ عمران نے جواب میں کہا اور جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ چند لمحوں بعد عمران اور جولیا ایک کار میں سفر کر رہے تھے۔ عمران ڈرائیونگ کر رہا تھا جبکہ جولیا فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔

”اب تو بتا دو۔ کہاں جا رہے ہو؟“..... جولیا نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”مورس کے فلیٹ پر“..... عمران نے مختصراً کہا۔ مورس بلیک

مون ایجنسی کا ممبر تھا جس کا نام اور ایڈریس تھوڑی دیر پہلے مارٹی سے معلوم ہوا تھا۔ چند منٹ تک مختلف سڑکوں سے ہوتے ہوئے وہ ریڈ لائن اسٹریٹ پر پہنچ گئے۔ عمران نے اس سڑک پر دائیں ہاتھ واقع ایک پندرہ منزلہ عمارت کے سامنے سڑک کے کنارے کار روکی اور انجن بند کر دیا۔ کار سے اتر کر وہ دونوں عمارت کے داخلی گیٹ کی طرف بڑھے اور عمارت میں داخل ہو گئے۔ گراؤنڈ فلور پر میٹریوں کے علاوہ ایک لفٹ بھی موجود تھی۔ عمران اور جولیا لفٹ کی طرف بڑھے۔ اتفاق سے لفٹ نیچے ہی تھی۔ وہ دونوں لفٹ میں داخل ہوئے اور عمران نے دروازہ بند کر کے ففٹھ فلور کا بٹن پریس کر دیا۔ چند سیکنڈ بعد لفٹ پانچویں منزل پر رکی اور دروازہ کھل گیا تو وہ دونوں باہر نکل آئے۔

راہداری میں اس وقت کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ اس فلور پر آنے کے سامنے آٹھ فلیٹ بنے ہوئے تھے جن کے دروازے بند دکھائی دے رہے تھے۔ فلیٹوں سے آنے والی ہلکی ہلکی آوازوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ سب آباد تھے۔ عمران نے ان کے نمبروں کی ترتیب دیکھی اور بائیں جانب چل دیا۔ مطلوبہ فلیٹ سکسٹی ون اسی ہاتھ پر آخری فلیٹ تھا۔

فلیٹ کا دروازہ بند تھا اور دروازے کے نیچے خلاء سے اندر ہونے والی روشنی دکھائی دے رہی تھی جبکہ دروازے میں موجود ننھا سا سوراخ ظاہر کر رہا تھا کہ اندر سے باہر جھانکنے کا انتظام ہے۔

عمران نے جولیا کو اشارہ کیا اور دروازے کے پہلو میں دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ جولیا نے ڈور بیل کا بٹن پریس کیا اور دروازے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ چند لمحوں بعد اندر سے قدموں کی ہلکی ہلکی آہٹیں ابھرنے لگیں۔ وہ آہٹیں دروازے پر آ کر رک گئیں۔

”کون“..... اندر سے ایک مردانہ اور بھاری آواز بلند ہوئی۔

”مارگریٹ، مسٹر مورس“..... جولیا نے ایکریمین لب و لہجہ میں کہا تو اندر سے بولٹ گرائے جانے کی آواز سنائی دی اور عمران نے جیب میں پڑا ہاتھ باہر نکال لیا جس میں بے آواز ریوالور دبا ہوا تھا اور پھر جونہی دروازہ کھول کر ایک ادھیڑ عمر شخص نے چہرہ باہر نکالا، عمران نے برقی سرعت سے بڑھ کر ریوالور اس کی کپٹی سے لگا دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ شخص کوئی رد عمل ظاہر کرتا، عمران اسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور جونیا نے بھی پھرتی سے اندر آ کر دروازہ بند کر لیا۔ ادھیڑ عمر شخص قوی الجشہ اور دراز قامت تھا۔ اس وقت اس نے صرف ٹراؤزر اور بنیان پہن رکھی تھی اور اس کے چہرے پر حیرت بھری گھبراہٹ رقص کر رہی تھی۔ عمران کے ریوالور کی نال اس کے سینے کو چھو رہی تھی۔ جولیا نے بھی ریوالور نکال کر اس پر تان لیا تھا۔

”ہاتھ بلند کر لو مورس“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو“..... مورس نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کمرے میں چلو وہیں بات ہوگی۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو بے آواز ریوالور کی گولی تمہاری کھوپڑی اڑا دے گی۔ ہری اپ“..... عمران نے تھکمانہ لہجے میں کہا تو اس کی دھمکی سن کر مورس خوفزدہ ہو گیا اور پلٹ کر کمرے کی طرف چل دیا۔ عمران اس کی کمرے سے ریوالور لگائے آگے بڑھنے لگا۔ یقیناً مورس یہاں تنہا رہتا تھا۔ ورنہ ان کی آوازیں سن کر کوئی باہر آ جاتا۔ مورس ہاتھ اٹھائے پہلے کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ ڈرائنگ روم معلوم ہوتا تھا۔

”مارگریٹ۔ چیک کرو۔ اور کون کون ہے فلیٹ میں“..... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا پلٹ کر کمرے سے نکل گئی۔

”اور کوئی نہیں ہے۔ میں تنہا رہتا ہوں“..... مورس نے آہستہ سے کہا اور عمران گھوم کر اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔

”کیا تم بلیک مون ایجنسی کے ممبر ہو“..... عمران نے پوچھا تو مورس بے اختیار چونک پڑا۔

”نہیں۔ میں بزنس مین ہوں۔ مگر تم کون ہو“..... مورس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”سٹ اپ۔ میں جو کچھ پوچھوں اس کا صحیح جواب دو ورنہ تمہارے مرنے کا تمہارے چیف کو بھی علم نہ ہو سکے گا“..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اسی لمحے جولیا اندر آ گئی۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے جولیا کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا ہی تھا کہ مورس نے بجلی کی سی تیزی سے ایک ہاتھ نیچے کرتے ہوئے

عمران کے ریوالور پر ہاتھ مارا اور عمران کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر فرش پر گر گیا لیکن اس سے پہلے کہ مورس کوئی اور حرکت کرتا عمران کی زوردار لات مورس کے پیٹ میں پڑی اور وہ کراہتا ہوا لڑکھڑا کر عقب میں صوفے سے جا ٹکرایا اور پھر فرش پر گر گیا۔ جولیا نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس پر ریوالور تان لیا۔ عمران نے اپنا ریوالور اٹھایا اور مورس کے قریب آ گیا جو پیٹ دبائے کراہ رہا تھا۔

”اب تم نے کوئی حرکت کی تو وہ تمہاری زندگی کی آخری حرکت ہو گی“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو مورس خوفزدہ نگاہوں سے عمران کے ہاتھ میں موجود موت کے فرشتے کی طرف دیکھتے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

”تم۔ تم۔ کیا چاہتے ہو“..... مورس نے ہنکلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”چند سوالوں کے جواب۔ پروفیسر کارلوس کے لئے آشرم کی تعمیر میں تمہارے کتنے ساتھیوں نے کام کیا“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو مورس بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ تمہارا پروفیسر کارلوس سے کیا تعلق۔ تم کون ہو“۔ مورس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”صرف میرے سوال کا جواب دو۔ ورنہ میں فائر کر دوں گا“۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ریوالور مورس کے سر سے لگا دیا۔

”ست۔ سات نمبرز تھے میرے ساتھ“..... مورس نے دہشت سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”آشرم کس جزیرے پر بنایا گیا ہے۔ اب تمہارے کتنے ساتھی وہاں موجود ہیں“..... عمران نے دوسرا سوال کیا۔

”مم۔ معلوم نہیں“..... مورس نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

”تم سب کچھ جانتے ہو۔ جلدی بتاؤ ورنہ میں فائر کر دوں گا“۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”میں اور میرے ساتھی آشرم کی تعمیر مکمل ہونے تک وہاں موجود رہے تھے۔ اس کے بعد چار نمبرز واپس آ گئے مجھے سمیت۔ بعد میں کچھ اور نمبرز وہاں بھیج دیئے گئے تھے۔ معلوم نہیں وہ سب وہاں موجود ہیں یا واپس آ چکے ہیں کیونکہ ہمارا ہیڈ کوارٹر سے آج کل کوئی رابطہ نہیں ہے۔ مجھے اور میرے تینوں ساتھیوں کو چیف نے ایک ہفتہ کی چھٹی دے رکھی ہے“..... مورس نے کہا۔

”اپنے تینوں ساتھیوں کے نام اور ایڈریس بتاؤ“..... عمران نے حکمانہ لہجے میں کہا تو مورس اپنے ساتھیوں کے نام و ایڈریس بتانے لگا۔ عمران نے تینوں نام اور ایڈریس ذہن نشین کئے اور مزید سوالات کرنے لگا۔ دس منٹ بعد سوال و جواب کا سلسلہ ختم ہوا تو عمران نے مورس کے سر پر ریوالور کے دستہ سے ضرب لگائی اور مورس کے بے ہوش جانے کے بعد وائچ ٹرانسمیٹر آن کر کے صفدر سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

”ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ۔ اوور“..... عمران نے کہا۔
 ”ایس عمران صاحب۔ صفدر اسٹڈنگ یو۔ اوور“..... چند سیکنڈ بعد
 ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔
 ”ایک ایڈریس نوٹ کرو۔ اوور“..... عمران نے کہا اور ایڈریس
 بتا کر اسے مزید ہدایات دینے لگا۔

شام کے سات بجے کرنل ہوگن آفس چھوڑنے کی تیاری کر رہا
 تھا۔ عام طور پر وہ سات بجے آف کر کے اپنے گھر چلا جاتا تھا۔
 اس نے چشمہ بند کر کے کوٹ کی جیب میں رکھا ہی تھا کہ اچانک
 میز کی دراز میں رکھے سیٹلائٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل ہوگن
 چونکا اور کال کرنے والے کے بارے میں اندازہ لگاتے ہوئے
 دراز سے فون نکال کر آن کر دیا۔
 ”ایس۔ کرنل ہوگن فرام دس اینڈ“..... اس نے فون کان سے
 لگا کر مخصوص لہجے میں کہا۔
 ”کارلوں بول رہا ہوں کرنل ہوگن“..... دوسری طرف سے
 پروفیسر کی آواز سنائی دی۔
 ”ایس پروفیسر۔ فرمائیے“..... کرنل ہوگن نے نرم لہجے میں کہا۔
 ”مجھے خبر ملی ہے کہ علی عمران چند افراد کے ساتھ نکلنے پہنچ چکا

”ہے“..... پروفیسر کارلوس نے کہا تو کرنل ہوگن بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ کیا واقعی۔ آپ کو کیسے علم ہوا“..... کرنل ہوگن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”سنکھا ہولی کی روح سے۔ آپ ہوشیار رہیں“..... پروفیسر کارلوس کی آواز سنائی دی۔

”کیا مطلب۔ عمران یہاں کیوں آیا ہے“..... کرنل ہوگن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”وہ خود نہیں آیا۔ سنکھا ہولی نے اسے مجبور کیا تھا کہ وہ اکیمریمیا پہنچے کیونکہ پاکیشیا میں چند نورانی قوتیں عمران کی حفاظت کر رہی تھیں اور سنکھا ہولی کو وہاں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنی ماورائی قوت سے عمران کو مجبور کر دیا۔ عمران کو نورانی قوتوں کے مالک ایک شخص نے بتا دیا تھا کہ سنکھا ہولی کو اس کے فلیٹ میں کس نے اور کس مقصد کے تحت بھیجا۔ عمران کو بلیک مون ایجنسی اور میرے آشرم کے بارے میں بھی بتا دیا گیا ہے اور عمران نہ صرف میرے بلکہ آپ کے خلاف بھی خطرناک عزائم رکھتا ہے“..... پروفیسر کارلوس نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ سنکھا ہولی کیا کر رہی ہے۔“
کرنل ہوگن نے پریشان لہجے میں کہا۔

”میں نے سنکھا ہولی کو حکم دیا ہے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئے۔ آپ کو اپنے طور پر ان لوگوں کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس اپنی اور اپنے ماتحتوں کی حفاظت کرنے کی کوشش کریں کیونکہ عمران آزادانہ طور پر میرے آشرم تک پہنچنا چاہتا ہے اور وہ آپ کے دو ماتحتوں کو گرفت میں لے چکا ہے۔ جو یہاں آشرم کی تعمیر کے دوران ڈیوٹی دیتے رہے تھے“..... پروفیسر کارلوس نے کہا تو کرنل ہوگن ایک مرتبہ پھر اچھل پڑا۔

”اوہ۔ کیا سنکھا ہولی نے ان دونوں ممبرز کی کوئی مدد نہیں کی“..... کرنل ہوگن نے جلدی سے پوچھا۔

”نہیں۔ کیونکہ ارواح کو جو حکم دیا جاتا ہے وہ صرف اسی کی تعمیل کرتی ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ سنکھا ہولی نے اس لئے بھی اس معاملے میں کوئی مداخلت نہ کی کہ عمران کو ان ممبرز کے ذریعے جزیرے تک پہنچنے میں آسانی رہے اور جب عمران اور اس کے ساتھی جزیرے پر پہنچیں تو انہیں گرفتار کر کے میرے قدموں میں لا پھینکا جائے۔ بہر حال آپ کا مشن مکمل ہونے والا ہے“..... پروفیسر کارلوس نے وثوق بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن میرے دونوں ماتحتوں کا کیا بنے گا پروفیسر“..... کرنل ہوگن نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

”ابھی وہ زندہ ہیں۔ لیکن اگر وہ مارے بھی گئے تو کوئی حرج

نہیں ہے۔ ایک عظیم مشن کی تکمیل کے لئے چند افراد کی قربانی تو دینا ہی پڑے گی۔ اگر سنکھا ہولی لنگٹن میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو قابو کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی تو پھر انہیں مجبور کر کے جزیرے پر لے آئے گی۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ طاغوت نے بھی مجھے عمران کے خاتمے کا حکم دے رکھا ہے اور مجھے ہر حال میں اس کے حکم کو پورا کرنا ہے۔ میں جلد ہی آپ کو خوشخبری دوں گا۔ آپ میری دوسری کال کا انتظار کریں“..... پروفیسر کارلوس نے سخت لہجے میں کہا۔

”بہتر۔ عمران نے میرے جن دو ماتحتوں کو پکڑا ہے۔ ان کے نام کیا ہیں اور عمران اور اس کے ساتھی اس وقت کہاں ہیں“۔ کرنل ہوگن نے پوچھا تو پروفیسر کارلوس کی ہنسی سنائی دی۔

”کرنل ہوگن۔ اگر میں ان کا ایڈریس بتا بھی دوں تب بھی آپ عمران کو گرفتار نہیں کر سکتے اور اس کوشش میں آپ کے کئی ممبرز مارے جائیں گے۔ اس کے علاوہ عمران اور اس کے ساتھی اپنی حفاظت میں مصروف ہو جائیں گے اور انہیں جزیرے تک پہنچنے میں کافی دیر ہو جائے گی۔ آپ صبر کر کے بیٹھیں اور میری کال کا انتظار کریں۔ اوکے“..... پروفیسر کارلوس نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ہوگن نے بھی فون آف کر دیا اور پروفیسر کارلوس سے ملنے والی اس اطلاع پر غور کرنے لگا کہ اس کے کن دو ماتحتوں کو عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنی گرفت میں

لے لیا ہے جو آشرم کی تعمیر کے لئے جزیرے پر بھیجے گئے تھے لیکن پروفیسر کارلوس نے ان دونوں ممبرز کے نام نہیں بتائے تھے۔ چند لمحوں بعد کرنل ہوگن نے انٹرکام اٹھایا اور ایک نمبر پر لیس کر دیا۔

”لیس چیف۔ راجر بول رہا ہوں“..... چند سیکنڈ بعد دوسری طرف سے راجر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”پروفیسر کارلوس کے آشرم کی تعمیر کے دوران جو ممبرز جزیرے پر بھیجے گئے تھے، ان سب سے رابطہ قائم کر کے ان کی خیریت دریافت کرو اور مجھے فوراً رپورٹ دو“..... کرنل ہوگن نے حکمانہ لہجے میں کہا اور انٹرکام آف کر دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ہوگن نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

”لیس راجر“..... کرنل ہوگن نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف۔ پروفیسر کارلوس کے آشرم کی تعمیر کے دوران جو ممبرز جزیرے پر گئے تھے ان میں سے دو ممبرز اپنے فلیٹس پر موجود نہیں ہیں“..... راجر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”کون سے دو ممبرز“..... کرنل ہوگن نے تیزی سے پوچھا۔

”مورس اور کیپٹن آرتھر“..... دوسری طرف سے راجر کی آواز سنائی دی۔

”کیا تم نے انہیں صرف فون پر ٹرائی کیا تھا“..... کرنل ہوگن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”لیس چیف۔ وہ فون پر نہیں ملے تو پھر میں نے ٹرانسمیٹر پر

کوشش کی تھی۔ لیکن دونوں میں سے کسی نے کال ریسیو نہیں کی۔ میں نے ان کے موبائل فون پر بھی رابطہ کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔ راجر نے جواب میں کہا۔

”وہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹوں کی گرفت میں پہنچ چکے ہیں۔“

کرنل ہوگن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیا وہ لنکٹن میں ہیں چیف۔۔۔۔۔ راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ عمران اپنے چند ساتھیوں سمیت یہاں پہنچ چکا ہے اور اس نے مورس اور کیپٹن آرتھر کو جزیرے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے اغوا کیا ہے۔ تم فوری طور پر ان دونوں کے فلیٹوں پر کسی کو بھیج دو تاکہ تصدیق ہو جائے اور کوئی ایسا کلیوٹل جائے جس کے ذریعے ہم پاکیشیائی ایجنٹوں تک پہنچ سکیں۔ اوکے۔“

کرنل ہوگن نے کہا۔

”رائٹ سر۔ میں ٹام اور جارج کو بھیجتا ہوں۔۔۔۔۔ راجر کی آواز سنائی دی۔

”انہیں کہو کہ مجھے براہ راست اور فوری رپورٹ دیں۔ میں آج رات آفس میں ہی رہوں گا۔“

کرنل ہوگن نے آخر میں کہا اور انٹرکام آف کر کے ایک سگار سلگانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد میز پر رکھے سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ہوگن نے ہاتھ بڑھایا اور فون کا ریسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ کرنل ہوگن فرام دس ایڈ۔۔۔۔۔ اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”والٹن بول رہا ہوں کرنل ہوگن۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سیکرٹری داخلہ کی آواز سنائی دی۔

”لیں سر۔ حکم فرمائیے۔“

کرنل ہوگن نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”کیا پروگریس سے کرنل ہوگن۔ تھوڑی دیر پہلے جیوش ایگلز کے چیف کی کال آئی تھی۔ اس نے مجھے آپ سے ہونے والی اپنی گفتگو کے بارے میں بتایا تھا۔“

سیکرٹری داخلہ والٹن نے کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے انہیں مطمئن کر دیا تھا۔“

کرنل ہوگن نے کہا۔

”تو کیا عمران کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔“

والٹن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ لیکن کرنل ڈیوڈ کی اس تجویز پر کہ پہلے عمران کو گرفت میں لیا جائے اور اس سے ایکسٹو کے بارے میں معلوم کر لیا جائے، میں نے پروفیسر کارلوس کو ہدایت کر دی تھی کہ فی الحال صرف عمران کو پکڑ کر ہمارے حوالے کیا جائے۔ اہم بات یہ ہے کہ سکھا ہوئی کی روح عمران کو مجبور کر کے لنکٹن میں لے آئی ہے اور اب وہ عمران کو جزیرے پر لے جائے گی۔ جہاں وہ عمران کو قابو کر کے پروفیسر کارلوس کے حوالے کر دے گی۔“

کرنل ہوگن نے مسلسل بولتے

ہوئے کہا اور اپنے دو ماتحتوں کے اغوا کے بارے میں بھی بتا دیا۔
 ”اوہ۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کی یہاں آمد خط ناک ہے کرنل ہوگن۔ وہ یہاں ہنگامے کریں گے اور شہر کا امن تباہ کر دیں گے۔ اس کے علاوہ کرنل ڈیوڈ نے تشویش ظاہر کی ہے کہ پروفیسر کارلوس دانستہ معاملے کو لمبا کر رہا ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس کی غلام روچیں چند لمحوں میں عمران کو گرفتار کر سکتی ہیں“..... والٹن کی آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈیوڈ کی تشویش درست نہیں ہے۔ پروفیسر کارلوس صرف ہماری خواہش پر نہیں بلکہ شیطان کے حکم پر عمران کو زیر کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن عمران کی حفاظت و نگہبانی پر مامور چند روحانی قوتوں کی وجہ سے سنکھا ہولی عمران کو گرفت میں نہیں لے سکتی۔ اسی لئے سنکھا ہولی کوشش کر رہی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جزیرے پر پہنچ جائیں۔ جزیرے پر وہ انہیں آسانی سے اپنی گرفت میں لے سکتی ہے“..... کرنل ہوگن نے منہ بنا کر کہا۔
 ”بہر حال مشن جلدی مکمل کیا جائے۔ گڈ بائے“..... والٹن نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ہوگن نے غصے سے سر جھٹک کر رسیور رکھ دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی اپنے ٹھکانے پر ڈرائنگ روم میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ عمران کی ہدایت پر صفدر اور چوہان بلیک مون ایجنسی کے ممبر کیپٹن آرتھر کو اس کے فلیٹ سے اغوا کر کے لائے تھے جبکہ عمران بھی موریس کو بے ہوش کر کے یہاں لے آیا تھا۔ کیپٹن آرتھر نو جوان اور قوی الجثہ تھا لیکن جب عمران نے اس پر تشدد کیا اور اس کا ایک بازو توڑنے کے بعد دوسرا بازو توڑنے کی دھمکی دی تو وہ عمران کے سوالوں کے جواب دینے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ آرتھر سے حاصل ہونے والی معلومات سے عمران کو آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنے میں قدرے آسانی ہو گئی تھی اور اب وہ اپنے ساتھیوں کو اپنے پروگرام سے آگاہ کر رہا تھا۔ کیپٹن آرتھر کے بیان کے مطابق پروفیسر کارلوس نے اپنے آشرم کے لئے خود اس جزیرے کا انتخاب کیا تھا جو بے آباد تھا اور پورے جزیرے پر جنگل

پھیلا ہوا تھا۔ سولہویں صدی عیسوی میں وہاں ایک وحشی اور آدھور قبیلہ آباد تھا جو کسی پر اسرار وباء کا شکار ہو کر ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سے وہ جزیرہ بدروحوں اور بھوتوں کا نشیمن بن گیا اور اس جزیرے پر جانے والے سیاحوں کو واپس آنا نصیب نہ ہوتا تھا۔ سترھویں صدی میں سیاحوں کا ایک گروپ جزیرے پر گیا لیکن وہ جزیرے کے جنگل سے واپس نہ آئے تو ان کی بادیانی کشتی کے ملاحوں نے واپس آ کر اپنے بیان میں اس جزیرے کو گھوسٹ آئی لینڈ قرار دیا۔ تب سے حکومت نے سیاحوں کے لئے اس جزیرے پر جانے کی پابندی عائد کر دی تھی۔ لیکن جنگ عظیم اول کے دوران فرانسیسی افواج نے اس جزیرے پر کچھ عرصہ قیام کیا تو فوج کا وہاں کسی جن بھوت یا بدروح سے واسطہ نہ پڑا تھا اور فوج وہاں بالکل محفوظ رہی۔ اس کے باوجود آج تک کسی نے گھوسٹ آئی لینڈ پر قدم رکھنے کی جرأت نہیں کی۔ پروفیسر کارلوس کی خواہش پر آشرم جزیرے کے وسطی حصے میں بنایا گیا تھا۔ اس کے لئے تعمیراتی مشینری بحری جہازوں کے ذریعے وہاں پہنچائی گئی اور ساحل سے لے کر جزیرے کے وسط تک درختوں کو کاٹ کر ایک راستہ بنایا گیا اور اس راستے سے تعمیراتی سامان اور مشینری وہاں تک لائی گئی تھی جہاں تقریباً چالیس مربع گز کا ایریا درختوں اور جھاڑیوں سے صاف کر کے آشرم تعمیر کیا گیا۔

کیپٹن آرتھر کے بیان کے مطابق جزیرے کے ساحل پر اب

بھی بلیک مون ایجنسی کے ایک درجن ممبرز موجود ہیں جو پروفیسر کارلوس کی اجازت کے بغیر اس کے آشرم کی طرف نہیں جاسکتے۔ ہو سکتا ہے ان ممبرز کو واپس طلب کر لیا گیا ہو کیونکہ پروفیسر کو گارڈز کی ضرورت نہیں۔ آشرم کی صفائی اور دیکھ بھال کے لئے دس افراد کے علاوہ اتنی ہی تعداد میں نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں بھی پروفیسر کارلوس کا دل بہلانے کے لئے آشرم میں پہنچائی گئی تھیں اور ان لڑکیوں کو ایجنسی کی طرف سے بھاری معاوضہ ادا کیا گیا تھا۔ عمران نے بلیک مون ایجنسی کے دونوں ممبرز میں سے ایک کو اپنے ہمراہ لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ چائے پینے کے بعد اس نے صفدر کو ہدایت کی کہ وہ خود پر مورس کا میک اپ کر لے کیونکہ صفدر کا قد کاٹھ مورس کے جیسا ہی تھا۔

”آرتھر کا کیا کرنا ہے“..... صفدر نے پوچھا۔

”اس کا ایک بازو ٹوٹ چکا ہے اس لئے وہ ہمارے لئے بیکار ہے“..... عمران نے لا پرواہی سے کہا۔

”کیا مورس کو ساتھ نہیں لے جاؤ گے“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”لے جائیں گے لیکن صرف رہنمائی کے لئے۔ صفدر بوقت ضرورت اس کا رول ادا کرے گا“..... عمران نے جواب میں کہا تو صفدر اٹھ کر ملحقہ کمرے میں چلا گیا جس میں مورس اور آرتھر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ لیکن چند لمحوں بعد صفدر تیزی سے واپس آ

گیا۔

”اوہ۔ کیا ہوا“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”مورس کا ساتھی مر چکا ہے“..... صفدر نے قدر گھبرائے ہوئے

لہجے میں کہا۔

”تو کیا ہوا۔ تم نے خود پر مورس کا میک اپ کرنا ہے آرتھر کا

نہیں“..... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

”لیکن آرتھر اپنی موت نہیں مرا عمران صاحب“..... صفدر نے

جلدی سے کہا۔

”تو کیا بازو کے زخم سے مر گیا ہے۔ تم گھبرائے ہوئے کیوں

ہو یا۔ آخر اس نے مرنا ہی تھا اگر وہ خود نہ مرتا تو یہاں سے روانہ

ہوتے وقت میں اسے گولی سے ٹھنڈا کر کے جاتا“..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آرتھر کا سینہ پھٹا ہوا ہے اور“..... صفدر نے

اتنا ہی کہا تھا کہ عمران اور باقی ممبرز بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا“..... عمران نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ لگتا ہے کسی درندے نے اس کا جسم چیرا پھاڑا ہے۔

اس کی آنتیں بھی باہر نکلی پڑی ہیں“..... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں

کہا تو جولیا، چوہان، خاور اور سلیمان کے چہرے یکدم فق ہو گئے۔

”آؤ۔ دیکھتے ہیں۔ یہاں کوئی درندہ کیسے آسکتا ہے“..... عمران

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ سب صفدر کے ہمراہ

ڈرائنگ روم سے نکل کر اگلے کمرے میں داخل ہوئے تو کمرے کا

منظر دیکھ کر ان کے جسم میں خوف کی تیز لہر دوڑتی چلی گئی۔

جولیا نے خوفزدہ ہو کر عمران کا بازو پکڑ لیا تھا۔ فرش پر مورس

سے چند فٹ کے فاصلے پر کیپٹن آرتھر کا جسم خون میں لتھڑا ہوا تھا۔

اس کے چہرے پر انتہائی کرب کے تاثرات منجمد تھے اور سینہ پیٹ

تک چاک تھا۔ آنتیں فرش پر بکھری ہوئی تھیں۔ چاک کئے ہوئے

سینے میں پھیپھڑے موجود تھے لیکن دل اور کلیجہ غائب تھا۔

”یہ کسی درندے کا کام نہیں لگتا۔ ورنہ چہرے اور گردن پر اس

کے پنجوں کے نشانات ضرور موجود ہوتے“..... عمران نے آہستہ

سے کہا تو صفدر سمیت تمام ممبرز خوف سے کانپ کر رہ گئے۔

”صص۔ صاحب۔ آپ کا خیال درست ہے۔ یقیناً اسے

صدیوں کی پیاسی بدروح سنکھا ہولی نے شکار کیا ہے“..... دفعتاً

سلیمان نے خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تو عمران چونک پڑا

جبکہ بدروح کا سن کر جولیا کا چہرے خوف سے زرد پڑ گیا اور عمران

کے بازو پر اس کے ہاتھ کی گرفت سخت ہو گئی۔ عمران نے دوسرے

ممبرز کو بھی خوفزدہ دیکھا تو یکدم ہنسنے لگا۔

”کیوں مجھے ڈرا رہے ہو سلیمان کے بچے۔ سنکھا ہولی آتی تو

کیا تمہارا خون نہ پیتی۔ تمہارا خون تو اسے بہت پسند ہے کیونکہ وہ

تم سے عشق کرتی ہے اور اس نے پاکیشیا میں بھی تم سے یہ اظہار کیا

تھا“..... عمران نے ممبرز کا خوف دور کرنے کے لئے سلیمان سے

ہنستے ہوئے کہا اور ساتھ ہی سلیمان کو آنکھ مار دی تو سلیمان نے چونک کر عمران کے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔
 ”کس چیز کا اظہار کیا تھا“..... خاور نے عمران سے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

”محبت کا اظہار“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”ناجی نا۔ بھاڑ میں گئی ایسی محبت۔ اب اس نے محبت جتانے کی کوشش کی تو میں اس سے صاف کہہ دوں گا کہ میں محبت سے باز آیا۔ اٹھا لو پاندان اپنا“..... سلیمان نے یکدم غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”بکومت۔ تمہاری وجہ سے ہی اس بے چارے کی جان گئی ہے۔ تمہارے شبہ میں سنکھا ہوئی آرتھر کا دل اور کلیجہ نکال کر کھا گئی ہے“..... عمران نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا اور نرمی کے ساتھ جولیا کا ہاتھ اپنے بازو سے الگ کر دیا۔

”عمران صاحب۔ مذاق چھوڑیے۔ یہ سنجیدہ معاملہ ہے۔ اگر سنکھا ہوئی کی روح یہاں آئی تھی تو ہمیں کیوں علم نہ ہو سکا۔ وہ آپ کے پیچھے لگی ہوئی ہے، آرتھر سے تو اس کی کوئی دشمنی نہ تھی“۔
 صفر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرے پیچھے تو جولیا بھی لگی ہوئی ہے“..... عمران نے پیچھے کھڑی جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”فضول باتیں مت کرو احمق۔ سنکھا ہوئی کی روح کسی جسم کے بغیر آرتھر کو ہلاک نہیں کر سکتی تھی“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس وقت آئی ہو جب ہم چائے پینے میں مصروف تھے۔ بہر حال چوکیدار سے پوچھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے چوکیدار نے کچھ دیکھا ہو“..... عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

”واہ صاحب۔ جب وہ مجھے اور مس جولیا کو نہیں دکھائی دی تو چوکیدار کے پاس کون سا سلیمانی چشمہ ہے کہ اس نے سنکھا ہوئی کی روح کو دیکھا ہوگا“..... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

”بکومت۔ جاؤ اسے بلا کر ڈرائنگ روم میں لاؤ“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو سلیمان برا سا منہ بنا کر کمرے سے نکل گیا۔ عمران بھی ممبرز کے ساتھ واپس ڈرائنگ روم میں آیا اور وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد سلیمان چوکیدار کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ چوکیدار ادھیڑ عمر سیاہ فام شخص تھا اور مسلمان تھا۔

”چوکیدار۔ گذشتہ ایک گھنٹہ کے دوران تم نے کسی کو باہر سے کیاؤنڈ میں داخل ہوتے تو نہیں دیکھا تھا“..... عمران نے چوکیدار سے پوچھا تو اس کے چہرے پر تعجب کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”نہیں جناب۔ گیٹ لاک تھا۔ پھر کوئی کیسے اندر آ سکتا تھا“۔
 چوکیدار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے گیٹ کی بجائے دیوار پھاند کر کوئی اندر آیا ہو۔ کوئی انسان یا درندہ“..... عمران نے دوبارہ کہا۔

”اوہ۔ درندہ تو نہیں جناب۔ البتہ سیاہ رنگ کی چھوٹی سی بلی کو ضرور دیکھا تھا میں نے۔ لیکن وہ دیوار پھلانگ کر باہر سڑک کی طرف کودی تھی“..... چوکیدار نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یقیناً وہی سنکھا ہوئی تھی“..... سلیمان نے جلدی سے کہا۔
”سنکھا ہوئی۔ کیا آپ اس بلی کو جانتے ہیں جناب“۔ چوکیدار نے سلیمان کی طرف دیکھ کر حیرت سے کہا۔

”ہاں۔ سنکھا ہوئی اس کی خالہ کا نام ہے جو پاکیشیا میں رہتی ہے۔ تم گیٹ پر جاؤ“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو چوکیدار خاموشی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”عمران صاحب۔ سلیمان کا اندازہ درست لگتا ہے۔ یقیناً سنکھا ہوئی کی روح سیاہ بلی کے روپ میں آئی ہوگی اور چوکیدار نے بلی کو اس وقت دیکھا جب وہ آرتھر کو شکار کر کے واپس جا رہی تھی“..... صفدر نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”جب وہ واپس جا چکی ہے تو اب ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے تم لوگوں کو شروع میں ہی بتا دیا تھا کہ ہم چونکہ حق پر ہیں اور نیک بزرگوں کی دعائیں بھی ہمارے ساتھ ہیں اس لئے کوئی شیطانی طاقت ہمیں خوفزدہ تو کر سکتی ہے لیکن نقصان نہیں پہنچا سکتی“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ تو ٹھیک ہے صاحب کہ وہ کمبخت بدروح ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔ لیکن وہ اسی طرح ہمیں خوفزدہ کرتی رہی تو میرا خون

خشک ہوتے ہوتے بالکل ختم ہو جائے گا۔ اس سے بہتر ہے کہ میں اپنی خون کسی بلڈبنک میں جمع کرا دوں اور واپس وطن پہنچ کر بلڈبنک سے لے لوں“..... سلیمان نے احمقانہ لہجے میں کہا تو تمام ممبرز کے لبوں پر بے ساختہ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”بے فکر رہو۔ ایسی نوبت آئی تو میں تمہیں یہاں کے کسی ہسپتال کے مردہ خانے میں جمع کرا دوں گا اور واپسی پر تمہاری لاش تابوت میں بند کرا کر لے جاؤں گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز پر رکھے فون کا رسیور اٹھا کر نمبرز پر پریس کرنے لگا۔

”ہیلو۔ براؤن بات کر رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ابرار کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ تم یہاں آ جاؤ۔ فلائٹ کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے“..... عمران نے کہا۔

”بارہ بجے ایک فلائٹ بالٹی مور اور چارلسن کی طرف جائے گی۔ لیکن بالٹی مور سے براہ راست چارلسن نہیں پہنچے گی بلکہ بالٹی مور سے برمنگھم جائے گی اور پھر وہاں سے چارلسن“..... ابرار عرف براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کافی لمبا سفر ہو جائے گا“..... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں جناب۔ صرف چھ گھنٹے کا سفر ہے“..... ابرار کی آواز سنائی دی۔

”خیر۔ تم یہاں آ جاؤ۔ اور پاسپورٹس بھی لے آؤ ہمارے لئے۔“
 عمران نے کہا اور فون بند کر دیا۔
 ”کیا ہمیں نئے میک اپ کرنا ہوں گے؟“..... خاور نے پوچھا۔
 ”ہاں۔ ابرار جو پاسپورٹس لائے گا۔ ان کے مطابق ہمیں میک اپ کرنا ہوں گے۔“..... عمران نے سر ہلا کر کہا۔
 ”کیا مورس اپنی اصل شکل میں ہمارے ساتھ جائے گا؟“۔ صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ اب صرف تم اس کے میک اپ میں جاؤ گے۔ مورس کو یہیں چھوڑنا پڑے گا۔“..... عمران نے جواب میں کہا۔
 ”تھوڑی دیر پہلے تو تم کہہ رہے تھے کہ مورس کو ساتھ لے جائیں گے۔“..... جولیا نے چونک کر کہا۔
 ”کہا تھا، لکھ کر تو نہیں دیا تھا۔ اگر ہمیں خوفزدہ کرنے کے لئے سکھا ہوئی نے جہاز میں مورس کا پوسٹ مارٹم کر دیا تو اس کی لاش کیا تم اٹھائے پھرو گی؟“..... عمران نے مزاحیہ لہجے میں کہا تو ممبرز مسکرانے لگے اور جولیا عمران کو گھورنے لگی۔

”صفدر۔ تم مورس کو اٹھا کر یہاں لے آؤ اور میک اپ کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کمبخت اسے بھی ہلاک کر جائے اور ہمیں علم نہ ہو سکے۔“..... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر اٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔

چارلسن کے ایک ہوٹل میں عمران، جولیا، صفدر، سلیمان، خاور اور چوہان دو کمروں میں گذشتہ تین گھنٹوں سے مقیم تھے۔ اس وقت صبح کے نو بجے تھے۔ ایک گھنٹہ پہلے عمران ناشتہ کرنے کے بعد اسٹیمر کا انتظام کرنے بندرگاہ کی طرف گیا تھا اور ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ جولیا، سلیمان اور صفدر ایک کمرے میں بیٹھے بے چینی سے عمران کا انتظار کر رہے تھے۔ دوسرے کمرے میں خاور اور چوہان تھے۔ ان کا فضائی سفر بخیریت گزرا تھا۔ صفدر بلیک مون ایجنسی کے ممبر مورس کے میک اپ میں تھا۔ جولیا بھی نئے میک اپ میں ادھیڑ عمر خاتون لگ رہی تھی۔ عمران، سلیمان، خاور اور چوہان بھی نئے میک اپ میں تھے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر کی واپس ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول ہوا تو اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ۔ اوور۔“..... ٹرانسمیٹر سے حسب توقع

عمران کی آواز ابھری۔

”یس عمران صاحب۔ صفدر اسٹڈنگ یو۔ اوور“..... صفدر نے جواب میں کہا۔

”تم تمام ساتھیوں کو لے کر بندرگاہ پر آ جاؤ۔ دو ٹیکسیاں کر لینا۔ اوور“..... عمران نے کہا۔

”بہتر۔ کیا اسٹیمر کا انتظام ہو گیا ہے۔ اوور“..... صفدر نے پوچھا۔

”ہاں۔ بندرگاہ کے اسٹیمرز ڈیک پر سرخ کیمبن والا اسٹیمر تمہیں دور سے ہی نظر آ جائے گا۔ میں اسی میں موجود ہوں۔ اوور اینڈ آل“..... عمران نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے بھی وایج ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے تقریباً پانچ منٹ بعد سلیمان اور سیکرٹ سروس کے ممبرز کی ٹیکسیاں بندرگاہ کو جانے والی سڑک پر دوڑ رہی تھیں۔ اگلی ٹیکسی میں صفدر اور جولیا تھے۔ جولیا عقبی نشست پر بیٹھی تھی۔ تقریباً دس منٹ بعد دونوں ٹیکسیاں بندرگاہ پر پہنچ گئیں۔ وہ لوگ ٹیکسیوں سے اتر کر بندرگاہ کے اس حصے کی طرف بڑھنے لگے جس طرف کئی اسٹیمر لتکز انداز تھے۔ جلد ہی وہ سرخ رنگ کے ایک گٹھری اور بڑے اسٹیمر کے پاس پہنچ گئے۔ اسٹیمر پر ایک بوڑھے ڈرائیور کے ساتھ عمران کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا۔ ممبرز کے اسٹیمر میں سوار ہوتے ہی عمران نے ڈرائیور کو روانگی کا اشارہ کیا اور خود ممبرز کے ساتھ کیمبن میں آ بیٹھا۔

اسٹیمر حرکت میں آیا اور شمال مشرق کی طرف روانہ ہو گیا۔

”عمران صاحب۔ بڑا خوبصورت اور لگژری قسم کا اسٹیمر لیا ہے آپ نے“..... چوہان نے کیمبن کا جائزہ لیتے ہوئے عمران سے کہا۔

”تم لوگ بھی تو خوبصورت اور لگژری ہو پیارے۔ اگر کوئی پرانا اور پھٹا قسم کا اسٹیمر لیتا تو جولیا کا موڈ خراب ہو جاتا“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”نہیں صاحب۔ مس جولیا کا موڈ کیوں خراب ہوتا۔ پھٹا قسم کا اسٹیمر ہو یا لگژری گزارہ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ آپ کے ساتھ بھی تو ان کی گزر ہو رہی ہے“..... سلیمان نے جلدی سے کہا تو ممبرز ہنس پڑے۔

”کیا تک رہے ہو احمق۔ کیا میں پھٹا آدمی ہوں“..... عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں صاحب۔ میں آپ کو کیسے آدمی کہہ سکتا ہوں“۔ سلیمان نے گھبرا کر کہا۔

”تو کیا میں آدمی نہیں ہوں“..... عمران نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”مجھے کیا پتہ صاحب کہ آپ آدمی ہیں یا انسان۔ میں تو آپ کو صرف صاحب سمجھتا ہوں بڑے صاحب کے بیٹے چھوٹے صاحب۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ فلم چھوٹے صاحب میں کون ہیرو

تھا..... سلیمان نے یکدم چونکتے ہوئے کہا۔
 ”بکومت۔ میں نے چھوٹے صاحب فلم نہیں دیکھی“..... عمران
 نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”مگر میں نے دیکھی تھی۔ اس فلم کی قوالی مجھے آج تک یاد
 ہے۔ سناؤں آپ کو“..... سلیمان نے شوخ لہجے میں کہا۔

”او گلوکار کے بچے۔ تمہاری بے سری آواز سن کر سنکھا ہولی آ
 گئی تو تمہارا طبلہ بجا دے گی“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو
 سلیمان یکدم سہم کر دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ سنکھا ہولی کے ذکر پر
 عمران کے ساتھیوں کے لبوں سے بھی مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔
 عمران ان کی حالت دیکھ کر ہنس پڑا۔

”فکر مت کرو۔ سنکھا ہولی کو صرف سلیمان کی آواز پسند ہے۔
 فلیٹ میں بھی وہ اسی کا گیت سن کر آئی تھی۔ تم لوگ اطمینان سے
 باتیں کرو“..... عمران نے ممبرز سے کہا۔

”خاک بات کریں صاحب۔ پہلے آپ خوفزدہ کر کے ہمارے
 حلق خشک کر دیتے ہیں اور پھر بات کرنے کی اجازت دیتے
 ہیں“..... سلیمان نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

”تم جا کر سمندر میں اپنا منہ ڈال دو۔ جب حلق تر ہو جائے تو
 چہرہ باہر نکال لینا“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ وہ جزیرہ یہاں سے کتنی دور ہے“..... چوہان
 نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”کون سا جزیرہ۔ گھوسٹ آئی لینڈ“..... عمران نے چونک کر
 کہا۔

”لاحول ولا قوۃ۔ آپ پھر ہمیں ڈرا رہے ہیں صاحب۔
 جزیرے کا نام لئے بغیر بھی تو بات ہو سکتی ہے“..... سلیمان نے
 جلدی سے کہا۔

”سلیمان۔ تم چپ نہیں رہ سکتے“..... جولیا نے سلیمان کو گھورتے
 ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”مجبور ہیں اف اللہ۔ میرا مطلب ہے جو چپ رہے گی زبان
 میری پکارے گی بدروح جزیرے کی۔ اس وقت آپ کو پتہ چلے گا
 کہ اپنوں پر ستم غیروں پر کرم کا کیا نتیجہ ہوتا ہے“..... سلیمان نے
 اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے ناراض سے لہجے میں کہا اور کیمین کے
 دروازے کی طرف بڑھا تو عمران ان کے ساتھی بے اختیار مسکرانے
 لگے۔

”کہاں جا رہے ہو کمبخت“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”حلق تر کرنے۔ ایک گھنٹہ بعد مجھے سمندر سے نکال لیجئے
 گا“..... سلیمان نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ تم میں اتنی غیرت کیسی آگئی کہ سمندر میں ڈوب
 مرو“..... عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”آپ اور مس جولیا کو میرا بولنا جو پسند نہیں ہے تو مجھے آپ کی
 محفل سے نکل ہی جانا چاہئے صاحب۔ ایسا نہ ہو کہ میری موجودگی

سے آپ کی محفل اجڑ جائے اور الزام مجھ پر آجائے۔۔۔۔۔ سلیمان نے دکھ بھرے لہجے میں کہا تو تمام ممبرز حیرت سے سلیمان کے چہرے کی طرف دیکھنے لگے۔ سلیمان کے جذباتی انداز پر عمران بھی بوکھلا گیا۔

”ارے نہیں پیارے۔ تم پر کوئی الزام کیسے آسکتا ہے۔ تم تو ہماری محفل کی جان ہو۔ تم چلے گئے تو یہ محفل اجڑ جائے گی۔ بھلا سوچو تو کیسے جنیں گے جولیا کے مارے تیرے بغیر۔۔۔۔۔ عمران نے سلیمان کو چمکارتے ہوئے کہا۔

”نہیں صاحب۔ مجھے مس جولیا سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ شکوہ ہے تو آپ سے۔۔۔۔۔ سلیمان نے معصوم لہجے میں کہا تو عمران کو اس پر غصہ آ گیا۔

”او باورچی کی اولاد۔ باتوں باتوں میں گانے گائے جا رہا ہے۔ چل جا ڈوب جا سمندر میں۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کک۔ کیا۔ اکیلا ہی۔۔۔۔۔ سلیمان نے یکدم گھبرا کر کہا۔

”نہیں۔ اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ۔۔۔۔۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”وہ تو پہلے ہی ڈوب چکے ہیں صاحب۔ اب تو میں اکیلا ہوں میں اکیلا۔ اس لئے مہربانی کر کے ڈوبنے میں میری مدد کریں۔“

سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ جا کر چھلانگ لگا دو سمندر میں۔۔۔۔۔ عمران نے غصے سے کہا۔

”نہیں صاحب۔ خودکشی حرام ہے اور میں حرام موت مرا تو میری روح آسمان پر جانے کی بجائے سنکھا ہوئی کی روح کی طرح یہیں بھٹکتی رہ جائے گی۔۔۔۔۔ سلیمان نے جلدی سے کہا تو سنکھا ہوئی کا نام سن کر جولیا کو ایک مرتبہ پھر کیپٹن آرتھر کا انجام یاد آیا اور اس کے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران سلیمان سے کچھ کہتا اسٹیمر کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور سلیمان لڑکھڑا کر کیبن کے فرش پر گر گیا۔ سب نے محسوس کیا کہ اسٹیمر کی رفتار میں یکدم اضافہ ہو گیا تھا۔ شاید ڈرائیور نے سفر جلد طے کرنے کے لئے رفتار بڑھا دی تھی۔

”لاحول لا قوۃ۔ یہ اسٹیمر ہے یا گدھا گاڑی۔۔۔۔۔ سلیمان نے فرش سے اٹھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”بکومت۔ ڈرائیور سے کہو کہ رفتار کم کر دے۔ ہم ویسے میں نہیں جا رہے کہ دیر ہو گئی تو کھانا ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے اسٹیمر کا ڈرائیور تیزی سے اندر آ گیا۔ وہ کچھ بوکھلایا ہوا تھا۔

”سر۔ اسٹیمر کی رفتار خود بخود بڑھ گئی ہے اور اسٹیمر میرے کنٹرول سے نکل گیا ہے۔۔۔۔۔ ڈرائیور نے عمران کی طرف دیکھ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار

اچھل پڑے۔

”آؤ۔ میں دیکھتا ہوں کیا مسئلہ ہے“..... عمران نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی بھی اٹھ کر عمران کے پیچھے لپکے۔ کیبن سے نکل کر انہیں معلوم ہوا کہ اسٹیمر کی رفتار میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا تھا اور کسی بھی لمحے وہ الٹ سکتا تھا۔ اس قدر رفتار کی وجہ سے اسٹیمر اس طرح پانی کی سطح پر دوڑ رہا تھا جیسے ہوا میں پرواز کر رہا ہو۔ عمران نے انجن کے پاس آ کر ڈرائیور کی سیٹ سنبھالی اور اسٹیمر کی رفتار کم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ سیکرٹ سروس کے ممبرز اور سلیمان، عمران کے پاس کھڑے وحشت ناک نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس وقت سمندر میں دور دور تک کوئی کشتی، اسٹیمر یا جہاز نظر نہ آ رہا تھا۔ چاروں طرف بیکراں سمندر پھیلا ہوا تھا۔ کئی منٹ گزر گئے لیکن عمران کی ہر ممکن کوشش کے باوجود اسٹیمر کی رفتار کم نہ ہوئی تو ممبرز کی پریشانی بڑھ گئی۔

”عمران صاحب۔ انجن بند کر دیں“..... صفدر نے عمران سے کہا۔

”سر۔ انجن بھی بند نہیں ہو رہا۔ میں کوشش کر چکا ہوں۔“ ڈرائیور نے جلدی سے کہا تو عمران کے ساتھیوں کے ذہنوں میں عجیب سی سنسناء پھیل گئی اور انجانے خدشات سے ان کے چہروں پر خوف کی پرچھائیاں رقص کرنے لگیں۔

پروفیسر کارلوں ننانوے برس کی عمر میں بھی بچپن ساٹھ برس کا ادھیڑ عمر آدمی دکھائی دیتا تھا اور اس کی صحت بھی شاندار تھی اس کے چہرے پر خون اس طرح جھلکتا تھا جیسے وہ نوجوان ہو۔ آنکھوں میں اس قدر تیز سرخی مائل چمک تھی جیسے لیزر لائٹس جل رہی ہوں۔ شیطانی علوم کے حصول میں چالیس برس افریقہ کے تاریک جنگلات میں گزارنے کے سبب اس کا چہرہ انتہائی مکروہ اور خوفناک ہو چکا تھا۔ جزیرے پر اس نے اپنی ڈیماڈ کے مطابق جو آشرم بنوایا تھا وہ طرز تعمیر کے لحاظ سے شاہی محل دکھائی دیتا تھا۔

اس وقت پروفیسر کارلوں ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں شاہانہ طرز کی بڑی سی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے اور دائیں بائیں چار نوجوان اور خوبصورت اکیڑیمین لڑکیاں کھڑی تھیں۔ ان لڑکیوں کے جسموں پر اتنا مختصر لباس تھا جسے لباس کہنا لباس کی

توہین تھا اور ان لڑکیوں کے ہاتھوں میں شراب کے بلوریں جام تھے۔ پروفیسر کارلوس ہوسناک نگاہوں سے اپنے سامنے رقص کرنے والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ اس لڑکی کے جسم پر بھی لباس نہ ہونے کے برابر تھا۔ پروفیسر وقفے وقفے سے شراب کے گھونٹ پی رہا تھا۔ وہ دائیں جانب چہرہ موڑتا تو دائیں جانب کھڑی لڑکی جلدی سے شراب کا جام اس کے منہ سے لگا دیتی اور پروفیسر بائیں جانب چہرہ موڑتا تو بائیں جانب کھڑی لڑکی پروفیسر کے منہ سے شراب کا گلاس لگا دیتی۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکی کا گلاس خالی ہوا تو کرسی کے عقب میں کھڑی ایک لڑکی اپنا جام لے کر پہلی لڑکی کی جگہ کھڑی ہو گئی اور پہلی لڑکی خالی جام لے کر کمرے کے ایک کونے میں بنے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی جس پر شراب کی دس بارہ بوتلیں رکھی تھیں۔ وہ ایک بوتل سے گلاس میں شراب ڈال کر واپس آئی اور کرسی کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ شراب و شراب اور رقص سے لطف اندوز ہونے کا سلسلہ نجانے کب سے جاری تھا کہ اچانک کمرے میں فون کی گھنٹی کی آواز ابھرنے لگی۔

”ختم کرو اور جاؤ“..... پروفیسر کارلوس نے ہاتھ اٹھا کر بڑے کرخت لہجے میں کہا تو رقص کرنے والی لڑکی ناچنا بند کر کے تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف لپکی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی جبکہ پروفیسر کے آس پاس کھڑی چاروں لڑکیوں نے بھی رقصہ کی تقلید کی اور تیز قدموں سے باہر چلی گئیں تو پروفیسر کارلوس

نے اپنے سیاہ ریشمی لبادے کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اس میں رکھا سیلائٹ فون نکال لیا۔ اس نے ایک بٹن پر پریس کیا اور فون کان سے لگا لیا۔

”ہیلو۔ پروفیسر کارلوس بول رہا ہوں“..... پروفیسر کارلوس نے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

”کرنل ہوگن بول رہا ہوں۔ پروفیسر کارلوس“..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”لیس کرنل ہوگن۔ فرمائیے“..... پروفیسر کارلوس چونکتے ہوئے کہا۔

”تھوڑی دیر پہلے میرے ان دونوں ماتحتوں کا لاشیں ایک گندے نالے سے ملی ہیں جنہیں گزشتہ روز پاکیشیائی ایجنٹوں نے اغوا کیا تھا“..... کرنل ہوگن نے کہا۔

”گندے نالے سے ملی ہیں تو یہ آپ کی حکومت کا قصور ہے کہ اس نے گندے نالے بنوائے ہیں“..... پروفیسر کارلوس نے منہ بنا کر کہا۔

”اوہ۔ میرا مطلب ہے کہ آپ نے گزشتہ روز کہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ انہیں قتل نہیں کریں گے۔ لیکن انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔ مورس کے سر میں گولی مار کر ہلاک کیا گیا جبکہ کیپٹن آر تھر کے جسم کو چیر پھاڑ کر اس کا دل اور کلیجہ نکالا گیا۔ یوں لگتا ہے جیسے آر تھر کو کسی درندے نے ہلاک کیا ہے“..... کرنل ہوگن نے

وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اسے سنکھا ہولی نے ہلاک کیا ہے۔ تین دن سے اسے کھانے کو کچھ نہیں ملا تھا لیکن اگر سنکھا ہولی اسے قتل نہ کرتی تو تب بھی عمران نے اسے مورس کی طرح ہلاک کرنا تھا۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دہشت زدہ کرنے کے لئے سنکھا ہولی کو اجازت دی تھی کہ وہ کیپٹن آرتھر کا دل اور کلیجہ نکال کر کھالے تاکہ عمران اور اس کے ساتھی دہشت زدہ ہو کر جلد سے جلد جزیرے پر پہنچنے کی کوشش کریں“..... پروفیسر کارلوس نے مکروہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

”تو۔ تو کیا سنکھا ہولی کی کوشش کامیاب رہی ہے“..... کرنل ہوگن کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ عمران اور اس کے ساتھی چارلس پنچ چکے ہیں۔ وہ لوگ گزشتہ رات ہی لنگٹن سے روانہ ہو گئے تھے آرتھر کا انجام دیکھ کر“..... پروفیسر کارلوس نے جواب میں کہا۔

”پروفیسر کارلوس۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ چارلس میں انہیں گرفتار کر لیں“..... کرنل ہوگن نے کہا۔

”سب کچھ ہو سکتا ہے کرنل ہوگن۔ سنکھا ہولی تمہارے ماتحت آرتھر کی جگہ عمران کے کسی ساتھی کو بھی شکار کر سکتی تھی۔ لیکن چونکہ آپ اور اسرائیلیوں کو عمران اور ایکسو زندہ حالت میں چاہئے۔ اسی لئے میں نے ان لوگوں پر کوئی ایسا وار نہیں کیا کہ عمران اپنے

ساتھیوں کو لے کر واپس پاکیشیا چلا جائے۔ اب بھی میں چاہوں تو اس ہوٹل کو تباہ کر دوں جس میں پاکیشیائی ایجنٹ گزشتہ دو گھنٹوں سے مقیم ہیں۔ لیکن اس میں عمران کے ساتھ ساتھ ہوٹل میں موجود تمام لوگ مارے جائیں گے اور شیطان مجھ سے خفا ہو جائے گا کیونکہ ان لوگوں میں سے بیشتر شیطان کے پیروکار ہیں۔“ پروفیسر کارلوس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو پاکیشیائی ایجنٹ کب تک جزیرے پر پہنچیں گے“..... کرنل ہوگن کی آواز سنائی دی۔

”وہ لوگ جزیرے کی طرف پیش قدمی کے انتظامات کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں سنکھا ہولی نے عمران کے لئے آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ ایک مرتبہ وہ سمندر میں پہنچ جائیں، پھر وہ بے یار و مددگار ہوں گے اور کوئی قوت بھی سمندر میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا دفاع نہ کر سکے گی“..... پروفیسر کارلوس نے وثوق بھرے لہجے میں کہا۔

”تو کیا میں اپنے حکام بالا کو یہ خوشخبری دے دوں کہ آج شام پاکیشیائی ایجنٹ آپ کی گرفت میں ہوں گے اور آپ انہیں رات تک ہمارے حوالے کر دیں گے“..... کرنل ہوگن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بے شک۔ لیکن فی الحال انہیں آپ کے حوالے نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ شیطان کے دشمن ہیں اور مجھے طاغوت نے حکم دیا ہے

کہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے دل میں شیطان کی محبت پیدا کروں اور انہیں شیطان کا پیروکار بناؤں..... پروفیسر کارلوس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو اس میں کتنا وقت لگ جائے گا پروفیسر کارلوس۔ ایک گھنٹہ یا ایک دن“..... کرنل ہوگن نے پوچھا۔

”ایک دن یا ایک ہفتہ بھی لگ سکتا ہے کرنل۔ عام آدمی تو ایک لمحہ میں ہی اپنے ایمان سے ہٹ جاتا ہے۔ لیکن وہ لوگ مذہبی طور پر بے حد سخت جاں ہیں۔ انہیں ان کے عقیدے سے ہٹانے میں کافی وقت صرف ہوگا“..... پروفیسر کارلوس نے مسکرا کر کہا۔

”کیا آپ ان پر تشدد کریں گے یا ان کی برین واشنگ“۔ کرنل ہوگن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہ سنس۔ کرنل ہوگن آپ فوجی آدمی ہیں اور شاید آپ سمجھتے ہیں کہ عملیات میں بھی نازیوں کی طرح دشمن قیدیوں کے ذہن بدلنے کے لئے تشدد سے کام لیا جاتا ہے۔ جبکہ عالموں کے پاس کوئی فوج یا پولیس نہیں ہوتی اور وہ صرف اپنی غلام مائورائی قوتوں کے ذریعے مقصد میں کامیابی حاصل کرتے ہیں جس سے صرف ذہن کی ہی نہیں دل کی بھی برین واشنگ ہو جاتی ہے۔ جب تک دل نہ بدلا جائے، انسان کا عقیدہ تبدیل نہیں ہوتا کیونکہ کسی بھی عقیدے کا مرکز دماغ نہیں صرف دل ہوتا ہے۔ محبت، نفرت، دوستی اور دشمنی ہمیشہ دل میں پیدا ہوتی ہے“..... پروفیسر کارلوس نے

ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”آپ درست کہتے ہیں پروفیسر۔ اب میں آپ سے کل رابطہ قائم کروں گا۔ اوکے“..... کرنل ہوگن نے پروفیسر کارلوس کے خیال سے اتفاق کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پروفیسر کارلوس نے بھی فون آف کیا اور جیب میں رکھ کر منہ ہی منہ میں چند مخصوص الفاظ پڑھ کر اپنا بایاں پاؤں آہستہ سے فرش پر مارا اور ساتھ ہی بائیں جانب انگلی سے اشارہ کر دیا تو کمرے کی بائیں دیوار میں واقع بند دروازہ خود بخود کھل گیا۔ دوسرے ہی لمحے ایک سیاہ رنگ کی چگاڑا اڑتی ہوئی دروازے میں نمودار ہوئی اور اندر آ کر فرش پر گرتے ہی غائب ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس جگہ فرش سے دھواں اٹھنے لگا اور پھر اس دھواں کی لہروں نے ایک انسانی شبیہ اختیار کر لی جو تیزی سے واضح ہو گئی۔ اب وہاں فرش پر ایک مکروہ شکل کا ادھیڑ عمر شخص نظر آ رہا تھا۔ اس کا چہرے لمبوتر تھا اور آنکھوں میں دہکتے انگاروں کی سی چمک تھی لیکن اس کا قد چار فٹ سے زیادہ نہیں تھا کیونکہ اس کی گھٹنوں سے نیچے ٹانگیں فرش میں دھنسی ہوئی تھیں۔

”قلقاش حاضر ہے میرے آقا“..... اس بونے نے اپنی جگہ رکوع کے بل جھکتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”قلقاش۔ پاکیشانی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کو سنکھا ہولی کی روح گرفتار کرنے سے بے بس ہے۔ سنکھا ہولی نے بتایا ہے کہ

عمران چونکہ نیک فطرت آدمی ہے اور اس کے ساتھ اس کی ماں اور نیک لوگوں کی دعائیں ہیں اس لئے عمران کو گرفت میں لینا کسی شیطانی قوت کے بس میں نہیں ہے۔ چنانچہ سنکھا ہولی اسے گھیر کر جزیرے پر لانے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ یہاں پہنچنے پر عمران کو بے بس کر دیا جائے۔ اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ عمران نے مجھے ہلاک کرنے کا عزم کر رکھا ہے اور عمران کی کامیابی کا بھی امکان ہے۔ تم فوراً عمران کو چیک کر کے بتاؤ کہ سنکھا ہولی نے جس خدشتہ کا اظہار کیا ہے۔ اس میں کس حد تک صداقت ہے..... پروفیسر کارلوس نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”بہت بہتر میرے آقا..... قلقاش نامی اس بوڑھے نے کہا اور سیدھے ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ پہلے سے زیادہ سرخ ہو چکی تھیں۔

”میرے آقا۔ میں نے عمران کا جائزہ لے لیا ہے۔ سنکھا ہولی نے غلط نہیں بتایا۔ حقیقت میں عمران انتہائی عیار ذہن کا مالک اور بے حد خطرناک شخص ہے حالانکہ شکل سے وہ بے وقوف سا معلوم ہوتا ہے لیکن اس سے ساری دنیا کے ایجنٹ خوف کھاتے ہیں وہ دوستوں کے لئے تریاق اور دشمنوں کے لئے زہر ثابت ہوتا ہے۔

یہ بھی درست ہے کہ چند نادیدہ نورانی قوتیں اس کی حفاظت پر مامور ہیں جو عمران کا حوصلہ پست نہیں ہونے دیتیں اور شیطانی قوتوں کے مقابلے میں اس کی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ مجھے نہیں لگتا

کہ شیطانی قوتیں اسے زیر کر سکیں گی۔ چنانچہ آپ کو عمران سے بے حد ہوشیار رہنا چاہئے..... قلقاش نے دوبارہ رکوع کے انداز میں جھک کر کہا تو پروفیسر کارلوس کی پیشانی پر بل پڑ گئے اور وہ قلقاش کو غصے سے گھورنے لگا شاید قلقاش کے منہ سے عمران کی تعریف اسے پسند نہیں آئی تھی۔

”قلقاش۔ میرے تابع شیطانی طاقتوں میں تم چوتھی طاقت ہو جو شیطان کے حکم سے طاغوت نے مجھے عطا کی ہے۔ تم سنکھا ہولی سے کئی گنا بڑی طاقت ہو۔ لیکن سنکھا ہولی کی طرح بزدلی کا اظہار کر رہے ہو جبکہ میں چاہتا ہوں کہ سنکھا ہولی کی بجائے یہ مشن تم انجام دو۔ اور عمران کو پکڑ کر یہاں لے آؤ..... پروفیسر کارلوس نے کہا۔

”آپ کے حکم کی تعمیل کرنا میرا فرض ہے آقا۔ لیکن میں عمران کو گرفتار نہیں کر سکتا۔ صرف میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی کوئی بھی شیطانی طاقت عمران کو چھو بھی نہیں سکتی۔ یوں بھی شیطان نے ہمیں اتنی طاقت ہی نہیں بخشی کہ براہ راست کسی کو پکڑ سکیں۔ ہمیں صرف لوگوں کو گمراہ کرنے اور سیدھے راستے سے بھٹکانے کی قوت عطا کی گئی ہے۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل سے انکار نہیں کر رہا نہ انکار کرنے کی مجھ میں جرأت ہے۔ میں صرف حقیقت بیان کر رہا ہوں۔“ قلقاش نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں عمران کا کوئی اور انتظام کرتا ہوں۔“

پروفیسر نے سر جھٹک کر کہا اور قلقاش کی طرف انگلی سے اشارہ کیا تو وہ یکدم غائب ہو گیا۔

قلقاش کے جانے کے بعد پروفیسر کارلوس نے چند لمحوں تک قلقاش کی باتوں پر غور کیا اور پھر اس نے زیر لب کچھ پڑھا تو فوراً کسی عورت کے ہنسنے کی آواز سنائی دینے لگی لیکن اس کی ہنسی انتہائی مکروہ تھی۔ دوسرے ہی لمحے پروفیسر کے سامنے ایک بوڑھی عورت نمودار ہو گئی۔ وہ عورت کافی ضعیف تھی اور اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں خوفناک چمک تھی۔ اس کا جھریوں بھرا چہرہ پچکا ہوا اور توڑے کی طرح سیاہ تھا۔ شکل سے وہ افریقی لگتی تھی اور اس کے سر پر سفید گھونگر یا لے بالوں کی لٹیس سینے تک لٹک رہی تھیں۔ کانوں میں کسی دھات سے بنی بڑی بڑی بالیاں تھیں جبکہ ایک بالی اس کے نچلے سیاہ بھدے ہونٹ میں پروئی ہوئی تھی جس کے وزن سے وہ ہونٹ قدرے لٹکا ہوا تھا اور اس کے سفید اور لمبے لمبے دانتوں کی پخلی قطار اور سرخ مسوڑھے واضح دکھائی دے رہے تھے۔

”سنکھا ہولی حاضر ہے میرے آقا“..... اس بڑھیا نے رکوع کے انداز میں جھک کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”عمران اور اس کے ساتھیوں کی کیا پوزیشن ہے سنکھا ہولی“۔ پروفیسر کارلوس نے سخت لہجے میں کہا۔

”آقا۔ عمران نے چارلسن کی بندرگاہ سے ایک اسٹیمر کرایہ پر لے لیا ہے۔ اسٹیمر ڈرائیور نے جزیرے کی طرف جانے سے انکار

کر دیا تھا لیکن میں نے اس کے ذہن میں لالچ پیدا کر دیا تو ڈرائیور آمادہ ہو گیا تھا۔ اب عمران کے ساتھی بندرگاہ پر پہنچنے والے ہیں۔ ان کے پہنچتے ہی اسٹیمر جزیرے کی طرف سفر شروع کر دے گا“..... مکروہ شکل بڑھیا سنکھا ہولی نے جواب میں سر اٹھائے بغیر کہا تو پروفیسر کارلوس چونک پڑا۔

”اسٹیمر کو یہاں پہنچنے میں کافی لگ جائے گا سنکھا ہولی۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ لوگ ایک گھنٹہ کے اندر اندر یہاں پہنچ جائیں۔“ پروفیسر کارلوس نے کہا۔

”آپ کی خواہش کی تکمیل ہو گی آقا۔ میں اسٹیمر کی رفتار اس قدر تیز کر دوں گی کہ وہ ایک گھنٹے میں ہی سارا فاصلہ طے کر لے گا“..... سنکھا ہولی نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جاؤ اور انہیں جلد سے جلد جزیرے پر لے آؤ۔“ پروفیسر کارلوس نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو سنکھا ہولی سیدھی کھڑی ہوئی اور دوسرے ہی لمحے اپنی جگہ سے غائب ہو گئی۔

سنکھا ہولی کے جانے کے بعد پروفیسر کارلوس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر چھت کی طرف دیکھا تو فوراً ہی چھت سے دھواں کی ایک لہر فرش پر پہنچی اور پروفیسر کارلوس کے سامنے چند فٹ کے فاصلے پر وہ دھواں مرغولے کی مانند چکرانے لگا۔ ایک لمحہ بعد اس دھوئیں سے ایک بوڑھا شخص نمودار ہوا اور دھواں غائب ہو گیا۔ وہ دبلا پتلا بوڑھا انتہائی کریہہ شکل کا مالک تھا۔ اس کے چہرے پر بے

شمار چھوٹی بڑی گلیاں تھیں اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور گول تھیں اس کی پشت پر بڑا سا کبڑ تھا جس کے سبب اس کی کمر جھکی ہوئی لیکن چہرہ گدھ کی طرح اٹھا ہوا تھا۔

”پشخام حاضر ہے آقا“..... اس کبڑے نے سر جھا کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سنکھا ہوئی چند پاکیشیائی افراد کو گھیر کر جزیرے پر لا رہی ہے۔ تم جزیرے کی تمام بدروحوں کو میرا حکم پہنچا دو کہ وہ میری اجازت کے بغیر ان مسافروں کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ رائیل کو ہدایت کر دو کہ وہ پاکیشیائی مسافروں کو پوگھاٹ اور ناگدون میں قید کر دے۔ باقی ہدایات بعد میں دی جائیں گی“..... پروفیسر کارلوس نے کبڑے سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”بہت بہتر۔ اور کوئی حکم“..... پشخام نامی کبڑے نے فرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ لوگ تعداد میں چھ ہیں۔ انہیں تین تین کے گروپ میں قید کیا جائے۔ تمہارا کام انہیں رائیل تک لے جانا ہے۔ پھر واپس آ کر مجھے اطلاع دینا۔ جاؤ“..... پروفیسر کارلوس نے آخر میں کہا تو پشخام یکدم اپنی جگہ سے غائب ہو گیا۔

اسٹیمر کو کنٹرول کرنے میں عمران کی کوئی کوشش کارگر ثابت نہ ہو رہی تھی اور وہ بے لگام گھوڑے کی طرح پانی کی سطح پر دوڑ رہا تھا جیسے اسے اپنے مسافروں کو منزل پر پہنچانے کی جلدی ہو۔ عمران کے ساتھیوں پر خوف طاری تھا البتہ ڈرائیور بے حد حیران و پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ شاید ہی نہیں بلکہ یقیناً یہ اس کی پوری زندگی کا پہلا واقعہ تھا کہ اسٹیمر کسی انسانی کوشش کے بغیر خطرناک حد تک تیز رفتاری سے دوڑ رہا تھا اور اس کی سمت میں بھی کوئی فرق نہ پڑا تھا۔ ڈیش بورڈ پر نصب سمت پیا کی سوئی ایک ہی سمت میں تھر تھرا رہی تھی۔

”صاحب۔ یہ اسٹیمر ہمیں ضرور غرق کر کے رہے گا۔ میرے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں“..... دفعتاً سلیمان نے خوفزدہ لہجے میں عمران سے کہا تو عمران کے ساتھی بے

اختیار مسکرانے لگے۔

”چپ رہ فرعون کے بچے۔ ورنہ ابھی سمندر میں دھکا دے دوں گا“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”خفا کیوں ہو رہے ہیں صاحب۔ کیا مجھے دھکا دینے سے اسٹیمر رک جائے گا“..... سلیمان نے سہم کر آہستہ سے کہا۔

”یقیناً۔ کیونکہ اگر کشتی پر سوار گناہ گار کو کشتی سے اتار دیا جائے تو وہ ڈوبنے سے بچ جاتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر دھکا دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں خود ہی اسٹیمر سے اتر جاتا ہوں پیرا شوٹ باندھ کر“..... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

”پیرا شوٹ نہیں۔ غوطہ خوری کا لباس کیبن میں پڑا ہے سرخ بیگ میں۔ دوسروں کو بھی ایک ایک لباس دے دو“..... عمران نے کہا تو سلیمان فوراً کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

”عمران صاحب۔ آپ انجن کا تیل بند کر دیں تو انجن بند ہونے سے اسٹیمر رک جائے گا“..... صفدر نے عمران سے کہا۔

”لیں سر۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں“..... اسٹیمر کے ڈرائیور نے تیزی سے کہا اور عمران کے قریب آ کر فیول سپلائی نوزل بند کر دی۔

تیل کی سپلائی بند ہونے کے چند سیکنڈ بعد اسٹیمر کا انجن گھر گھرا کر خاموش ہو گیا اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں

کیونکہ انجن بند ہونے کے باوجود اسٹیمر نہ تو رکا تھا اور نہ ہی اس کی رفتار میں کوئی فرق پڑا تھا۔ صفدر، جولیا، خاور اور چوہان کو بھی حیرت

کے جھٹکے لگ رہے تھے۔

”عمران صاحب۔ کہیں کسی شیطانی قوت نے تو اسٹیمر کا کنٹرول نہیں سنبھال رکھا“..... دفعتاً خاور نے پریشان لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تمہارا مطلب ہے سکھا ہوئی نے“..... عمران نے یکدم چونک کر کہا۔

”مجھے بھی یہی لگتا ہے۔ اسٹیمر پر کوئی ماورائی قوت قابض ہے۔ ورنہ انجن بند ہونے سے اسٹیمر کو رک جانا چاہئے تھا“..... چوہان نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

”ڈرائیور۔ تمہارے خیال میں جزیرے تک کتنا سفر باقی ہے“..... عمران نے پلٹ کر ڈرائیور سے پوچھا۔

”اگر اسٹیمر اس طرح دوڑتا رہا تو نصف گھنٹہ بعد جزیرے تک پہنچ جائے گا“..... ڈرائیور نے آہستہ سے کہا۔ وہ بھی اب خوفزدہ

نظر آ رہا تھا۔ اتنے میں سلیمان واپس آ گیا۔ اس کے جسم پر غوطہ خوری کا مخصوص لباس دکھائی دے رہا تھا۔

”آپ لوگ بھی لباس پہن لیں۔ پھر اکٹھے چھلانگ لگائیں گے“..... سلیمان نے عمران کے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ساختہ اچھل پڑا۔

”کمال ہے مس جولیا۔ آپ ہنس رہی ہیں۔ میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کہی“..... سلیمان نے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔

”بکو مت۔ میں کب ہنسی ہوں“..... جولیا نے اسے ڈانٹتے

ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ لاحول ولا قوت۔ میں نے کب کہا ہے آپ میری مہمان ہیں“..... سلیمان نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
 ”میں تمہارا منہ توڑ ڈالوں گی سلیمان کے بچے“..... جولیا نے یکدم غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میرا خون کڑوا ہے۔ صاحب کا خون یقیناً بیٹھا ہو گا۔ روزانہ چائے کے ذریعے ایک پاؤ چینی ان کے خون میں حل ہوتی رہتی ہے“..... سلیمان نے پیچھے ہٹتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا تو ممبرز بے اختیار مسکرانے لگے۔

”کیا بک رہے ہو گدھے کی دم“..... عمران نے سلیمان کی طرف مڑ کر اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ سمجھ گیا بدروح کی بچی۔ تم مس جولیا کی آواز میں بول رہی ہو“..... سلیمان نے عمران کی طرف توجہ دیئے بغیر یکدم چونکتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”تم ہوش میں تو ہو باورچی کے بچے“..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے اسٹیمر تم چلا رہی ہو۔ لیکن تم تو بدروح ہو۔ بے جسم روح تم کیسے چلا رہی ہو اسٹیمر“..... سلیمان کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی تو جولیا نے خوفزدہ نگاہوں سے عمران کی طرف

دیکھا۔

”اجحق آدمی۔ کیوں مذاق کر رہے ہو ہمیں ڈرانے کے لئے“..... عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم ہمیں کیوں جزیرے پر جلدی پہنچانا چاہتی ہو جبکہ ہم خود ہی تمہارے باپ کا رتوس کے ٹکڑے کر کے مچھلیوں کو کھلانے جا رہے ہیں“..... عمران اور سب ساتھی سلیمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ سلیمان نے اب تک عمران کو کسی بات کا جواب نہ دیا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ عمران کی آواز اسے نہیں سنائی دی تھی۔ یقیناً سنکھا ہوئی کی روح جولیا کی آواز میں اس سے باتیں کر رہی تھی۔ شاید سنکھا ہوئی کی موجودگی کے سبب سلیمان کو جولیا اور عمران کی باتیں نہیں سنائی دی تھیں۔

”تمہارے آقا کا ابھی میں نے نام ہی بگاڑا ہے۔ جب اس کا حلیہ بگاڑوں گا تب بھی تم میرا خون پینا تو دور کی بات رہی، تم مجھے انگلی سے چھو بھی نہیں سکو گی کالی شہزادی“..... سلیمان نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد ہنستے ہوئے کہا۔

”خاموش ہو جاؤ کالے شہزادے۔ ورنہ تجھے شہزادی سمیت فنا کر ڈالوں گا“..... عمران نے سلیمان سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”تم نے خود ہی تو بتایا تھا کہ تم افریقہ سے آئی ہو اور ناگو قبیلے کی شہزادی ہو تو افریقی گورے نہیں کالے ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تمہیں کالی کہہ دیا تو کون سی قیامت آگئی ہے“..... سلیمان نے

دوبارہ ہنس کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بات نہیں کرتیں تو مت کرو۔ میں کب تمہاری مکروہ آواز سننے کا شوقین ہوں۔ تم نے خود ہی مجھے مخاطب کیا تھا“..... سلیمان نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد غصیلے لہجے میں کہا۔

”سلیمان۔ سنکھا ہولی سے یہ تو پوچھو کہ ہم کتنی دیر میں جزیرے پر پہنچیں گے“..... عمران نے جلدی سے کہا تو سلیمان نے یکدم چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

”نہیں صاحب۔ دفع کریں اس خبیث کی بچی کو۔ وہ ہمیں جزیرے پر لے جا کر ہمارا خون پینا چاہتی ہے“..... سلیمان نے منہ بنا کر کہا تو عمران کے ساتھی سمجھ گئے کہ سلیمان نے اب عمران کی آواز سن لی تھی۔

”لیکن تم میرے۔ ماتھ کیوں بکواس کر رہے تھے“..... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

”اوہ۔ میں تو سنکھا ہولی کو جواب دے رہا تھا۔ آپ خواہ مخواہ مجھ پر گرم ہو رہی ہیں۔ میرا مطلب ہے خفا ہو رہی ہیں جو اچھی بات نہیں ہے۔ شاعر شمال نے کہا ہے کہ خفا ہونا چھوڑیے جینا سیکھئے یا سنکھا ہولی سے خون پینا سیکھئے“..... سلیمان نے جواب میں کہا۔

”شاعر کے بچے۔ اب کیا ہوگا۔ ہم کیا کریں“..... عمران نے

غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کلمہ شہادت پڑھئے اور میرے ساتھ سمندر میں چھلانگ لگا دیجئے۔ بقول شاعر، اے طائر لا ہوتی اس سفر سے موت اچھی جس سفر میں صرف ہو آدمی کو کھانا پکانا“..... سلیمان نے شاعرانہ انداز میں کہا تو عمران کے ساتھی بے ساختہ مسکرانے لگے۔

”بس بس۔ ادھر ادھر کے مصرع جوڑنا تو کوئی تم سے سیکھے۔“ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”کھانا پکانا بھی کوئی مجھ سے سیکھ لے۔ جزیرے پر ہمیں کون کھلائے گا“..... سلیمان نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ جزیرہ نظر آنے لگا ہے“..... دفعتاً خاور نے سامنے دیکھتے ہوئے جلدی سے کہا تو تمام ساتھی بھی سامنے کی طرف دیکھنے لگے۔ کافی فاصلے پر ایک جزیرے کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔

”کیا یہی جزیرہ ہے“..... عمران نے ڈرائیور کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”یس سر۔ یہی لگتا ہے“..... ڈرائیور نے آہستہ سے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”تم کیوں گھبرا رہے ہو یار۔ ہمیں وہاں اتار کر تم فوراً واپس چلے جانا“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”تو کیا آپ لوگوں نے واپس نہیں جانا“..... ڈرائیور نے

چونک کر کہا۔

”جانا تو ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے ہمیں وہاں چوہے پکڑنے میں دیر ہو جائے“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”کیا۔ کیا آپ وہاں چوہے پکڑنے جا رہے ہیں“..... ڈرائیور نے حیرت بھری نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے اس جزیرے پر شیر ہاتھی تو ہیں نہیں۔ صرف چوہے ہی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال تم بندرگاہ پر میرے آدمی کا انتظار کرنا۔

جب ہمیں واپس آنا ہوگا۔ میں اپنے آدمی کو کال کر کے تمہارے بارے میں بتا دوں گا اور وہ تمہارے ساتھ یہاں آ جائے گا۔ کرایہ کی فکر مت کرنا۔ چوہے پکڑنے کی خوشی میں دو ہزار ڈالر انعام بھی دوں گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈرائیور بھی مسکرا دیا۔

”انعام کی کوئی بات نہیں سر۔ آپ لوگ زندہ واپس آ جائیں تو یہی میرے لئے انعام ہوگا“..... ڈرائیور نے کہا۔

”تو کیا تمہیں ہمارے واپس آنے کا یقین نہیں ہے“..... عمران نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”یقین کی بات نہیں جناب۔ اصل میں آج تک اس جزیرے پر جو بھی گیا، اسے واپس آنا نصیب نہیں ہوا اور یہ بات میں ہی نہیں، میرے باپ دادا بھی کہتے تھے اور یہ باتیں انہوں نے بھی اپنے آباؤ اجداد سے سنی تھی“..... ڈرائیور نے مسکرا کر کہا۔

”ارے تم فکر مت کرو۔ یہ تو جزیرہ ہے ہم تو کئی مرتبہ موت

کے منہ سے بھی زندہ نکل آئے تھے“..... سلیمان نے لاپرواہی سے کہا۔

”موت کے منہ سے۔ وہ کیسے“..... ڈرائیور نے حیرت سے منہ پھاڑ کر کہا۔

”دراصل موت کے فرشتے کا خلق چھوٹا تھا، وہ ہمیں نکل نہ سکا اور منہ سے نکال کر واپس چلا گیا“..... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ڈرائیور بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران اور اس کے ساتھی

جزیرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جزیرے پر جنگلات کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسٹیمر طوفانی رفتار سے جزیرے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کا رخ جزیرے کے ساحل کی طرف تھا جہاں

ساحل سے ہٹ کر ایک بیرک نما چھوٹی سی عمارت دکھائی دے رہی تھی جبکہ ساحل پر ایک اسٹیمر بھی موجود تھا۔

”صفر۔ اس بیرک میں یقیناً بلیک ایجنسی کے ممبرز ہوں گے۔ لہذا تم نے مورس کا پارٹ ادا کرنا ہے جیسا کہ میں نے تمہیں لنکٹن میں بتایا تھا“..... عمران نے صفر کی طرف دیکھ کر کہا۔

”بہتر۔ لیکن اسٹیمر کی واپسی کے بارے میں انہیں کیا بتانا ہے۔“ صفر نے سر ہلا کر کہا۔

”یہی کہ اسٹیمر ہمیں صرف یہاں پہنچانے آیا تھا“..... عمران نے کہا اور سلیمان کو غوطہ خوری کا لباس اتار دینے کی ہدایت کی۔

چند منٹ بعد اسٹیمر ساحل کے قریب پہنچا اور اس کی رفتار خود بخود کم

ہوتی چلی گئی اور پھر وہ وہاں پہلے سے موجود اسٹیمر کے قریب پہنچ کر ایک جھٹکے سے رک گیا۔ دوسرے اسٹیمر پر کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ ساحل سے چند قدم کے فاصلے پر واقع بیرک کی دیوار میں دو کھڑکیاں دکھائی دے رہی تھیں لیکن وہ بند تھیں۔ شاید بیرک کا دروازہ دوسری جانب تھا۔ ساحل پر بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

عمران کی ہدایت پر چوہان اور خاور کیبن میں رکھے ضروری سامان سے بھرے دو بیگ اٹھا لائے۔ ان میں اسلحہ بھی تھا جو عمران نے چارلسن میں ہی مارٹی کے ایک دوست سے حاصل کیا تھا۔ مارٹی کا دوست بھی ایک کلب کا مالک تھا اور عمران کی خواہش پر مارٹی نے اپنے دوست کو کال کر کے عمران کی ڈیمانڈ کے مطابق اسلحہ فراہم کرنے کی ہدایت کی تھی۔ عمران نے بیگ کھول کر اپنے ساتھیوں میں اسلحہ تقسیم کیا۔ پھر دوسرے بیگ سے کھانے پینے کا کچھ سامان نکال کر اسلحہ والے بیگ میں بھر دیا۔ خاور اور چوہان نے بیگ اپنی پشت پر لادے اور عمران کے ساتھ سب لوگ اسٹیمر سے اتر کر ساحل پر پہنچ گئے۔ عمران نے ڈرائیور کو واپس جانے کا اشارہ کیا تو ڈرائیور نے انجن اسٹارٹ کیا اور اسٹیمر کو ٹرن دے کر واپس روانہ ہو گیا۔

”عمران صاحب۔ کیا بیرک میں موجود لوگوں نے اسٹیمر کی آواز نہیں سنی؟“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے کہا۔

”ہو سکتا ہے وہ بہرے ہوں یا بدروحوں نے ان کے کان بند کر

رکھے ہوں۔ جیسے سکھا ہوئی نے میرے“..... سلیمان نے اتنا ہی کہا تھا کہ عمران نے غصے سے اسے گھورا اور سلیمان یکدم خاموش ہو گیا۔

”نہیں۔ میرا خیال ہے بیرک میں کوئی موجود نہیں ہے۔ ورنہ اب تک باہر آ چکا ہوتا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن کیپٹن آر تھر نے تو بتایا تھا کہ بلیک مون ایجنسی کے چند ممبرز جزیرے پر موجود ہیں“..... چوہان نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن آر تھر چند دن پہلے یہاں سے واپس گیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس کے جانے کے بعد باقی ممبرز بھی چلے گئے ہوں یا چارلسن میں ہوں۔ بہر حال ریوالور ہاتھوں میں لے لو۔ آؤ۔“

عمران نے جواب میں کہا اور بیرک کی طرف بڑھا تو باقی ممبرز بھی اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگے۔ چند لمحوں بعد وہ بیرک کے قریب پہنچ گئے۔ عمران نے ایک کھڑکی کے پاس رک کر اندر کی آوازیں سننے کی کوشش کی لیکن کوئی آواز نہ سنائی دی تو اس نے کھڑکی پر دباؤ ڈالا۔ کھڑکی اندر سے لاک تھی اس میں دونوں پٹوں کے درمیان باریک سی جھری دیکھ کر عمران نے اس جھری سے آنکھ لگائی تو دوسری طرف واقع بیرک کا دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن اندر کوئی ذی روح نظر نہ آیا۔

”آؤ۔ بیرک خالی معلوم ہوتی ہے“..... عمران نے پیچھے ہٹ کر ساتھیوں سے کہا اور دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ وہ لوگ گھوم کر

Scanned and Uploaded By Nadeem

سے خشک خوراک کے ڈبے نکالے اور کھول کر قالین پر رکھ دیئے۔ ان پانچوں نے کھانا شروع کیا۔ لیکن چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اچانک ہی بیرک کا دروازہ ہلکے سے دھماکے کے ساتھ بند ہو گیا اور بیرک میں گہری تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

”اوہ۔ دروازہ کس نے بند کیا ہے؟“..... جولیا نے خوفزدہ ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

”میں دیکھتا ہوں۔ گھبراہٹیں مت“..... صفدر نے تاریکی میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ وہ قریب بیٹھے ساتھیوں کو بھی نہ دیکھ پایا تھا۔ وہ فرش سے اٹھا اور اندازے سے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ کسی سے ٹکرا کر لڑکھڑایا اور سلیمان کی خوفزدہ سی چیخ کمرے میں گونجی۔

”اوہ۔ سوری سلیمان“..... صفدر نے جلدی سے سنبھل کر کہا اور ساتھ ہی اسے اپنی جیب میں رکھی ٹارچ کا خیال آیا تو اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹارچ نکالی اور ٹارچ کا بٹن پریس کیا تو گھبرا گیا کیونکہ ٹارچ روشن نہ ہوئی تھی۔ صفدر نے دو تین مرتبہ کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ ٹارچ کی روشنی ظلمات کی تاریکی کو دور نہیں کر سکتی مسٹر صفدر“..... دفعتاً کمرے میں ایک ہنستی ہوئی مردانہ آواز گونجی تو صفدر اور اس کے ساتھی یکدم سہم گئے۔ آواز غیر مرنی معلوم ہوتی تھی اور دروازے کی طرف سے آئی تھی۔

بیرک کے فرنٹ پر آئے تو بیرک سے چند گز کے فاصلے پر ایک کچی سڑک دکھائی دی جو جزیرے پر پھیلے ہوئے جنگل میں جا رہی تھی۔ عمران بیرک کے دروازے کی طرف بڑھا اور اندر جھانکنے کے بعد اطمینان کا سانس لیا۔ بیرک میں کوئی نہ تھا البتہ فرش پر ایک بڑا سا قالین بچھا ہوا تھا۔ کھانے پینے کے برتن اور دیگر استعمال کا سامان بائیں جانب دیوار کے پاس رکھا ہوا تھا۔ عمران بیرک میں داخل ہوا تو اس کے ساتھی بھی اندر آ گئے۔ سلیمان اندر آتے ہی قالین پر بیٹھ گیا۔

”صاحب۔ مجھے تو بھوک لگی ہے“..... سلیمان نے عمران سے کہا۔

”صفدر۔ تم لوگ کھانے پینے سے فارغ ہو جاؤ۔ میں ذرا باہر کا جائزہ لے آؤں“..... عمران نے صفدر سے کہا تو تمام ممبرز قالین پر بیٹھ گئے۔ البتہ جولیا کھڑی رہی۔

”بیٹھ جاؤ جولیا۔ تم بھی کچھ کھا لو۔ پھر پتہ نہیں کب موقع ملے“..... عمران نے جولیا سے کہا۔

”نہیں۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔“ جولیا نے کہا۔

”اوہ۔ میں سیر کرنے نہیں جا رہا ہوں۔ بیٹھو“..... عمران نے برا سامنہ بنا کر کہا اور مڑ کر بیرک سے نکل گیا۔ جولیا قالین پر بیٹھ گئی لیکن وہ فکر مند نظر آ رہی تھی۔ چوہان نے بیگ کھول کر اس میں

”تم۔ تم کون ہو۔ کہاں سے بول رہے ہو“..... سلیمان نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”میں چشمخام ہوں مسٹر سلیمان۔ شیطان کا ادنیٰ پجاری اور آقا کارلوس کا غلام“..... اندھیرے میں وہ پراسرار آواز دوبارہ سنائی دی۔

”کک۔ کیا۔ کیا تم نے اندھیرا کیا ہے۔ دروازہ کیوں بند کیا ہے“..... سلیمان نے خوف سے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”اس لئے کہ تم لوگوں کا ٹھکانہ یہ کمرہ نہیں، ناگدون اور پوگھاٹ ہے“..... چشمخام کی آواز سنائی دی۔

”گھگھ۔ گھاٹ۔ کیا تم نے ہم سے گھاٹ پر کپڑے دھلانے ہیں“..... سلیمان نے دہشت سے کانپتے ہوئے کہا۔

”تم کہاں ہو۔ نظر کیوں نہیں آ رہے“..... صدر نے ہمت کر کے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”اس لئے کہ میں نے خود کو ظاہر کیا تو تمہارے دل خوف سے پھٹ جائیں گے“..... چشمخام نے ہنس کر کہا۔

”بے فکر رہو۔ ہمارے دل لوہے کے ہیں۔ شرافت سے دروازہ کھول دو۔ ورنہ مار مار کر تمہارا بھرکس نکال دوں گا۔ بھرکس کا مطلب جانتے ہو“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ بھرکس کیا ہوتا ہے۔ کیسا ہوتا ہے“..... چشمخام کی نیچی

آواز سنائی دی۔

”روشنی کرو۔ پھر تمہیں بتاؤں گا کہ بھرکس کتنا مزیدار ہوتا ہے۔“ سلیمان نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ مجھے بھرکس نہیں، تم لوگوں کا خون مزیدار معلوم ہوتا ہے۔ چلو میرے ساتھ“..... چشمخام نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی صدر لڑکھڑا کر فرش پر گرا اور اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

فیصلہ کیا اور واچ ٹراسمیٹر آن کر کے صفدر کو کال کرنے لگا۔
 ”ہیلو صفدر۔ عمران کا لنگ۔ اوور“..... عمران نے کہا لیکن کئی لمحے گزر گئے اور صفدر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو عمران کو حیرت ہوئی اور اس نے واچ ٹراسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے ہلکی سی آہٹ سنائی دی تو عمران نے ساحل کی مخالف سمت میں دیکھا اور چونک پڑا۔ اس طرف سے ایک مجہول اور بوڑھا سا شخص چلا آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی جسے وہ زمین پر ٹیکتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ عمران کو خیال آیا کہ یقیناً وہ بوڑھا اسی جزیرے کا باسی ہے۔ اس سے کچھ معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ جلد ہی وہ بوڑھا عمران کے قریب آ پہنچا اور رک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ لیکن اس کی آنکھیں بے نور تھیں۔ شاید اسی وجہ سے اس نے لاٹھی کا سہارا لے رکھا تھا۔

”بابا جی۔ کیا آپ اسی جزیرے پر رہتے ہیں“..... عمران نے نرم لہجے میں بوڑھے سے کہا۔
 ”ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ تمہاری آواز میرے لئے اجنبی ہے۔“
 بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے عجیب سے لہجے میں کہا۔

”آپ کا خیال درست ہے۔ میں شکار کرنے یہاں آیا ہوں۔ کیا یہاں کچھ شہری لوگ بھی رہتے ہیں“..... عمران نے کہا۔
 ”وہ اس طرف ایک مکان میں رہتے ہیں“..... بوڑھے نے لاٹھی سے بائیں جانب کے درختوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

عمران بیرک سے نکل کر تاحد نگاہ دائیں سے بائیں پھیلے جنگل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کچی سڑک کا آغاز ابتدائی درختوں سے ہو رہا تھا۔ وہ تقریباً پندرہ فٹ کشادہ سڑک پر پہنچا اور چوکنے انداز میں بل کھاتی سڑک پر چلنے لگا۔ سڑک بالکل سیدھی نہیں تھی۔ بلکہ دائیں بائیں مڑتی چلی گئی تھی۔ جن درختوں کو کاٹ کر راستہ بنایا گیا تھا، وہ سڑک کے دونوں اطراف میں پڑے تھے اور ان کی شاخیں اور پتے سوکھ چکے تھے۔ عمران کو شبہ تھا کہ بلیک ایجنسی کے ممبرز یا تو جزیرے پر تھے ہی نہیں یا پھر درختوں کی آڑ میں چھپے پہرہ دے رہے تھے۔ تقریباً پچاس قدم کا فاصلہ طے کرنے تک کوئی ذی روح نظر نہ آیا تو وہ رک گیا۔ اب تک نہ تو کوئی شخص سامنے آیا تھا اور نہ ہی عمران کو کسی کی وہاں موجودگی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے واپس بیرک کی طرف جانے کی بجائے اپنے ساتھیوں کو وہیں بلانے کا

کہا تو عمران چونک پڑا۔

”اوہ۔ یہاں سے کتنی دور ہے وہ مکان“..... عمران نے جلدی سے پوچھا۔

”اس طرف تقریباً تیس قدم کے فاصلے پر۔ میں ان لوگوں سے تینوں وقت کھانا لینے جاتا ہوں۔ نجانے وہ کون ہیں لیکن رحم دل ہیں۔ اب بھی میں ان کے پاس جا رہا ہوں۔ بھوک لگی ہے تو آؤ۔ تم بھی کھا لینا“..... بوڑھے نے جواب میں کہا اور مڑ کر سڑک کی دوسری جانب بڑھ گیا۔ عمران اس کی طرف دیکھتا رہا۔ بوڑھا اطمینان سے قدم اٹھاتا ہوا سڑک پار کر کے دوسری جانب کے درختوں اور جھاڑیوں میں روپوش ہو گیا۔ عمران کو یقین ہو گیا کہ بوڑھے نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے وہ بلیک سون ایجنسی کے ممبرز ہی ہو سکتے ہیں اور اس طرف انہوں نے اپنا خفیہ ٹھکانہ بنا رکھا ہے۔ چند لمحوں تک سوچنے کے بعد وہ بھی اسی سمت میں بڑھنے لگا جس طرف بوڑھا گیا تھا۔ سڑک پار کر کے وہ گھنے درختوں میں آگے بڑھنے لگا۔ وہاں درخت اتنے قریب تھے کہ دوسری طرف دیکھنا دشوار تھا لیکن چند قدم چلنے کے بعد اچانک ہی سامنے کی جانب سے کئی ملی جلی آوازیں سنائی دینے لگیں تو عمران بے اختیار چونک کر رکا اور غور سے آوازیں سننے لگا۔ وہ آوازیں سامنے والے درختوں کے جھنڈ کی دوسری طرف سے ابھر رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا کئی عورتیں اور مرد کسی وجہ سے جھگڑا کرتے ہوئے ایک دوسرے کو

برا بھلا کہہ رہے ہوں۔ لیکن کوئی لفظ عمران کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ وہ لوگ بیک وقت بول رہے تھے اور ان کی آوازیں آپس میں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔

عمران دوبارہ آگے بڑھنے لگا۔ پھر جونہی وہ درختوں کے جھنڈ کے پاس پہنچا، اچانک درختوں میں سے ایک سیاہ رنگ کا ٹھیم ٹھیم اور خونخوار کتا نمودار ہوا اور اس کتے نے غراتے ہوئے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ حملہ اس قدر اچانک تھا کہ عمران کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔ البتہ عمران بے اختیار نیچے جھک گیا جس کی وجہ سے وہ خونخوار کتا عمران کے اوپر سے گزرتا ہوا اس کے عقب میں جا گیا۔ عمران بھی لڑکھڑاتا ہوا کمر کے بل زمین پر گرا لیکن اس نے تیزی سے کروٹ لی اور پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کتے کی طرف دیکھا لیکن کتا کہیں نظر نہ آیا۔ وہ غائب ہو گیا تھا۔ عمران نے اس سمت میں پھیلی جھاڑیوں اور درختوں کی طرف دیکھا۔ شاید سیاہ کتا کسی جھاڑی میں روپوش ہو چکا تھا۔ عمران نے مڑ کر درختوں کے جھنڈ کی طرف دیکھا تو یکدم اس طرف ابھرنے والی آوازیں یوں بند ہو گئیں جیسے کسی نے ریکارڈ پلیئر کا بٹن آف کر دیا ہو۔ اس کے فوراً بعد ہی اس جانب سے ایک انتہائی کر بناک چیخ بلند ہوئی اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

وہ چیخ کسی عورت کی تھی اور چیخنے کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی چیخنے والی عورت کو ذبح کر رہا ہو یا اس کی کھال ادھیڑ رہا ہو۔ بہر حال

سوائی چٹیں سن لر عمران کا جذبہ ہمدردی جاگ اٹھا اور وہ تیزی سے درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھا۔ وہ جھنڈ میں داخل ہوا تو بے اختیار چونک کر رک گیا۔ سامنے چند قدم کے فاصلے پر ایک نوجوان عورت زمین پر پڑی تھی۔ اس کا پیٹ چاک تھا۔ اس کے قریب وہی کبڑا بوڑھا آدمی بیٹھا عورت کے پیٹ میں ایک ہاتھ ڈال کر کچھ ٹول رہا تھا۔ عورت زندہ تھی اور چیخ رہی تھی۔

”بچاؤ۔ بچاؤ۔ بچاؤ۔“ وہ عورت عمران کو دیکھ کر زور سے چلائی اور اسی لمحے بوڑھے آدمی نے عورت کے جسم سے ہاتھ نکالا تو اس کے ہاتھ میں عورت کا خون آلودہ کلیجہ تھا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔“ بوڑھے نے قہقہہ لگایا اور دونوں ہاتھوں میں کلیجہ پکڑ کر منہ کی طرف لے گیا مگر منہ سے لگاتے ہی اس نے خونخوار نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھا اور پھرتی سے کلیجہ عمران کے چہرے کی طرف اچھال دیا۔ عمران نے فوراً ریواور سے بوڑھے پر فائر کر دیا۔ گولی بوڑھے کے سینے میں لگی اور اس کا پھینکا ہوا کلیجہ عمران کے چہرے سے آٹکرایا۔

عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کلیجہ گوشت کے بجائے بھاری پتھر ہو۔ عمران لڑکھڑایا اور زمین پر گر گیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بوڑھے کی طرف دیکھا تو بوڑھا اور عورت غائب ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کا سر چکرایا اور وہ دوبارہ گر گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوتا چلا گیا۔ پھر جس

طرح وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہوا تھا اسی طرح اسے ہوش آنے لگا اور اس کے تاریک ذہن میں روشنی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جیسے ہی اس کا ذہن پوری طرح بیدار ہوا بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر کسی قلم کی طرح اس کے ذہن کی اسکرین پر نمودار ہو گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے ذہن کو زور دار جھٹکا لگا کہ اسے آس پاس بلکہ اپنا آپ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ سوال اس کے ذہن پر ہتھوڑے کی طرح برسنے لگا کہ کیا وہ بصارت سے محروم ہو چکا ہے۔ کیا انسانی کلیجہ چہرے سے ٹکرانے کے سبب وہ اندھا ہو گیا ہے۔

وہ چند لمحوں تک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کرتا رہا اور گزرے ہوئے واقعہ کے بارے میں سوچتا رہا کہ آخر یہ سب کیا ہے۔ کیا یہ کسی جادو کا کمال ہے۔ وہ پر اسرار اور آدم خور کبڑا بوڑھا کون تھا اور اس نے کیوں اسے درختوں کے جھنڈ کی طرف جانے کی ترغیب دی تھی۔ سیاہ خونخوار کتا کون تھا اور وہ کتا اس پر حملہ کرنے کے باوجود اسے نقصان پہنچائے بغیر کیوں غائب ہو گیا تھا۔ بعد میں کبڑا اور اس کی شکار عورت کیوں غائب ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے اس کے سامنے ڈرامے بازی کیوں کی تھی۔ کیا وہ اب بھی وہیں پڑا تھا جہاں بے ہوش ہوا تھا۔ یہ سوال ذہن میں ابھرتے ہی اس نے دونوں ہاتھ زمین پر ادھر ادھر پھیرے تو اسے محسوس ہوا کہ زمین کچی لیکن تنکوں اور پتوں سے صاف تھی۔ وہ اٹھ

Scanned and Uploaded By Nadeem

بیٹھا اور بیٹھے بیٹھے بائیں جانب سرکنے لگا۔ چند فٹ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ وہ جگہ نہیں تھی جہاں درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ چنانچہ وہ کھڑا ہو گیا اور پھر بائیں جانب قدم بڑھانے لگا۔ لیکن دوسرے قدم پر ہی اس کے سامنے کی جانب دراز ہاتھ کسی دیوار سے ٹکرائے اور وہ چونک پڑا۔ اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرے۔ دیوار کچی تھی اور کہیں کہیں سے ابھری ہوئی تھی۔ شاید وہ کسی کمرے کی دیوار تھی۔ اس کمرے کی لمبائی چوڑائی کا اندازہ کرنے کے لئے وہ مڑا اور دائیں جانب قدم بڑھانے لگا۔ دوسری طرف کی دیوار بھی چند فٹ کے فاصلے پر ثابت ہوئی تو عمران نے رخ بدلا اور تیسری سمت میں بڑھنے لگا۔ لیکن پانچویں قدم پر ہی اس کا داہنا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا اور کسی چیز کے لڑھکنے کی آواز سنائی دی تو عمران رک گیا۔ رکتے ہی بائیں جانب سے ایک ہولناک سی آواز بلند ہونے لگی اور عمران گھبرا کر پیچھے ہٹا ہوا دیوار سے جا لگا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی خوفناک اژدہا پھنکار رہا ہو۔ پھنکار کی گونج سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس کمرے کی چھت کی بلندی زیادہ نہیں ہے جس سے عمران کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی کہ وہ کسی غار میں تھا۔ اژدہے کی خوفناک پھنکار مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ دفعتاً عمران کو ریوالور کا خیال آیا اور اس نے جلدی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن جیب سے ریوالور غائب تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے یاد آ گیا کہ جب وہ جنگل میں زمین پر گرا تھا تو

ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔ شاید اس کی بے ہوشی کے دوران اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا تھا۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ پھنکاروں کی سمت دیکھ رہا تھا لیکن سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا تو یکدم اژدہے کی پھنکاریں بند ہو گئیں۔

”کہاں جا رہے ہو نابکار“..... دفعتاً پھنکاروں کی سمت سے ایک غضبناک آواز بلند ہوئی اور عمران یکدم اچھل پڑا۔

”پپ۔ پپ۔ نی۔ پیٹے“..... عمران نے خوف سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ پانی۔ کیا پیاس لگی ہے“..... اس آواز نے قہقہہ لگا کر کہا۔

”جج۔ جی۔ ہاں۔ مگر تم۔ تم کون ہو“..... عمران نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

”میرا نام رائیل ہے شیطان کے دشمن“..... اندھیرے سے وہی آواز سنائی دی۔

”شیطان کے دشمن ہو تم۔ مگر مجھ سے کیا چاہتے ہو“..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں نہیں۔ تم شیطان کے دشمن ہو۔ میں تو شیطان کا ادنیٰ بچاری ہوں“..... غیبی آواز نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”مگر تم مجھے نظر کیوں نہیں آ رہے ہو۔ یہ کون سی جگہ ہے۔

”اوہ۔ تو پشخام وہی کبڑا تھا“..... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ لو فی الحال یہ کھا لو“..... رائیل نے جواب میں کہا اور اس کے ساتھ ہی غار کے فرش پر کسی چیز کے لڑکھنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اسی چیز کی تھی جو عمران کا پاؤں ٹکرائے سے لڑھک گئی تھی۔ وہ چیز عمران کے قدموں سے ٹکرا کر رک گئی تو عمران نے جھک کر اس چیز کو ٹٹولا اور دوسرے ہی لمحے دہشت زدہ ہو کر اس نے ہاتھ ہٹا لیا کیونکہ وہ چیز کوئی مردہ انسانی کھوپڑی تھی۔ اس نے سیدھے ہو کر پاؤں سے کھوپڑی کو زوردار ٹھوکر ماری تو غار کر ہناک چیخوں سے گونجنے لگا۔

یہاں اندھیرا یوں ہے..... عمران نے پوچھا۔
”یہ ناگدون ہے۔ اور مجھے اندھیرا پسند ہے۔ کیا تمہیں اندھیرے سے ڈر لگتا ہے“..... رائیل کی آواز سنائی دی۔

”لاحول ولا قوۃ۔ بھلا میں کیوں ڈروں گا۔ مگر تم مجھے اس غار میں کیوں لائے ہو“..... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”تمہیں میں نہیں پشخام یہاں لایا ہے اور میرے حوالے کر گیا ہے“..... رائیل کی غائبانہ آواز ابھری۔

”پشخام۔ وہ خبیث کون ہے“..... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”برازیل کے ایک وچ ڈاکٹر کی روح جو میری طرح پروفیسر کارلوس کی غلام ہے“..... رائیل نے جواب میں کہا تو عمران کی رگوں میں خوف سے سنسناہٹ دوڑتی چلی گئی۔

”کیا۔ کیا تم بھی روح ہو“..... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔
”ہا۔ ہا۔ ہا۔ ابھی تو کہہ رہے تھے کہ تمہیں اندھیرے سے ڈر نہیں لگتا اور اب تم خوف کھا رہے ہو“..... رائیل نے ہنس کر کہا۔
”نن۔ نہیں۔ تو۔ میں خوف نہیں صرف کھانا کھاتا ہوں۔ کیا یہاں کھانا مل جائے گا“..... عمران نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”پشخام نے تمہیں کلیجہ دیا تھا۔ وہ کھا لیتے“..... رائیل کی آواز سنائی دی تو عمران کو پراسرار بوڑھا یاد آ گیا۔

ہوش میں آنے کے بعد صفدر کو چاروں طرف تاریکی دکھائی دی تو وہ اٹھ بیٹھا لیکن فوراً ہی اسے احساس ہوا کہ اس کے نیچے قالین کی بجائے کچی زمین ہے تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے ہی لمحے گزرا ہوا واقعہ کسی فلم کے سین کی طرح اس کے ذہن کی اسکرین پر روشن ہوتا چلا گیا۔ بیرک میں چشمخام نامی شخص نے خود کو شیطان کا پیجاری اور پروفیسر کارلوس کا غلام ظاہر کر کے صفدر اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا اور چشمخام کے خاموش ہوتے ہی صفدر کا ذہن سو گیا تھا۔ بے ہوش ہوتے ہوئے اس نے وایچ ٹرانسمیٹر پر سگنل محسوس کیا تھا۔ اس کے بعد وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا تھا اور اب نجانے کتنی دیر بعد اسے ہوش آیا تھا۔

”چش۔ چش۔ خام۔ تم کہاں ہو؟“ دفعتاً اندھیرے میں

سلیمان کی خوف سے کانپتی ہوئی آواز ابھری تو صفدر چونک پڑا اور اس کے ذہن میں بے اختیار سوال ابھرا کہ کیا سلیمان اور باقی ساتھی بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔

”کک۔ کارتوس کے غلام جواب تو دو۔ تم نے قالین خالی کرانا تھا تو ہمیں کہہ دیتے بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟“ چند سیکنڈ بعد سلیمان کی آواز دوبارہ سنائی دی لیکن جواب میں اب بھی چشمخام کی آواز نہ سنائی دی۔

”خاور۔ تم کہاں ہو؟“ صفدر نے بلند آواز سے کہا۔
 ”میں ادھر ہوں۔ مجھے ابھی ہوش آیا ہے۔“ جواب میں خاور کی آواز چند گز کے فاصلے سے سنائی دی۔
 ”اوہ۔ تو کیا ہم بے ہوش ہو گئے تھے؟“ صفدر کے بائیں جانب سے چوہان کی آواز سنائی دی۔
 ”ہاں۔ مجھے بھی اب ہوش آیا ہے۔ مس جولیا کہاں ہیں؟“ صفدر نے چوہان کی جانب منہ کر کے کہا۔

”مم۔ میں۔ یہاں ہوں صفدر۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ ہمیں کس نے بے ہوش کیا تھا؟“ چند فٹ کے فاصلے سے جولیا کی کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”معلوم نہیں مس جولیا۔ بہر حال یہ وہ بیرک نہیں لگتی۔“ صفدر نے فرش پر ادھر ادھر ہاتھ پھیر کر کہا کیونکہ فرش کچا اور سخت مٹی کا تھا جبکہ بیرک کا فرش ریتلا تھا جس پر قالین بچھا ہوا تھا۔

”اوہ۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ چشمخام ہمیں اپنے آقا کے حکم پر دھوبی گھاٹ پر لے جانا چاہتا تھا۔ یقیناً یہ وہی جگہ ہے“..... اچانک سلیمان نے جلدی سے کہا۔

”دھوبی گھاٹ نہیں پوگھاٹ“..... خاور کی آواز سنائی دی۔

”چشمخام کے بچے۔ تم بتاؤ۔ یہ کون سی جگہ ہے“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”چشمخام یہاں نہیں ہے شیطان کے دشمن“..... جواب میں ایک اجنبی اور غیر انسانی آواز سنائی دی تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ وہ آواز چھت کی طرف سے آئی تھی۔

”تم کون ہو اور ہمیں یہاں کون لایا ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے“..... صفدر نے اوپر منہ کر کے کہا لیکن اندھیرے کے سبب نہ چھت دکھائی دی اور نہ بولنے والا۔

”یہ پوگھاٹ ہے اور یہاں شیطان کے دشمنوں کو سزا دی جاتی ہے۔ میرا نام رائیل ہے اور چشمخام تمہیں میرے حوالے کر گیا ہے“..... چھت کی طرف سے آواز آئی تو تمام ممبرز پر دہشت طاری ہو گئی۔

”مم۔ مگر۔ ہم شیطان کی دشمن نہیں شیطان کے پرانے دوست ہیں“..... سلیمان کی دہشت سے ہکلاتی ہوئی آواز ابھری۔

”جھوٹ بولنا اچھی عادت ہے لیکن صرف اس ایک بات سے تم شیطان کے دوست نہیں ہو سکتے“..... رائیل نے ہنس کر کہا۔

”ارے تمہیں کیا پتہ۔ صرف جھوٹ نہیں میرے سارے اعمال شیطانی ہوتے ہیں۔ صاحب کی جیب سے روپے چوری کرتا ہوں، صاحب سے کوئی ملنے آئے تو اسے فریب دیتا ہوں کہ صاحب حج پر گئے ہوئے ہیں، بازار سے سودا سلف لاتا ہوں تو صاحب کو مہنگائی کا حوالہ دے کر پانچ سو روپے کے سامان کا بل ایک ہزار بتاتا ہوں۔ صاحب کو ناشتے میں دو انڈے مگر خود چار کھاتا ہوں۔ سینما شوق سے جاتا ہوں لیکن مسجد کا رخ کرنا ذرا بھی پسند نہیں ہے۔ روزہ رکھنا خود کو بھوکا مارنے کے مترادف سمجھتا ہوں“۔ سلیمان نے فخریہ لہجے میں مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”پھر تو واقعی تم شیطان کے پجاری ہو“..... رائیل کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”ابھی اور سنو گے تو کہو گے کہ میں شیطان کا استاد ہوں“۔ سلیمان نے کہا۔

”شیطان کا کوئی استاد نہیں۔ سب اس کے غلام ہیں“۔ رائیل کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہرگز نہیں۔ میرا صاحب آجائے، پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ وہ شیطان کا استاد ہے یا نہیں“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہارا صاحب کون ہے“..... رائیل نے پوچھا۔

”اس کا نام عمران ہے اور وہ شیطان کا باپ ہے۔ اسی نے شیطان کا نام رکھا تھا اور میرا نام سلیمان حالانکہ میری خواہش تھی کہ

میرا نام بھی شیطان رکھا جائے۔۔۔۔۔ سلیمان نے ہنس کر کہا تو رائیل بھی ہنسنے لگا۔

”ارے۔۔۔ تم کس حساب میں ہنس رہے ہو شیطان کی اولاد۔“ سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ عمران بھی میری قید میں سے جسے ناگدون میں بند کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ رائیل نے طنزیہ لہجے میں کہا تو سیکرٹ سروس کے ممبرز بے اختیار اچھل پڑے۔

”کک۔ کیا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ میں نہیں مانتا۔“ سلیمان کی چیختی ہوئی آواز بلند ہوئی۔

”ٹھہرو۔ تمہیں دکھاتا ہوں۔۔۔۔۔ رائیل نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہاں ہلکی سی روشنی پھیل گئی لیکن روشنی کی طرف دیکھتے ہی جولیا کی چیخ نکل گئی کیونکہ تھوڑے فاصلے پر ایک انسانی ڈھانچہ کھڑا تھا اور اس کی ہڈیوں سے ہلکی ہلکی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ صفدر پر بھی دہشت طاری ہو گئی۔ اس نے ڈھانچے سے نگاہیں ہٹا کر گردو پیش کا جائزہ لیا۔ یہ ایک تنگ غار تھا جس میں اس کے ساتھی ادھر ادھر بیٹھے دہشت زدہ نگاہوں سے ڈھانچے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”او ابلیس کے غلام رائیل۔ تم ہمیں اندھا سمجھ رہے ہو۔ یہ مردہ ڈھانچہ تمہارے دادا کا تو ہو سکتا ہے لیکن عمران صاحب کا نہیں کیونکہ اس کا قد صاحب سے دو انچ کم ہے۔“ بائیں جانب غار

کی دیوار کے پاس کھڑے سلیمان نے خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تو یکدم ڈھانچے کی کھوپڑی میں حرکت ہوئی اور اس کا رخ سلیمان کی طرف ہو گیا۔ ڈھانچے کو حرکت کرتے دیکھ کر صفدر، چوہان اور خاور اپنی اپنی جگہ سہم گئے جبکہ جولیا دہشت زدہ ہو کر دیوار سے جا لگی۔

”فکر مت کرو شیطان کے دشمن۔ میں ابھی تمہیں ناگدون دکھاتا ہوں۔۔۔۔۔ ڈھانچے کے منہ سے رائیل کی ہنستی ہوئی آواز آئی تو صفدر نے جلدی سے چھت کی طرف دیکھا لیکن چھت سپاٹ تھی جبکہ اس سے پہلے رائیل کی آواز چھت سے ہی آرہی تھی۔

”اچھا۔ تو تم۔ تم ہو رائیل۔۔۔۔۔ سلیمان نے دہشت زدہ نگاہوں سے ڈھانچے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہی سمجھ لو اور ادھر دیکھو۔۔۔۔۔ رائیل کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی ڈھانچے نے اپنا استخوانی بازو بائیں جانب دراز کیا تو سلیمان سمیت تمام لوگوں نے اس سمت دیکھا وہاں عمران موجود تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور ایک بہت موٹا اور لمبا سیاہ پھنیر ناگ عمران سے چند فٹ کے فاصلے پر کنڈل مارے بیٹھا پھنکار رہا تھا۔ جسامت میں وہ ناگ کسی پہاڑی اثر ہے سے کم نہ تھا جبکہ اس ناگ کے عقب میں بے شمار مختلف رنگوں اور نسلوں کے سانپ رینگ رہے تھے۔ ناگ کی خوفناک پھنکاروں سے غار گونج رہا تھا۔ جولیا ساکت نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے

دل و دماغ میں دوسوں کی آنکھیاں چل رہی تھیں کہ عمران کو کیا ہوا۔ کیا وہ زندہ ہے۔

”دیکھ رہے ہو اپنے صاحب کو اسی کی وجہ سے تم سب اب تک زندہ تھے۔ سنکھا ہوئی تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکی تھی۔ لیکن اب عمران بے بس پڑا ہے۔ آقا کارلوس کا حکم آتے ہی میں عمران کے خون سے اپنی پیاس بجھاؤں گا۔ اس کے بعد ہنگوٹ اس کا خون پئے گا۔“..... ڈھانچے نے سلیمان سے کہا۔

”ہنگ۔ ہنگوٹ۔ کیا یہ اخروٹ کی کوئی قسم ہے؟“..... سلیمان نے خوف سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اخروٹ نہیں۔ ناگدون کی محافظ روح کا نام ہنگوٹ ہے جو عمران کے پاس بیٹھی پھنکار رہی ہے۔“..... رائیل کے ڈھانچے نے ہنس کر کہا تو سب لوگ دوبارہ اڑدبا جیسے سیاہ ناگ کی طرف دہشت زدہ نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

”ہرگز نہیں۔ میں اس خبیث ہنگوٹ کو لنگوٹ بنا دوں گا۔“..... سلیمان نے یکدم چلاتے ہوئے کہا اور اپنی جیب سے ریوالور نکال کر سیاہ ناگ کی طرف فائر کر دیا۔ لیکن نتیجہ انتہائی حیرت انگیز نکلا۔ فائر کی آواز پیدا ہوتے ہی غار کے اس حصے میں تاریکی پھیل گئی تھی۔ سلیمان نے بوکھلا کر اپنے ریوالور کی طرف دیکھا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ تمہارا ہتھیار بیکار ہے شیطان کے دشمن۔ میں نے تمہیں ناگدون کا صرف منظر دکھایا تھا اپنی طاقت سے ورنہ ناگدون

یہاں سے کافی دور ہے۔“..... رائیل کے ڈھانچے نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم۔ تم تو دور نہیں ہو مردود۔“..... سلیمان نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا اور ریوالور کا رخ ڈھانچے کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ گولی ڈھانچے کی کھوپڑی سے ٹکرائی اور فوراً ہی ڈھانچا غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی غار میں پہلے کی طرح گھپ اندھیرا پھیلتا چلا گیا اور سیکرٹ سروس کے ممبرز اپنی اپنی جگہ سہم گئے۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ بد بخت شیطان کا پجاری۔ ایک ہی گولی سے فنا ہو گیا۔“..... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”روحیں آتشیں ہتھیاروں سے فنا نہیں ہوا کرتیں شیطان کے دشمن۔“..... جواب میں رائیل کی غضبناک آواز سنائی دی تو سلیمان پر یکدم دہشت طاری ہو گئی۔ وہ آواز اب پھر چھت کی طرف سے آئی تھی۔

”تت۔ تم۔ تم کہاں ہو قاتیل۔“..... سلیمان کے منہ سے خوف کے مارے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔

”میں قاتیل نہیں رائیل ہوں۔ اور یہیں موجود ہوں۔“۔ رائیل کی آواز ابھری اور دوسرے ہی لمحے غار میں پھر ہلکی ہلکی روشنی پھیل گئی۔ سلیمان اور ممبرز نے دائیں جانب دیکھا تو دہشت سے ان کے حواس گم ہونے لگے۔ اس جانب چند قدم کے فاصلے پر سیاہ رنگ کی یحیم یحیم بلی کھڑی دانت کچکچا رہی تھی۔ اس خوفناک بلی کی

جسامت بھیڑیے سے کم نہ تھی اور اس کی خونخوار آنکھوں سے سرخ روشنی پھوٹ رہی تھی۔ یہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبرز ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ رہے تھے۔

”کک۔ کیا تم ہمیں اب بلیوں سے ڈرانا چاہتے ہو رائیل کتے“..... سلیمان نے دہشت سے کانپتے ہوئے کہا۔

”یہ بلی نہیں، قنبیل ہے“..... رائیل کی ہنستی ہوئی آواز آئی۔

”اچھا۔ تو یہ تمہارے بہن قنبیل ہے رائیل کے بچے۔ لیکن یہ تو بہت بڑی ہے۔ اس کے لئے تو یہاں دو سو چوہے بھی ہوں تو اس کی بھوک نہیں مٹے گی“..... سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ افریقہ کی قدیم دیوی کی بھنگی ہوئی روح ہے اور اس کی غذا چوہے نہیں، انسانی گوشت ہے۔ شیطان کے دشمنوں کا گوشت۔ تازہ خون“..... رائیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”پھر تو تم نے اسے یہاں لا کر غلطی کی ہے رائیل کیونکہ میرا خون تازہ نہیں، کئی سال پرانا ہے۔ کیا تمہیں میرے خون سے بدبو محسوس نہیں ہو رہی“..... سلیمان نے برا سامنہ بنا کر کہا اور ریوالور کا رخ بلی کی طرف کر دیا۔

”قنبیل کو تمہارا بدبو دار خون بہت پسند ہے۔ تمہارے بعد تمہارے ساتھیوں کو بھی یہی ہڑپ کرے گی۔ دیکھو وہ تمہیں کیسے پیار سے دیکھ رہی ہے“..... رائیل کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی تو سلیمان نے خوفناک بلی کی طرف دیکھا اور اسی لمحے بلی زور زور

سے اپنی دم ہلانے اور زمین پر نیچے مارنے لگی تو سلیمان کی خوف سے گھکی بندھ گئی۔

”قنبیل۔ شیطان کے دشمن کو پیار کرو“..... رائیل نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو قنبیل کے حلق سے انتہائی خوفناک غراہٹ بلند ہوئی اور اس نے یکدم سلیمان پر چھلانگ لگا دی۔ سلیمان کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس نے بدروح بلی پر ریوالور سے فائر کر دیا۔

مخصوص لہجے میں کہا۔
 ”کرنل ہوگن بول رہا ہوں پروفیسر صاحب“..... دوسری طرف
 سے بلیک مون ایجنسی کے چیف کی آواز سنائی دی۔
 ”لیس کرنل ہوگن۔ یقیناً آپ عمران کے بارے میں معلوم کرنا
 چاہتے ہیں“..... پروفیسر کارلوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”آپ کا اندازہ درست ہے پروفیسر کارلوس“..... کرنل ہوگن
 نے کہا۔

”عمران اور اس کے ساتھی میری قید میں ہیں کرنل ہوگن۔“
 پروفیسر کارلوس نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔
 ”اوہ۔ ویری گڈ۔ آپ نے بڑا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے
 پروفیسر کارلوس“..... دوسری طرف سے کرنل ہوگن نے مسرت
 بھرے لہجے میں کہا۔
 ”کارنامہ نہیں۔ میں نے صرف اپنا کام کیا ہے جس کا انعام
 مجھے اپنے آقا سے ملنے والا ہے“..... پروفیسر کارلوس نے ہنس کر
 کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن عمران کو گرفتار کر کے آپ نے ہم پر احسان
 کیا ہے“..... کرنل ہوگن کی آواز سنائی دی۔
 ”ہاں۔ یہ بات درست ہے۔ مگر یہ احسان صرف آپ پر نہیں،
 دنیا بھر میں موجود شیطان کے پیروکاروں اور پجاریوں پر ہے جنہیں
 عمران نے پریشان کر رکھا تھا اور انہیں وہ جانی و مالی نقصان پہنچاتا

پروفیسر کارلوس اپنے مخصوص کمرے میں شراب سے لطف اندوز
 ہو رہا تھا۔ اس کے دائیں بائیں کھڑی دو نوجوان اور خوبصورت
 لڑکیاں جن کے جسموں پر برائے نام لباس تھا، باری باری اپنے
 ہاتھوں میں موجود شراب کے جام اس کے منہ سے لگا رہی تھیں۔
 دفعتاً پروفیسر کارلوس چونک پڑا۔ اس کے مخصوص لہادے کی جیب
 سے گھنٹی کی آواز ابھر رہی تھی۔

”بس۔ جاؤ“..... پروفیسر کارلوس نے ہاتھ اٹھا کر تحکمانہ لہجے
 میں کہا تو دونوں لڑکیاں تیزی سے دروازے کی طرف بڑھیں اور
 دروازہ کھول کر باہر نکل گئیں۔ پروفیسر کارلوس نے جیب میں ہاتھ
 ڈال کر سیٹلائٹ فون نکالا اور دروازے کی طرف دیکھنے کے بعد
 فون آن کر کے کان سے لگا لیا۔

”ہیلو۔ پروفیسر کارلوس بول رہا ہوں“..... پروفیسر کارلوس نے

تھا۔ اب شیطان کے غلاموں کو عمران اور اس کے ساتھیوں سے نجات مل گئی ہے۔..... پروفیسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”آپ عمران سے ایکسٹو کا اصل نام معلوم کر کے ایکسٹو کو بھی گرفتار کر لیں کیونکہ ایکسٹو بھی عمران سے کم خطرناک نہیں ہے۔ اس کے وجود سے بھی دنیا کو نجات ملنی چاہئے۔..... کرنل ہوگن نے کہا۔

”آپ فکر مت کریں کرنل ہوگن۔ میں سب سے پہلے یہی کروں گا کیونکہ ایکسٹو ہی نہیں۔ اس کے تمام ماتحت بھی شیطان کے سخت دشمن ہیں اور ایکسٹو کے حکم پر ہی اس کے ماتحت شیطان کے پجاریوں کو ہلاک کرتے ہیں۔..... پروفیسر کارلوس نے جواب میں کرنل ہوگن کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ یہ تو بتائیے کہ میرے ماتحت جو ساحل کی حفاظت کے لئے جزیرے پر موجود تھے، وہ کہاں ہیں۔ میرا ان سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ صبح سے کئی بار کوشش کر چکا ہوں۔..... کرنل ہوگن نے فکر مند لہجے میں پوچھا۔

”وہ ختم ہو چکے ہیں کرنل ہوگن۔ میں نے اپنی غلام روحوں کو ان کی بھیٹ دے دی ہے۔..... پروفیسر کارلوس نے مسکرا کر کہا۔

”کیا۔ ایک درجن ممبرز کی بھیٹ۔..... کرنل ہوگن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اس میں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے کرنل ہوگن۔ تمہارے ایک درجن آدمیوں کی بھیٹ ان لوگوں کے مقابلے میں آٹے میں

نمک کے برابر بھی نہیں ہے جو عمران کی زندگی میں عمران کے ہاتھوں مارے جاتے۔ وہ پہلے ہی ہزاروں ایکریمیوں اور اسرائیلیوں کو قتل کر چکا ہے۔ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ملک نے اب تک جن ایجنٹوں کو پاکیشیا بھیجا، ان میں سے کوئی زندہ بچ کر واپس نہ آ سکا۔ تم لوگوں نے عمران کو ایکریمیا میں بھی گرفتار کرنے کی متعدد کوششیں کیں اور نتیجے میں تم لوگوں کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہئے۔ جشن منانا چاہئے کہ بارہ آدمیوں کی بھیٹ دے کر ایکریمینز اور اسرائیلی ہمیشہ کے لئے عمران کی قتل و غارت گری سے محفوظ ہو گئے ہیں۔..... پروفیسر کارلوس نے تلخ لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا اور آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

”اوہ۔ آپ تو خفا ہو گئے پروفیسر۔ میں نے تو صرف حیرت کا اظہار کیا تھا کیونکہ مجھے ماورائی قوتوں اور بھیٹ کے بارے میں معلوم نہ تھا۔..... جواب میں کرنل ہوگن کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یاد رکھو کرنل ہوگن۔ جنات اور بدروحیں اگرچہ عامل کے تابع اور اس کے حکم کی پابند ہوتی ہیں لیکن انہیں خوش رکھنے اور ان کی کارکردگی تیز کرنے کے لئے انہیں انسانی خون کی بھیٹ دینا پڑتی ہے۔ یوں سمجھو کہ غبارے میں جتنی زیادہ گیس بھری جائے وہ اتنی ہی زیادہ بلندی تک جا پہنچتا ہے۔ بھوکے آدمی کو پیٹ بھر کر کھانا

”عمران وہاں اکیلا ہے۔ اس کے تمام ساتھی پوگھاٹ میں ہیں۔ چشمام نے سب سے پہلے عمران کو ہی میرے حوالے کیا تھا اور میں نے اسے ناگدون میں پہنچا دیا تھا۔ بعد میں چشمام عمران کے باقی ساتھیوں کو لایا تھا“..... رائیل نے جواب میں کہا۔

”ہونہر۔ ان میں سے کوئی دہشت سے مر تو نہیں گیا۔“

پروفیسر کارلوس نے کہا۔

”نہیں آقا۔ وہ لوگ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی مضبوط اعصاب کے مالک ہیں“..... رائیل نے کہا تو پروفیسر کارلوس چونک پڑا۔

”کیا جکتے ہو۔ وہ زندہ انسان ہیں اور مادرائی قوتوں سے ڈرنا انسان کی فطرت ہے“..... پروفیسر کارلوس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ درست کہتے ہیں آقا۔ لیکن مجھے لگتا ہے انہیں کسی نورانی قوت کا سہارا حاصل ہے جس کے سبب نہ ان پر میری دہشت کا اثر ہوا ہے اور نہ قبیل کا“..... رائیل نے سر اٹھائے بغیر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”وہ کیسے۔ کیا تم نے انہیں آزمایا ہے“..... پروفیسر کارلوس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں آقا۔ خاص طور پر ان کا احمق ساتھی سلیمان بہت منہ پھٹ آدمی ہے۔ باقی لوگوں کی تو خوف سے آواز بھی نہیں نکلی لیکن سلیمان بے حد چکر مارتا ہے۔ کبھی تو وہ خود سے کاغذ لگاتا تھا

میں تو اس میں طاقت آتی ہے اور تقاہت و کسی دور ہو جاتی ہے“..... پروفیسر کارلوس نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ عمران کو آپ کب تک ہمارے حوالے کر دیں گے“..... کرنل ہوگن نے پوچھا۔

”بہت جلد۔ میں آپ کو فون پر اطلاع دے دوں گا۔“

پروفیسر کارلوس نے منہ بنا کر کہا۔ اور فون آف کر کے جیب میں ڈالنے کے بعد اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر اپنے سامنے فرش کی طرف انگلی سے اشارہ کیا دوسرے ہی لمحے فرش پر ایک خوفناک صورت بوڑھا نمودار ہو گیا۔ اس بوڑھے کا چہرہ ریچھ سے مشابہ تھا اور اس کی گول گول آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ ریچھ کی طرح ہی اس کا جسم سیاہ گھنے بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ وہ ریچھ نما بوڑھا رکوع کے بل جھک گیا۔

”رائیل حاضر ہے آقا“..... بوڑھے کے منہ سے انتہائی مؤدبانہ اور کھڑکھڑاتی ہوئی آواز نکلی۔

”عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں“..... پروفیسر کارلوس نے سخت لہجے میں کہا۔

”آقا۔ آپ کے حکم کے مطابق عمران کو ناگدون میں اور اس کے ساتھیوں کو پوگھاٹ میں قید کیا گیا ہے“..... رائیل نے کہا۔

”عمران کے ساتھ ناگدون میں اس کے کتنے ساتھی ہیں۔“

پروفیسر کارلوس نے پوچھا۔

اور اتنا دہشت زدہ دکھائی دیتا تھا جیسے اس کا دم نکل رہا ہو اور ابھی وہ یکدم غصے میں آ کر اس طرح خرافات بکنے لگتا تھا جیسے وہ بالکل بھی خوفزدہ نہ ہوا ہو۔ مجبوراً مجھے ان لوگوں کو دوبارہ بے ہوش کرنا پڑا کہ سلیمان کو دیکھ۔ اس کے ساتھیوں کا بھی حوصلہ نہ بڑھ جائے۔ سلیمان نے یہ بھی کہا ہے کہ عمران شیطان کا دشمن نہیں بلکہ شیطان کا استاد ہے اور اسی نے شیطان کا نام شیطان اور سلیمان کا نام سلیمان رکھا تھا۔ سلیمان کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ وہ شیطان کا پجاری ہے کیونکہ نیک کام کرنے کی بجائے وہ شیطانی کام کرتا ہے۔۔۔۔۔ رابیل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں لگتا ہے کہ وہ شیطان کا پجاری ہے۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں آقا۔ اس نے جو کچھ کہا، وہ سب جھوٹ تھا۔ لیکن صرف جھوٹ بولنے والا تو شیطان کے پجاریوں میں شمار نہیں کیا جاسکتا جب کہ پجاری کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے شیطان کی اطاعت کرے اور خدا کی وحدانیت سے منکر ہو جائے حرام کھائے اور نجاست کو پسند کرے۔۔۔۔۔ رابیل نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ باتیں تو ضروری ہیں۔ عمران کے ساتھ تم نے کیا کیا۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے کہا۔

”آقا۔ عمران اپنے ساتھیوں میں سب سے بہادر اور بے خوف

آدمی ثابت ہوا ہے۔ مجھ سے بات کرتے ہوئے اس پر گھبراہٹ سی طاری ہوئی تھی لیکن مجھے محسوس ہوا کہ وہ دانستہ گھبراہٹ کا اظہار کر رہا تھا۔ ناگدون میں ہنگوٹ کی پھنکاروں کا بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ پشخام نے مجھے بتایا تھا کہ عمران طاغوتی طاقتوں سے نہیں ڈرتا۔ اس نے پشخام پر ریوالور سے فائر بھی کیا تھا۔ میں نے عمران کی جرأت آزمانے کے لئے تقاخ کی کھوپڑی عمران کی طرف پھینکی تھی لیکن عمران نے خوف کھائے بغیر تقاخ پر حملہ کر دیا۔۔۔۔۔ رابیل نے جواب میں کہا۔

”اوہ۔ تقاخ پر حملہ۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے چونک کر کہا۔

”ہاں آقا۔ اس نے تقاخ کی کھوپڑی کو اس زور سے ٹھوکر ماری کہ کھوپڑی پاش پاش ہو گئی اور تقاخ کی روح چیخنے لگی۔ چنانچہ میں نے فوراً عمران کو بے ہوش کر دیا اور ہنگوٹ کو عمران کے سر پر مسلط کر دیا کہ وہ عمران کی نگرانی کرے تاکہ عمران ناگدون سے نکلنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔۔۔۔۔ رابیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بہر حال عمران اس دنیا میں شیطان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور شیطان کا حکم ہے کہ عمران کو شیطان کا پجاری بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے ورنہ میں اسے ختم کر کے اس کی روح کو اپنے تابع کر لوں۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے حتمی لہجے میں کہا۔

”آقا۔ میری رائے ہے کہ عمران جیتے جی کبھی بھی شیطان کا

پجاری نہیں بنے گا۔ بہتر ہے کہ اسے ہلاک کر دیا جائے۔ عمران کی روح آپ کی غلام ہو جائے گی تو اسے شیطان کا پجاری بنانا آپ کا کام ہے تاکہ وہ اپنے ملک میں شیطانیت کا پرچار کرے اور وہاں کے لوگوں میں شیطان سے محبت پیدا کرے۔ رانیل نے پروفیسر کارلوس کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے علاوہ مجھے عمران کے چیف ایکسٹو کو بھی گرفتار کرنا ہے کیونکہ عمران کی طرح وہ بھی شیطان کا بدترین دشمن ہے۔“ پروفیسر کارلوس نے سخت لہجے میں کہا۔

”بہتر۔ میرے لئے کیا حکم ہے آقا۔“ رانیل نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

”تم عمران کو شیطان کی غلامی اختیار کرنے پر مجبور کرو۔ اس کے ساتھیوں کو بھی ڈراؤ دھمکاؤ تاکہ وہ بھی شیطان کے پجاری بن کر دنیا میں شیطانی مذہب کا پرچار کریں۔“ پروفیسر کارلوس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”آقا۔ عمران کے ساتھ جب تک اس کی محافظ نوراتی قوتیں موجود ہیں، عمران کو شیطان کا پجاری نہیں بنایا جا سکتا۔ کم از کم یہ کام میرے بس سے باہر ہے۔“ رانیل نے کہا تو پروفیسر کارلوس کی پیشانی پر ناگواری کی شکنیں نمودار ہو گئیں۔

”اچھا۔ تم جاؤ۔ میں نپال سے بات کرتا ہوں۔ اسے میرے پاس بھیج دینا۔“ پروفیسر کارلوس نے غصیلے لہجے میں کہا تو رانیل

سیدھا کھڑا ہوا اور دوسرے ہی لمحے مڑ کر غائب ہو گیا۔ پروفیسر کارلوس، رانیل کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ پھر چند لمحوں بعد ہی اس کے سامنے فرش سے سفید رنگ کا دھواں نکلا اور پھر یہ دھواں ایک کریمہ صورت سفید بالوں والی بڑھیا میں تبدیل ہو گیا۔ بڑھیا کے چہرے پر بے شمار جھریاں تھیں اور اس کے سفید لمبے بال فرش کو چھو رہے تھے۔ انتہائی کمزور اور ضعیف ہونے کے باوجود اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

”نپال حاضر ہے میرے آقا۔“ بڑھیا نے سر جھکا کر پروفیسر کے قدموں کی طرف دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”نپال۔ پاکیشیا کا ایک شخص عمران اس وقت ناگدون میں موجود ہے۔ پہلے اسے دیکھ لو۔“ پروفیسر کارلوس نے کہا تو بوڑھی نپال نے سر اٹھایا اور چھت کی طرف غور سے دیکھنے لگی۔ چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ سر جھکا لیا۔

”آقا۔ میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ وہ بے ہوش پڑا ہے۔ اور ہنگوٹ اس کی نگرانی کر رہا ہے۔“ نپال نے کہا۔

”اب بتاؤ کہ عمران کو کیسے گمراہ کر کے شیطان کا پیروکار بنایا جا سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے بھٹکا کر اسے شیطانیت کے فروغ کا ذریعہ بناؤں۔“ پروفیسر کارلوس نے مشورہ طلب لہجے میں کہا تو نپال مکروہ انداز میں ہنس پڑی۔

”آقا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ عمران کو جتنی جلدی ممکن ہو

ہلاک کر دیا جائے کیونکہ یہ شخص دنیا کا سب سے خطرناک اور عیار ترین شخص ہے۔ معصوم صورت عمران طاہری طور پر تو بے ضرر اور بے وقوف لگتا ہے لیکن اصل میں شیطان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور اس سے شیطان بھی پناہ مانگتا ہے۔ آپ سے پہلے ہزاروں شیطان کے غلام عمران کو زیر کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔ کافرستانوں نے بھی عمران کو ہلاک کرنے کے لئے ماورائی مخلوق کی بھی مدد حاصل کی تھی لیکن کافرستان کا سب سے بڑا شیطانی علوم کا ماہر کالی داس بھی عمران کا بال بیکا نہ کر سکا تھا..... نپال نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ (اس واقعہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے ماورائی ایڈونچر ”کالی داس“)

”لیکن میں کالی داس سے سو گنا طاقتور اور شیطان کا خاص غلام ہوں۔ اور مجھے شیطان نے ہی حکم دیا ہے کہ عمران کو شیطانی دین میں شامل کر کے اس کے ذریعے شیطان کے پیجاریوں کی حفاظت اور بہبود کا کام لوں.....“ پروفیسر کارلوس نے کہا۔

”عمران کو دنیا کی کوئی شیطانی طاقت شیطان کا پیجاری بننے پر مجبور نہیں کر سکتی اور نہ ہی کوئی ماورائی طاقت عمران کو ہلاک کر سکتی ہے کیونکہ عمران ایک تو خود اپنے اللہ پر یقین کامل رکھتا ہے اور انتہائی راسخ العقیدہ مسلمان ہے۔ دوسرا اس کے مرشد درویش نے اس کی حفاظت پر نورانی قوتوں کو مامور کر رکھا ہے۔ چنانچہ پہلے ان نورانی قوتوں کو عمران سے دور کرنا پڑے گا تب ہی کامیابی کا امکان

پیدا ہو سکتا ہے“..... نپال نے وضاحت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو اس کی محافظ نورانی قوتوں کو کیسے عمران سے جدا کیا جاسکتا ہے.....“ پروفیسر کارلوس نے جلدی سے پوچھا۔

”عیاری سے۔ اگر عمران کو عیاری و مکاری اور فریب کے جال میں پھنسا کر اسے ناپاک کی میں مبتلا کر دیا جائے تو نورانی قوت جو نجاست کو پسند نہیں کرتی فوراً عمران سے دور ہو جائے گی“۔ نپال نے کہا۔

”تو تم یہ کام فوراً کرو۔ عمران کو ناپاک کر دو“..... پروفیسر کارلوس نے سخت لہجے میں کہا تو نپال ایک مرتبہ پھر ہنس پڑی۔

”معافی چاہتی ہوں آقا۔ میں صرف آپ کو مشورہ دے سکتی ہوں، عیاری کرنا میری سرشت میں نہیں ہے“..... نپال نے کہا۔

”تو پھر۔ عمران کو کون گمراہ کر سکتا ہے“..... پروفیسر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”آپ کی غلام کنڈش انتہائی مکار و عیار ہے آقا۔ اگرچہ عمران کنڈش سے بڑا عیار ہے لیکن مرد ہے جبکہ کنڈش کے پاس عورت ہونے کے ناطے اس کی جوانی ایسا ہتھیار ہے جس سے وہ دنیا کے ہر مرد کو زیر کر سکتی ہے۔ مرد فطری طور پر حسن پرست ہوتا ہے اور جنس مخالفت کے حسن و شباب سے تسکین حاصل کرنے کے لئے اسے گدھا بھی بننا پڑے تو گریز نہیں کرتا۔ ظالم سے ظالم اور طاقتور

سے طاقتور ترین شخص کو بھی عورت اپنے تلوے چاٹنے پر مجبور کر سکتی ہے۔۔۔۔۔ نپال نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے لگتا ہے تم مجھ پر طنز کر رہی ہو نپال۔ بہر حال تمہارے اس مفید مشورے کے سبب میں تمہاری اس جسارت کو معاف کرتا ہوں۔ اب تم جا سکتی ہو“۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں آقا۔ میں آپ پر طنز کرنے کی جسارت کیسے کر سکتی ہوں۔ میں نے تو صرف مرد کی فطرت بیان کی ہے اور اگر مرد کی فطرت تبدیل کر کے اسے عورت کے وجود سے متنفر کر دیا جائے تو وہ شیطان کا غلام نہیں رہتا“۔۔۔۔۔ نپال نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا تو پروفیسر کارلوس ہنس پڑا۔

”تم نے ٹھیک کہا ہے نپال۔ تمہاری معلومات کا دائرہ بے حد وسیع ہے۔ اسی لئے میں مشورے کے لئے تمہیں ترجیح دیتا ہوں اور تم پر اعتماد کرتا ہوں۔ جاؤ“۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے ہنستے ہوئے کہا اور انگلی سے نپال کی طرف اشارہ کیا تو نپال یکدم غائب ہو گئی۔ اس کے جانے کے بعد پروفیسر کارلوس نے زیر لب کچھ پڑھا اور دروازے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور باریک سے لباس میں ملبوس ایک انتہائی خوبصورت اور دلکش خدوخال کی مالک نوجوان لڑکی کمرے میں داخل ہوئی اس کی رنگت گللابی تھی اور سفید لباس میں وہ حور لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر بے حد

معصومیت تھی اور جھیل جیسی گہری سیاہ آنکھوں سے جوانی کا خمار چھلک رہا تھا۔ اسے دیکھ کر پروفیسر کارلوس کی آنکھوں میں ہوس کی چمک نمودار ہو گئی۔ لیکن وہ اس لڑکی کے حسن سے صرف آنکھوں کی پیاس ہی بجھا سکتا تھا کیونکہ وہ لڑکی اس کی غلام روح تھی۔ لڑکی خراماں خراماں چلتی ہوئی پروفیسر کی طرف بڑھی اور اس کے سامنے آ کر رکوع کے بل جھک گئی۔

”شہزادی کنڈش حاضر ہے آقا“۔۔۔۔۔ لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ اور مترنم لہجے میں کہا اور پھر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

”کنڈش۔ شیطان آقا کا سب سے بڑا دشمن علی عمران ہماری قید میں ہے۔ اس وقت وہ ناگدون میں موجود ہے۔ پہلے ایک نظر اسے دیکھ لو۔ پھر میں بات کروں گا“۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے کہا تو کنڈش نامی اس لڑکی نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور پروفیسر کارلوس کی طرف دیکھنے لگی۔

”آقا۔ میں نے عمران کو دیکھ لیا ہے۔ بے حد خوبصورت آدمی ہے“۔۔۔۔۔ کنڈش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میں نے تمہیں اس کی خوبصورتی دیکھنے کے لئے طلب نہیں کیا کنڈش“۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”معافی چاہتی ہوں آقا۔ حکم فرمائیں“۔۔۔۔۔ کنڈش نے یکدم سہم کر کہا۔

”میں عمران کو شیطان کا پیروکار بنانا چاہتا ہوں۔ لیکن وہ بے

حد خطرناک اور عیار آدمی ہے۔ سکھا ہوئی، شخام، رائیل اور نپال اسے چھو بھی نہیں سکے کیونکہ اس کے ساتھ محافظ نورانی قوتیں ہیں جو اس کے ذہن پر خوف و دہشت طاری نہیں ہونے دیتیں۔ نپال نے کہا ہے کہ عمران کو صرف مکرو و فریب سے ہی زیر کیا جاسکتا ہے اور اس مقصد کے لئے نپال نے تمہارا نام تجویز کیا ہے۔“ پروفیسر کارلوس نے کہا۔

”بہت بہتر آقا۔ میں کوشش کرتی ہوں۔ لیکن اس میں تھوڑا وقت لگے گا۔“ کنڈش نے سر ہلا کر کہا۔

”لیکن تمہیں یہ کام جلدی کرنا ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ ایک دن میں۔“ پروفیسر کارلوس نے کنڈش سے کہا۔

”نہیں آقا۔ کم از کم ایک ہفتہ لگ جائے گا۔“ کنڈش نے جواب میں کہا۔

”ہرگز نہیں۔ میں تمہیں صرف دو دن کا وقت دیتا ہوں۔ دو دن کے اندر تم نے عمران کو راہ راست سے بھٹکانا اور شیطان کی راہ پر گامزن کرنا ہے تاکہ عمران کے ذریعے شیطانی مقاصد کی تکمیل کی جاسکے۔“ پروفیسر کارلوس نے سخت لہجے میں کہا۔

”بہت بہتر آقا۔ میں کوشش کرتی ہوں۔“ کنڈش نے سر جھکا کر کہا۔

”یہ تم بار بار کوشش کا لفظ کیوں کہہ رہی ہو کنڈش۔ تمہیں ہر صورت میں کامیابی حاصل کرنی ہے۔“ پروفیسر کارلوس نے چونک

کر کہا۔

”آقا۔ اصل بات یہ ہے کہ میں نے عمران کا جائزہ لے کر محسوس کیا ہے کہ وہ بظاہر خوبصورت اور معصوم دکھائی دیتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ انتہائی خطرناک اور عیار ترین آدمی ہے۔ اسے عورت کے وجود سے کوئی رغبت نہیں ہے اور نہ ہی وہ حسن پرست ہے۔ وہ جنس مخالف میں کوئی کشش محسوس نہیں کرتا بلکہ اس سے دور بھاگتا ہے۔ دنیا میں صرف تین عورتیں ایسی ہیں جنہیں وہ پسند کرتا ہے اور ان کے لئے جان کی بازی بھی لگا سکتا ہے۔“ کنڈش نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ وہ تین عورتیں کون ہیں۔“ پروفیسر کارلوس نے چونک کر کہا۔

”اس کی ماں، اکلوتی بہن اور ایک دوست لڑکی جولیا جو اس کے ساتھ کام کرتی ہے۔“ کنڈش نے کہا۔

”جولیا۔ وہ تو جزیرے پر ہی ہے۔ جولیا اور اس کے چار ساتھی جن میں سے ایک عمران کا ذاتی ملازم ہے، پوگھاٹ میں قید ہیں اور میں نے انہیں بھی شیطان کے پجاری بنانے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔“ پروفیسر کارلوس نے جلدی سے کہا۔

”بس تو کام بن گیا آقا۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔“ کنڈش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یعنی سو فی صد کامیابی۔“ پروفیسر کارلوس نے مسکراتے

Scanned and Uploaded By Nadeem

ہوئے کہا۔

”بالکل آقا۔ دو دن کے اندر ہی عمران شیطان کا پیروکار بن جائے گا۔“..... کندش نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔
 ”ویری گڈ۔ لیکن یاد رکھو اگر تم ناکام رہیں تو میں تمہیں ہمیشہ کے لئے فنا کر دوں گا۔ جاؤ۔“..... پروفیسر کارلوس نے کندش کو وارننگ دیتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا تو کندش دروازے کی طرف مڑی اور یکدم غائب ہو گئی۔

سلیمان کی چیخ بلند ہوتے ہی قنبیل سلیمان کے عقب میں جاگری اور اس کے ساتھ ہی غار میں گہری تاریکی پھیلتی چلی گئی۔
 خاور، چوہان، جویا اور صفدر کو خوف کی شدت سے اپنے سانس رکتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔ چند لمحوں تک غار میں گہرا سناٹا چھایا رہا۔ اس سناٹے میں انہیں اپنی تیز تیز سانسوں کے سوا کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی مگر دہشت زدہ ہونے کے باوجود انہیں جلد ہی سلیمان کی فکر ہونے لگی۔ اس کا کیا انجام ہوا تھا۔ یہ تو انہوں نے دیکھا تھا کہ سلیمان کی کانپتے ہاتھوں سے چلائی گئی گولی اس بدروح قنبیل کی بجائے غار کی چھت میں جا لگی تھی لیکن اس کے فوراً بعد چھا جانے والے اندھیرے کے سبب وہ سلیمان کو نہ دیکھ سکے تھے اور انہیں سلیمان کی صرف دہشت زدہ چیخ سنائی دی تھی۔ خونخوار بدروح بلی نے سلیمان کو کیا نقصان پہنچایا تھا اور وہ

Scanned and Uploaded By Nadeem

زندہ بھی تھا یا نہیں کیونکہ سلیمان کی طرف سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔

”صص۔ صفدر۔ ٹاچ ہے تو روشنی کرو۔ سلیمان کو دیکھو“..... دفعتاً اندھیرے میں جولیا کی سہمی ہوئی آواز ابھری تو صفدر چونکا اور اس نے اپنی جیب سے ٹارچ نکالی لیکن آن کرنے پر ٹارچ روشن نہ ہوئی۔ صفدر نے متعدد بار کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

”خاور۔ میری ٹارچ شاید خراب ہے۔ تم اپنی ٹارچ جلاؤ۔ چوہان تم بھی ٹارچ روشن کرو“..... صفدر نے کہا۔

”میری ٹارچ بھی نہیں چل رہی۔ میں کئی مرتبہ کوشش کر چکا ہوں“..... اندھیرے میں چوہان کی آواز سنائی دی۔

”میں ٹارچ جلاتا ہوں۔ اوہ۔ ہو گیا کام“..... خاور کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”نہیں جلی۔ یقیناً کسی ماورائی طاقت نے ٹارچیں ناکارہ کر دی ہیں“..... صفدر نے جلدی سے کہا۔

”ایسا ہی لگتا ہے“..... چوہان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سلیمان۔ سلیمان“..... صفدر نے سلیمان کو پکارتے ہوئے کہا

تو سلیمان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ صفدر نے ایک مرتبہ پھر

سلیمان کو آواز دی اور پھر اندھیرے میں اس طرف ریٹگنے لگا جہاں

اس نے سلیمان کو آخری مرتبہ دیکھا تھا۔ وہ دیوار تک پہنچ گیا لیکن

وہاں سلیمان نہیں تھا۔ صفدر نے ادھر ادھر ہاتھ پھیلا کر سلیمان کا

جسم تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ وہ اندازے سے اس طرف بڑھا جس طرف اس نے سلیمان پر چھلانگ لگانے والی بلی کو گرتے دیکھا تھا۔ چند فٹ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس کا ہاتھ کسی چیز سے ٹکرایا۔ اس نے ٹٹولا تو وہ انسانی پیر تھا۔ صفدر نے اس پیر کو پکڑ کر ہلایا۔

”کک۔ کون۔ ہے“..... جواب میں سلیمان کی ہکلاتی ہوئی آواز ابھری تو صفدر نے اطمینان کا سانس لیا۔

”کیا یہ تم ہو سلیمان“..... صفدر نے آہستہ سے پوچھا۔

”جج۔ جی ہاں۔ پیر تو میرا ہی ہے صفدر صاحب۔ وہ۔ وہ۔ وہ

بدروح بلی کیا چلی گئی ہے“..... سلیمان نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ رائیل بھی موجود نہیں ہے۔ کیا تم زخمی ہو“..... صفدر نے پوچھا۔

”علوم نہیں۔ اندھیرے میں خون نظر نہیں آ رہا۔ آپ ذرا

چیک کر کے دیکھیں۔ کہاں کہاں زخم ہیں“..... سلیمان نے کہا۔

”اوہ۔ کیا قنبیل نے تمہیں پنچے یا دانت مارے تھے“..... صفدر نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ وہ تو شاید مجھے چھوئے بغیر میرے اوپر سے گزر گئی

تھی۔ کیا آپ کے پاس ٹارچ نہیں ہے“..... سلیمان کی اندھیرے

میں آواز سنائی دی۔

”ہماری ٹارچیں بیکار ہو چکی ہیں۔ بہر حال تم گھبراؤ مت۔

مزیں کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

عمران صاحب کی بات درست ثابت ہوئی ہے کہ ماورائی چیزیں ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ ورنہ قنبیل تمہیں ضرور زخمی کرتی۔“
صفدر نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب تو خود ناگدون میں قید ہیں۔ وہ کیوں محفوظ نہیں رہے؟“..... خاور کی آواز سنائی دی۔

”ہو سکتا ہے وہ دانستہ وہاں قید ہوں تاکہ تیاری کر کے ہمیں آزاد کرا سکیں“..... چوہان نے کہا۔

”شاید۔ لیکن ہمیں خود بھی کوشش کرنی چاہئے“..... صفدر نے کہا تو خاور نے اس کی تائید کی اور صفدر اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن اسی لمحے غار میں ہلکی سی روشنی پھیل گئی۔ سب نے بیک وقت بائیں سمت دیکھا تو کچھ فاصلے پر غار میں ایک آدمی ان کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک موم بتی تھی۔ موم بتی کی روشنی میں صفدر اور اس کے ساتھیوں نے اس آدمی کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ وہ دبلا پتلا بوڑھا اور کریہہ صورت شخص تھا۔ اس کے چہرے پر بے شمار چھوٹی چھوٹی سی گلٹیاں اسے جذام کا مریض ظاہر کر رہی تھیں۔ اس کی چمکدار آنکھیں چھوٹی اور گول تھیں۔ مجموعی طور پر وہ بے حد خوفناک اور پراسرار نظر آ رہا تھا۔ صفدر اور اس کے ساتھی دم سادھے خوفزدہ انداز میں اس کبڑے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کبڑا قریب آ کر رک گیا۔

”میرے ساتھ چلو۔ تم سب کو آقا نے طلب کیا ہے۔“ کبڑے

نے صفدر کی طرف دیکھ کر نرم لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر صفدر سمیت تمام ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔ ساحل پر بیرک میں اسی آواز نے ان سے باتیں کی تھیں اور اپنا نام چشخام بتایا تھا۔

”ارے۔ یہ تو وہی طوطا چشم ہے صفدر صاحب جو ہمیں ساحل سے یہاں لایا تھا“..... سلیمان نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم نے درست پہچانا ہے سلیمان۔ لیکن میرا نام طوطا چشم نہیں چشخام ہے“..... کبڑے نے مکروہ انداز میں ہنس کر کہا۔

”بکواس مت کرو چشخام کے بچے۔ ساحل پر تو تم نے خود کو یوں پوشیدہ رکھا تھا کہ جیسے تم شہزادہ گلجام ہو اور اب اپنی گندی صورت دکھانے آ گئے ہو“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”صورت دکھانے نہیں تمہیں یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔“ چشخام نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا تم ہمیں کھائی سے نکال کر کنوئیں میں گرانا چاہتے ہو؟“..... سلیمان نے غراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں آقا کارلوں نے طلب کیا ہے“..... چشخام نے جواب میں کہا۔

”کارلوں نے ہمیں کیوں طلب کیا ہے؟“..... صفدر نے چشخام سے پوچھا۔

”دعوت کے لئے“..... چشخام نے کہا تو سلیمان یکدم اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا وہ ہماری دعوت کر رہا ہے۔ دعوت میں کیا کیا پکایا ہے“..... سلیمان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور کھڑا ہو گیا۔
”بہت کچھ۔ تم نے آج تک ایسا کھانا نہیں کھایا ہو گا۔“ چشخام نے ہنس کر کہا۔

”تو جلدی چلو۔ بھوک سے میرا دم نکلا جا رہا ہے“..... سلیمان نے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے جلدی سے کہا۔

”عمران صاحب کہاں ہیں“..... صفدر نے چشخام سے پوچھا۔
”معلوم نہیں۔ ہو سکتا ہے عمران بھی مہمان خانے میں ہو۔ آؤ“..... چشخام نے کہا اور واپس اس سمت مڑا جس طرف سے آیا تھا۔ صفدر نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر انہیں چلنے کا اشارہ کیا۔

”صفدر۔ کہیں کوئی چکر نہ ہو۔ مجھے تو یہ بوڑھا بھی بدروح معلوم ہوتا ہے“..... جولیا نے خوفزدہ لہجے میں آہستہ سے کہا۔

”نہیں مس جولیا۔ اگر اس کبڑے نے ہمیں فریب دیا تو میں اس کے کبڑے میں گولیاں مار مار کر چھلنی کر دوں گا“..... ابھی مجھے اس کی آدھور بیٹی قنبیل کا بھی انتظام کرنا ہے جو دانتوں کے بغیر ہی میرا دس کلو وزن کم کر گئی ہے۔ آپ اگر چل نہیں سکتیں تو اس کبڑے گدھے پر سوار ہو جائیں“..... سلیمان نے غصے سے نتھنے پھیلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ میں کسی کو خود پر سواری نہیں کرنے دوں گا۔“

چشخام نے یکدم گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
”واہ۔ گدھے کی کیا مجال کہ کشتی پر نہ چڑھے ویسے مس جولیا زیادہ وزنی نہیں ہیں۔ بے شک انہیں اپنی پشت بٹھا کر وزن چیک کر لو“..... سلیمان نے ہنس کر کہا۔

”دیکھو۔ چلنا ہے تو چلو۔ ورنہ میں چلا جاؤں گا اور تم ہمیشہ کے لئے یہاں بھوکے پیاسے پڑے رہو گے“..... چشخام نے مڑ کر سلیمان سے سخت لہجے میں کہا تو سلیمان گھبرا گیا۔

”نہیں۔ نہیں۔ میں چل رہا ہوں۔ تم چل رہے ہو۔ ہم سب چل رہے ہیں“..... سلیمان نے بوکھلاہٹ بھری آواز میں کہا۔ تو چشخام مڑ کر دوبارہ آگے بڑھنے لگا اور سیکرٹ سروں کے ممبرز بھی اس کے پیچھے قدم اٹھانے لگے۔ چشخام اور اس کے درمیان سلیمان تھا۔ سلیمان چشخام سے تین قدم کے فاصلے پر تھا۔ جوں جوں وہ آگے بڑھ رہے تھے۔ غار لمبا ہوتا جا رہا تھا۔

”ذرا جلدی چلو پچا خوش خرام۔ تم تو یوں قدم اٹھا رہے ہو جیسے پارک میں چہل قدمی کے لئے آئے ہو“..... سلیمان نے اپنی رفتار بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام چشخام ہے۔ تم میرا نام مت بگاڑو“..... چشخام نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی تیزی سے قدم اٹھانے لگا۔

”اچھا۔ تو پھر تم ذرا اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ تاکہ مجھے یاد رہے کہ کبھی تم کو ہم سے پیار تھا۔ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو“..... سلیمان نے

احتمقانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھا لیکن چشمخام کسی بد کے ہوئے جانور کی طرف یکدم اچھل کر سلیمان سے دور ہو گیا تو صفدر اور دوسرے ممبرز سمجھ گئے کہ کسی خاص وجہ سے وہ کبڑا سلیمان سے مخصوص فاصلے پر رہنا چاہتا تھا اور سلیمان کی قربت سے ڈر رہا تھا۔
”بڑے خوش خرم ہو چچا۔ میں تمہیں کاٹ تو نہیں رہا جو مجھ سے بدک رہے ہو۔ تم تو بدروح ہو۔ پھر مجھ سے کیوں ڈرتے ہو۔“
سلیمان نے ہنس کر کہا۔

”آقا نے تمہیں طلب نہ کیا ہوتا تو میں ابھی تمہارا خون پی جاتا۔ روہیں کسی سے نہیں ڈرتیں۔ اگر میں تمہیں اپنا اصل روپ دکھا دوں تو تم سب کے دہشت سے دل پھٹ جائیں گے۔“ چشمخام نے رکے بغیر غضبناک لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ایسا غضب مت کرنا شیطان کی اولاد۔ میرا دل تو پہلے ہی چھلنی ہے تمہاری ماں سنکھا ہوئی کی بے وفائی سے۔“ سلیمان نے بوکھلا کر کہا تو اس کے ساتھی بے ساختہ مسکرا دیئے۔

”صفدر۔ یہ غار تو شیطان کی آنت کی طرح لمبا ہی ہوتا جا رہا ہے۔“ خاور نے صفدر سے کہا۔

”شیطان کا چیلہ ہمارے ساتھ ہے۔ غار تو لمبا ہو گا ہی۔“ سلیمان نے ہنس کر کہا۔

”چشمخام۔ ابھی اور کتنا چلنا پڑے گا۔“ صفدر نے چشمخام کو مخاطب کر کے کہا۔

”جتنا چل چکے ہو، اتنا ہی فاصلہ اور ہے۔“ چشمخام نے رکے بغیر کہا تو ان لوگوں کو حیرت ہوئی۔ وہ کم از کم سو گز کا فاصلہ طے کر چکے تھے۔ گویا غار دو سو گز طویل تھا۔

”کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔“ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کیا تمہیں شک ہے۔“ چشمخام نے کہا تو سلیمان ہنسنے لگا۔

”شک نہیں بلکہ یقین ہے کہ تم شیطان کے سچے غلام نہیں ہو۔“ سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تمہارا یقین غلط ہے۔ میں شیطان کا سچا پیروکار ہوں۔“ چشمخام نے سخت لہجے میں کہا۔

”لیکن شیطان کے پیروکار تو جھوٹ بولتے ہیں۔ کیا تم بھی جھوٹ بولتے ہو۔“ سلیمان نے کہا۔

”ہاں۔ میں تو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہوں۔ بلکہ شیطان کا پجاری بننے کی پہلی شرط ہی جھوٹ اور فریب ہے کیونکہ شیطان کا قول ہے کہ جو سچ بولتا ہے وہ اس کا پیروکار نہیں ہے۔“ چشمخام نے ہنس کر کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم نے یہ جھوٹ کہا ہے کہ آدھا فاصلہ باقی ہے۔“ سلیمان نے یوں چپک کر کہا جیسے اس نے کوئی بہت بڑا مسئلہ حل کر لیا ہو لیکن چشمخام نے کوئی جواب نہ دیا اور ایک لمحے

بعد اس کے ہاتھ میں موجود موم بتی یکدم بجھ گئی۔ دوسرے ہی لمحے غار میں ایک مرتبہ پھر تاریکی پھیل گئی۔ اس کے ساتھ ہی غار میں عجیب پر اسرار آوازیں گونجنے لگیں۔ صفدر اور اس کے ساتھی گھبرا کر رک گئے اور ان پر اسرار آوازوں کو سننے لگے یوں لگتا تھا جیسے بہت سی عورتیں کسی کی میت پر بن کرتے ہوئے رو رہی ہوں۔ سیکرٹ سروس کے ممبرز خوف کی شدت سے گم صم کھڑے تھے۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ عورتیں کون ہیں اور کیوں اتنی رقت سے رو رہی ہیں۔ چند لمحوں وہ آوازیں یکدم بند ہو گئیں اور غار میں گہرا سناٹا پھیلتا چلا گیا۔

”اونمک حرام کبڑے۔ اندھیرا کیوں کر دیا ہے۔ ہمیں غار سے تو نکلنے دیتے۔“ دفعتاً سلیمان کی چیختی ہوئی آواز ابھری اور ساتھ ہی اس کی بازگشت سنائی دی تو سیکرٹ سروس کے ممبرز سب اختیار چونک پڑے۔ یوں لگتا تھا جیسے سلیمان کی آواز کسی گتہ سے نکلا کر واپس آئی ہو۔

”شاید ہم غار کی بجائے کسی دوسری جگہ پر ہیں۔“ صفدر نے آہستہ سے کہا۔

”اس پشخام کا ستیا ناس ہو۔ مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ وہ خبیث ہمارے ساتھ فریب کرے گا اور کھائی سے نکال کر کنویں میں گرا دے گا۔“ سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”واقعی۔ یہ کوئی کنواں ہے یا پھر نہ گتہ جس کے سبب آواز کی

بازگشت سنائی دے رہی ہے۔“ چوہان نے کہا۔
”مگر وہ خبیث تو ہمیں پروفیسر کارلوس کے پاس لے جا رہا تھا۔“ جولیا نے دانت پیٹتے ہوئے کہا۔

”تم آقا کے مہمان خانے میں ہی ہو جولیا۔“ دفعتاً ایک پر اسرار آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔
”مم۔ مگر۔ تم کون ہو۔“ سلیمان نے خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

”میرا نام قلقاش ہے اور میں پروفیسر کارلوس کا ادنی غلام ہوں۔“ تاریکی میں وہی پر اسرار آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی وہاں تیز روشنی پھیلتی چلی گئی۔ ایک لمحہ کے لئے صفدر اور اس کے ساتھیوں کی آنکھیں اس روشنی سے چکاچوند ہو گئیں۔ چند لمحوں کے بعد جب دیکھنے کے قابل ہوئے تو آس پاس کا منظر دیکھ کر وہشت کے مارے وہ پتھر کی مانند ساکت ہوتے چلے گئے۔

عمران نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں تو اسے اپنے سر پر غار کی چھت دکھائی دی۔ غار میں اچھی خاصی روشنی تھی۔ چند لمحوں تک وہ چھت کو یک ٹک دیکھتا رہا اور آہستہ آہستہ اس کے حواس بحال ہوتے گئے اور پھر اس کی یادداشت کا سلسلہ بحال ہوا تو اسے یاد آیا کہ اس نے تاریکی میں تباخ کی کھوپڑی کو ٹھوکر ماری تھی اور کھوپڑی سے ہولناک چیخ بلند ہوتے ہی اس کے ذہن پر عجیب سی مدہوشی طاری ہو گئی تھی۔ یہ واقعہ یاد آتے ہی اس نے ادھر ادھر دیکھا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے دائیں پہلو میں جولیا بیٹھی ہوئی تھی لیکن اس کا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا جیسے کسی نے اس کے لباس سے ٹکڑے کاٹے ہوں۔ جولیا کے بال بکھرے ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ کچھ فاصلے پر غار کی چھت سے تیز روشنی نکل رہی تھی جو فرش سے ٹکرا کر پھیل رہی تھی۔

غار میں دونوں جانب کے حصے تاریک دکھائی دے رہے تھے۔ ”کیا ہوا جولیا۔ تم یہاں کیسے پہنچی ہو۔ باقی ساتھی کہاں ہے۔“ عمران نے تیزی سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا تو جواب میں جولیا زور زور سے رونے لگی اور عمران کے دل پر خنجر چل گیا۔ آج سے پہلے اس نے جولیا کو اس طرح رقت سے روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی وہ جولیا کی آنکھوں میں آنسو برداشت کر سکتا تھا۔ اگرچہ اس نے کبھی جولیا سے محبت کا اقرار یا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ جولیا کی طرف سے بھی اظہار محبت کا مذاق اڑاتا تھا اس کے باوجود اس کے دل میں جولیا رہتی تھی۔ چنانچہ جولیا کے بلک بلک کر رونے پر وہ غضبناک ہو گیا۔

”خاموش ہو جاؤ جولیا۔ مجھے بتاؤ۔ تمہارا یہ حال کیسے ہوا۔ کس خبیث نے تمہیں چھونے کی جرأت کی ہے۔ میں اس وحشی کی پوری نسل ختم کر ڈالوں گا۔“ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ”وہ۔ وہ درندہ پروفیسر کارلوس ہے۔“ جولیا نے یکدم عمران کے سینے سے لگتے ہوئے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ ”کیا۔ پروفیسر کارلوس۔ اس شیطان کی یہ مجال۔“ عمران نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ وہ۔ وہ مجھے بے عزت کرنا چاہتا تھا لیکن میں وہاں سے بھاگ آئی۔“ جولیا نے روتے ہوئے کہا اور عمران سے اور زیادہ لپٹنے کی کوشش کی لیکن عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”فکر مت کرو۔ میں کارلوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ کیا تم اس کے آشرم میں گئی تھی“..... عمران نے غصے سے جبرے بھینچتے ہوئے کہا تو جولیا اس کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔

”نہیں۔ میں خود تو نہیں گئی۔ میں تو پوگھاٹ میں بے ہوش ہو گئی تھی بعد میں وہ کبڑا چشمہ ہمیں پروفیسر کارلوں کے آشرم میں لے گیا کہ کارلوں نے ہماری کھانے کی دعوت کی ہے۔ لیکن وہاں باقی ساتھیوں کو کمرے میں بند کر دیا گیا اور مجھے وہ پروفیسر کارلوں کے کمرے میں لے گیا۔ وہاں پروفیسر کارلوں نے مجھ پر مجرمانہ حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کی کوشش ناکام بنا دی اور کارلوں کو بے ہوش کر کے آشرم سے نکلی اور بھاگتی بھاگتی اس غار میں پناہ لینے آئی تو تم یہاں بے ہوش پڑے ہوئے تھے“..... جولیا نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

”چلو آؤ میرے ساتھ۔ میں ابھی اس شیطان کارلوں کی تکہ بوٹی کرتا ہوں“..... عمران نے جھک کر جولیا کو اپنی ٹانگوں سے جدا کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ میں تھک گئی ہوں یہاں تک آتے آتے۔ چند منٹ آرام کرنے دو“..... جولیا نے جلدی سے کہا اور عمران کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تو عمران نیچے گر گیا۔

”مجھے سکون دو عمران۔ مجھے پیار کرو تا کہ تمہاری زندگی کی محرومی دور ہو جائے“..... جولیا نے عمران سے لپٹتے ہوئے کہا تو عمران

بوکھلا گیا۔

”کک۔ کیا کہہ رہی ہو۔ تم ہوش میں تو ہو“..... عمران نے گھبرا کر خود کو جولیا سے الگ کرتے ہوئے کہا۔

”میں۔ میں مرنے والی ہوں عمران۔ پروفیسر کارلوں کی غلام طاقتوں نے مجھ پر کیا جادو کیا ہے کہ میرا دل کٹا جا رہا ہے۔ میں تمہاری دنیا میں چند لمحوں کی مہمان ہوں۔ مرنے سے پہلے مجھے ایک مرتبہ اپنے پیار کی حرارت بخش دو عمران۔ ورنہ مرنے کے بعد میری نا آسودہ روح بھٹکتی پھرے گی“..... جولیا نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر رقت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کا دل جولیا کی بیچارگی پر تڑپ اٹھا۔ جولیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر مسلنے لگی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور سانسیں ناہموار ہو رہی تھیں۔

”نہیں جولیا نہیں۔ تم میرے جیتے جی نہیں مر سکتیں۔ تم مر گئیں تو میں ساری دنیا کو جلا کر راکھ کر ڈالوں گا“..... عمران نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

”میں اب زندہ نہیں بچوں گی عمران۔ آج یہ وہ وقت ہے جس کی میں برسوں سے تمنا کر رہی تھی کہ جب مجھے موت آئے تو تمہارے قدموں میں آئے۔ تمہارے پہلو میں میرا دم نکلے۔ مجھے اپنی ہانہوں میں سمیٹ لو عمران۔ میری زندگی کی آخری سانسوں سے اپنی سانسیں ہم آہنگ کر دو ڈنیر“..... جولیا نے ہچکیاں لیتے ہوئے انتہائی کمزور آواز میں کہا۔

”حوصلہ رکھو۔ چند منٹ کے لئے اپنی سانسوں کی روانی برقرار رکھو اور مرنے سے پہلے دیکھ لو کہ میں تمہارے قاتل پروفیسر کارلوس پر کیسے قیامت بن کر ٹوٹا ہوں۔ اٹھو چلو میرے ساتھ“..... عمران نے درندوں کی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”آہ۔ میں چل نہیں سکتی عمران۔ مجھے اپنے بازوؤں میں اٹھا لو“..... جولیا نے کراہتے ہوئے کہا۔

”تم کس طرف سے غار میں داخل ہوئی تھیں۔ باہر نکلنے کا راستہ کس جانب ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”اس طرف“..... جولیا نے بائیں جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے۔ تم یہاں رہو۔ میں ابھی پروفیسر کارلوس کو جہنم رسید کر کے واپس آتا ہوں۔ میرے آنے تک خود کو سنبھالو۔ میں اس کتے کارلوس کی لاش کے ٹکڑے کر کے لاؤں گا“..... میرا انتظار کرنا جولیا۔ اگر تم مر گئیں تو تمہارے بعد میں بھی زندہ نہیں رہوں گا“..... عمران نے گرجدار لہجے میں کہا اور تیزی سے غار کے بائیں جانب بڑھا۔

”ٹھٹھ۔ ٹھہر جاؤ عمران۔ مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ میں تمہیں پروفیسر کے آشرم تک گائیڈ کروں گی“..... جولیا نے فرش سے اٹھتے ہوئے کہا اور قدم بڑھا کر

عمران کے قریب پہنچ گئی۔ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دوبارہ بائیں جانب بڑھنے لگا۔ تقریباً بیس قدم کا فاصلہ طے کر کے وہ غار کے کھلے دہانے کے قریب پہنچ گئے۔ باہر دن کی روشنی میں جنگل دکھائی دے رہا تھا۔

”عمران ڈیر۔ ذرا اپنا چہرہ تو میری طرف کرو۔ میرے لب خشک ہو رہے ہیں۔ انہیں تر کر دو“..... جولیا نے رکتے ہوئے التجائیہ لہجے میں کہا۔

”نہیں جولیا۔ اس وقت میرا دماغ چیخ رہا ہے۔ ویسے بھی یہ بدروحوں کا غار ہے۔ پیار کرنے کے لئے یہ جگہ مناسب نہیں ہے۔ البتہ پروفیسر کو ہلاک کرنے کے بعد میں تمہیں ضرور پیار کروں گا۔ اتنا زیادہ پیار کروں گا کہ تم خود کہو گی کہ عمران بس کرو“..... عمران نے نرم لہجے میں کہا اور غار سے باہر نکل آیا۔ غار کے چاروں طرف گھٹنا جنگل تھا۔ عمران دو قدم آگے بڑھا تو جولیا تیزی سے قدم اٹھاتی ہوئی عمران کے آگے آ گئی۔

”وہ عمارت کہاں ہے جولیا۔ کیا پروفیسر نے اسے جادو سے غائب کر رکھا ہے“..... عمران نے جولیا کے پیچھے قدم اٹھاتے ہوئے پوچھا اور جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

”ہاں۔ لیکن یہاں ایک درخت کے تنے میں دروازہ ہے جس سے میں باہر آئی تھی۔ اس میں داخل ہو کر ہم عمارت کے ایک کمرے میں پہنچ جائیں گے“..... جولیا نے جواب میں کہا تو عمران

کو بے حد حیرت ہوئی۔ کچھ دیر بعد جولیا کشادہ تنے والے ایک درخت کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ اسی لمحے اس درخت کے تنے میں ایک دروازہ نما شکاف نمودار ہو گیا۔ اس دروازے کی دوسری جانب تنے کے اندر گہری تاریکی تھی۔ عمران نے اندر دیکھنے کی کوشش کی لیکن کچھ نظر نہ آیا۔

”مجھے ڈر لگ رہا ہے عمران۔ مجھے اٹھا کر اندر لے چلو۔“ جولیا نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تم باہر ٹھہرو۔ پہلے میں اندر کا جائزہ لیتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر تنے میں داخل ہوا لیکن اندر قدم رکھتے ہی جولیا کی ہولناک چیخ بلند ہوئی اور عمران بوکھلا کر دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی اور وہ کسی گہرے خلا میں گرتا چلا گیا۔ عمران نے خود کو سنبھالنے اور درخت کے تنے کی اندرونی دیواروں کو پکڑنے کے لئے ہاتھ دراز کئے لیکن ناکام رہا۔ تنا اندر سے اتنا کشادہ تھا کہ عمران کے ہاتھ دیواروں تک نہ پہنچ پا رہے تھے حالانکہ باہر سے تنا اتنا بڑا نہیں تھا۔ اس کا جسم مسلسل گہرائی کی طرف گرتا جا رہا تھا اور عمران کو یقین تھا کہ جب وہ زمین پر گرے گا تو اس کی ہڈی پسلی ایک ہو جائے گی۔ لیکن کئی لمحے گزر گئے اور تنے کی گہرائی ختم نہ ہوئی۔ عمران کو اس پوزیشن میں بھی جولیا کی فکر تھی کہ وہ کیوں چپنی تھی اور اس پر کیا مصیبت ٹوٹی تھی۔

تقریباً دو منٹ بعد عمران کا جسم اس کنویں نما تنے میں پانی کی سطح پر گرا اور پھر پانی میں ڈوبتا چلا گیا۔ عمران نے جلدی سے ہاتھ پاؤں مارے اور پانی سے نکلنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا اور پھر اس کے حواس جواب دے گئے اور اس کا ذہن ہر قسم کے احساس سے بے نیاز ہوتا چلا گیا۔ یہ کیفیت نجانے کتنی دیر تک رہی اور پھر اس کے حواس بیدار ہوتے چلے گئے۔ اس نے آنکھیں کھولیں لیکن تاریکی دکھائی دی اسے خیال آیا کہ شاید وہ اس گہرے کنویں کی تہہ میں ہے لیکن وہاں پانی نہ تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کی پشت کے نیچے کوئی ہموار پختہ فرش ہے۔ چند لمحوں تک اس کی یادداشت کا سلسلہ بحال ہو گیا تو اسے جولیا کا خیال آیا۔ یقیناً پروفیسر کارلوس کی کسی غلام طاقت نے اسے درخت کے تنے سے ماورائی ذریعے سے کسی گہرے تہہ خانے میں پہنچا دیا تھا۔ عمران کے ذہن میں سوال ابھرا کہ جولیا کا کیا انجام ہوا۔ کیا جولیا کو بھی قید کر دیا گیا تھا یا وہ وہیں درخت کے تنے کے باہر ہی ہے۔ ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اسے کسی کی ہلکی ہلکی سانس سنائی دیں اور وہ چونک پڑا۔ کوئی جاندار اس کے قریب ہی موجود تھا جو سانس لے رہا تھا۔

”کون ہے یہاں۔“ عمران نے بلند آواز سے پوچھا لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ تب عمران سیدھا ہو کر اٹھ بیٹھا اور اس سمت گھٹنوں کے بل فرش پر ادھر ادھر ہاتھ پھیلاتا ہوا آگے بڑھا۔ چند فٹ کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس کا ہاتھ کسی انسانی جسم کے سینے پر پڑا

پوری نہ ہو۔ تمنا اور خواہش ناتمام رہے۔ آسودگی کا ایک لمحہ نصیب نہ ہو۔..... جولیا کی حسرت بھری آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ کسی گناہ کے ارتکاب سے پہلے ہی مر جانا تمہاری اگلی زندگی کے لئے بہتر رہے گا۔ کم از کم مجھے قیامت کے روز شرمسار تو نہیں ہونا پڑے گا۔..... عمران نے حتمی لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کا رخ اندھیرے میں اندازے سے جولیا کے جسم کی طرف کیا اور ٹریگر پر انگلی رکھ لی۔

”عمران۔ فار کرنے سے پہلے صرف ایک مرتبہ میرے پیاسے لبوں کو اپنے پیار کی حلاوت سے آشنا کر دو۔..... جولیا نے التجائیہ لہجے میں کہا تو عمران نے غصے سے دانت پیستے ہوئے فار کر دیا۔ جواب میں جولیا کی انتہائی کربناک چیخ سنائی دی اور پھر وہاں گہرا سناٹا پھیلتا چلا گیا۔

”شاباش بیٹا۔ تم نے خود کو شیطان کا غلام بننے سے بچا لیا ہے۔..... دفعتاً ایک شفقت بھری آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ آواز سید عابد علی شاہ کی تھی۔

”شاہ صاحب۔ آپ۔..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں بیٹا۔ اگر تم اسی طرح شیطان کی کوششوں کو ناکام بناتے اور خود کو نجاست سے بچاتے رہے تو ان شاء اللہ سرخرو رہو گے اور شیطان پر فتح پاؤ گے۔ اللہ حافظ۔..... سید عابد علی شاہ نے آخر میں

اور اس نے بوکھلا کر ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ وہ سانسیں اسی جسم میں بلند ہو رہی تھیں۔

”اف۔ ہاتھ پیچھے کیوں ہٹا لیا عمران۔ بڑے ظالم ہو۔..... دفعتاً جولیا کی آواز سنائی دی اور عمران کا دماغ جھنجھٹا اٹھا۔ اسے جولیا کی بے باکی اور بے حیائی پر غصہ آنے لگا۔ گہری تاریکی میں جولیا اسے نہیں دکھائی دے رہی تھی اور شاید جولیا اس تاریکی سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس کے قریب ہو گئی تھی۔

”آؤ عمران۔ یہاں تاریکی بھی ہے اور تنہائی بھی۔ پھر شاید ایسا موقع نہ ملے۔..... جولیا کی خمار بھری آواز دوبارہ سنائی دی تو عمران کا دل چاہا کہ خود کو گولی مار دے۔ اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ جولیا اس حد تک بھی جاسکتی ہے وہ اسے آج تک خود دار اور سفلی جذبات سے بے نیاز پاکیزہ دل و دماغ کی عورت سمجھتا رہا تھا لیکن آج وہی جولیا بے شرمی کی آخری حدوں کو چھو رہی تھی۔

”دیکھو۔ مت ترساؤ عمران۔ ساری زندگی تم نے مجھے اپنے پیار سے محروم رکھا ہے۔ اب تو تمام فاصلے ختم کر دو۔ اور کتنا ترپاؤ گے مجھے۔ رحم کرو عمران۔ آؤ۔..... جولیا کی جذباتی آواز سنائی دی۔

”شٹ اپ۔ اب تم نے ایک لفظ بھی کہا تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔..... عمران نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مار دو۔ میں تو خود تمہارے ہاتھوں مرنا چاہتی ہوں ڈیر۔ ایسی زندگی کا کیا فائدہ جس میں محبوب کا پیار نہ ملے۔ آشا

کہا تو عمران نے بھی اللہ حافظ کہا اس کے بعد شاہ صاحب کی دوبارہ آواز نہ آئی تو عمران سوچنے لگا کہ جولیا کی موت اسی کے ہاتھوں لکھی تھی۔ کیا جولیا کو شیطانی قوتوں نے گمراہ کر دیا تھا۔ کیا پروفیسر کارلوس نے اپنی ماورائی طاقت سے جولیا کے ذہن کو اپنے تابع کر لیا تھا اور جولیا کو اس کے پاس اس لئے بھیجا گیا تھا کہ جولیا اسے بہکا کر اسے گناہ کرنے پر مجبور کر دے۔ اگر یہ بات تھی تو جولیا بے قصور تھی۔ یقیناً اس کا دل و دماغ پروفیسر کارلوس کے کنٹرول میں تھا۔ جولیا کی طرح پروفیسر کارلوس سلیمان اور دوسرے ممبرز کو بھی گمراہ کر سکتا تھا اس لئے پروفیسر کارلوس کا جہد سے جلد خاتمہ ضروری تھا۔

دفعۃً عمران کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے جولیا ابھی زندہ ہو اور اندھیرے میں چلائی گئی گولی جولیا کے بازو یا ٹانگ میں لگی ہو۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے جولیا کو آواز دی لیکن جولیا کی طرف سے کوئی آواز نہ آئی۔ اس نے پیر سے جولیا کے جسم کو ہلانے کی کوشش کی تو اسے محسوس ہوا کہ جولیا کے نرم جسم کی بجائے وہاں کوئی سخت چیز موجود تھی۔ عمران کو حیرت ہوئی اور اس نے جھک کر اس چیز کو ہاتھ سے ٹوٹنا چاہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ اس سخت چیز سے ٹکراتا اچانک ایک ہولناک چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہاں روشنی پھیل گئی۔ روشنی ہوتے ہی عمران کی نظر اس چیز پر پڑی اور وہ یکدم گھبرا کر پیچھے ہٹا چلا گیا کیونکہ وہ

ایک انسانی ڈھانچہ تھا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ پیچھے مت ہٹو عمران۔ میں آ گیا ہوں“..... دفعۃً ایک نئی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی تو عمران نے بوکھلا کر روشنی کی طرف دیکھا اور بے اختیار اچھل پڑا۔ چند قدم کے فاصلے پر بدروح کبڑا ہاتھ میں ایک جلتی ہوئی موم بتی اٹھائے کھڑا عمران کو گھور رہا تھا۔ یہ وہی بوڑھا تھا جس نے اسے ناگدون میں پہنچایا تھا اور بقول رائیل اس کا نام پشخام تھا۔ ایک لمحہ بعد عمران نے اس سے نگاہیں ہٹا کر ادھر ادھر دیکھا یہ کوئی پختہ کمرہ تھا جس کا واحد دروازہ بند نظر آ رہا تھا اور کبڑا دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا۔ عمران کے قریب فرش پر مردہ ڈھانچہ پڑا تھا جبکہ جولیا کی لاش غائب تھی۔

”شاید تم جولیا کو تلاش کر رہے ہو عمران“..... دفعۃً پشخام نے عمران سے کہا۔

”ہاں۔ وہ کہاں ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”یہ ڈھانچا جولیا کا ہی ہے“..... پشخام نے مسکرا کر کہا۔

”کیا۔ بکتے ہو تم“..... عمران نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ تم نے جولیا کو قتل کر دیا اور جولیا کا گوشت آقا کے غلام کھا گئے۔ اگر یقین نہیں آتا تو تم جولیا کے ڈھانچے سے پوچھ لو“..... پشخام نے ہنس کر کہا تو عمران کو پھر بھی یقین نہ آیا۔

”میرے باقی ساتھی کہاں ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ عیاشی میں مشغول ہیں“..... پشخام نے جواب میں کہا تو

عمران چونک پڑا۔

”عیاشی۔ کس قسم کی عیاشی۔ وہ ہیں کہاں“..... عمران نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ مرد ہو کر عیاشی کا مطلب نہیں سمجھتے۔ آقا نے ان

کے لئے شراب اور خوبصورت لڑکیاں مہیا کر دی ہیں۔ تم بدقسمت

تھے جو تاریکی میں بھی فائدہ نہ اٹھا سکے اور اپنی ہی ساتھی کو اپنی

پارسائی کی بھینٹ چڑھا دیا“..... پشخام نے کہا تو عمران کا دماغ

چینٹنے لگا۔ اس کے ساتھی شیطان کے آلہ کار بن گئے تھے۔ اس خبر

نے اسے ذہنی طور پر بے حد دھچکا لگایا تھا۔ گویا اب وہ اپنے

ساتھیوں سے محروم ہو چکا تھا اور اسے جو کچھ کرنا تھا اکیلے ہی کرنا

تھا۔

”نہیں۔ میرے ساتھی شیطان کی پیروی نہیں کر سکتے۔ کہاں

ہیں وہ“..... عمران نے چینٹتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرے ساتھ آؤ۔ اور تم بھی زندگی کے مزے لوٹ لو“۔

پشخام نے مکروہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلو۔ میں ان سب کو گولی مار دوں گا۔ اور وہ کتا کارلوں کہاں

ہے“..... عمران نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”آقا کی شان میں گستاخی مت کرو عمران۔ ورنہ آقا تمہیں

زمین کے چودہویں طبق میں دفن کر دے گا“..... پشخام نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

”بکواس مت کرو شیطان کے چیلے۔ میں تمہاری گردن توڑ

ڈالوں گا“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے

بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر پشخام کے سینے میں ٹھوکر دے ماری۔

پشخام کے منہ سے انتہائی کریناک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر کمر کے

بل فرش پر گرا تو اس کے ہاتھ میں موجود جلتی ہوئی موم بتی زمین پر

گر کر بجھ گئی اور کمرے میں گھپ اندھیرا پھیل گیا۔ عمران نے کوئی

لحہ ضائع کئے بغیر پشخام پر چھلانگ لگائی لیکن پشخام جہاں گرا تھا

وہاں موجود نہیں تھا۔ عمران منہ کے بل پختہ فرش پر گرا اور اس کی

پیشانی فرش کے ساتھ ٹکرائی تو اس کے حلق سے بے ساختہ کراہ نکلی

اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

خون بھی وہ چاٹ رہی تھیں۔ بائیں جانب ایک مکروہ ادھیڑ عمر شخص کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ لمبوتر تھا اور آنکھیں دہکتے انگاروں کی مانند سلگ رہی تھیں۔ قد کے لحاظ سے وہ بونا لگ رہا تھا۔

”یہ آقا کا مہمان خانہ ہے نئے مہمانو“..... دفعتاً اس بوڑھے نے کھڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا تو سیکرٹ سروس کے ممبر اس کی آواز سے پہچان گئے کہ وہی قلقاش ہے۔ صفدر نے چہرہ گھما کر اپنے ساتھیوں کا جائزہ لیا۔ وہ سب دہشت زدہ کھڑے آدخوڑ اور خونخوار بلیوں کو دیکھ رہے تھے جو لیا کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔

”قلقاش۔۔۔ یہ بلیاں کون ہیں“..... صفدر نے ہمت کر کے بونے قلقاش سے کہا۔

”یہ بتریرے کی بدروحمیں ہیں اور عرصہ سے بھوک پیاسی ہیں۔ آقا نے انہیں اپنا غلام بنا کر ان کی بھوک مٹانے کا انتظام کیا ہے“..... قلقاش نے خوفناک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم ہمیں یہ منظر کیوں دکھا رہے ہو“..... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ تم لوگ بھی بھوکے ہو اور ان بدروحوں کے بعد یہ لاشیں تمہارے لئے ہوں گی“..... قلقاش نے جواب میں کہا تو صفدر کو سبے حد غصہ آیا۔ خاور اور چوہان کو تو یہ سن کر اباکیاں آنے لگیں کہ وہ لاشیں ان کی بھوک مٹانے کے لئے تھیں۔

”بس کرو۔ اب یہ نئے مہمان کھائیں گے“..... قلقاش نے

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کے چاروں کونوں میں بنے طاچوں میں موسی شمعیں جل رہی تھیں لیکن کمرے کی دیواروں کا تقریباً دس فٹ کی بلندی کے بعد بتدریج آپس میں فاصلہ کم ہوتا چلا گیا تھا اور اوپر جا کر وہ آپس میں اس طرح مل گئی تھیں کہ گنبد سا بن گیا تھا۔ یقیناً اسی مخروطی گنبد کے سبب صفدر اور اس کے ساتھیوں کو آواز کی بازگشت سنائی دیتی تھی۔ لیکن جس منظر نے انہیں خوف کی شدت سے ساکت کر دیا تھا۔ وہ سامنے والی دیوار کے پاس چند خون آلودہ لاشیں تھیں۔ ان لاشوں کو سیاہ رنگ کی قوی ہیکل اور خوفناک بلیاں اپنے نوکیلے دانتوں سے بھنبھوڑ رہی تھیں۔ انسانی گوشت کھانے کے ساتھ ساتھ ان بلیوں کے منہ سے ہلکی ہلکی خرخراہٹیں نکل رہی تھیں۔ ایک ایک لاش کو چار چار بلیاں انتہائی بے دردی سے نوچ رہی تھیں اور لاشوں کے ارد گرد فرش پر پھیلا

بلیوں کی طرف دیکھتے ہوئے تھکمانہ لہجے میں کہا تو تمام بلیاں یکدم غائب ہو گئیں۔ بلیوں کے ہٹ جانے کے بعد لاشوں کے چہرے دکھائی دینے لگے۔ وہ سب ایکریمین افراد کی لاشیں تھیں۔

”چلو۔ شروع ہو جاؤ۔ اس کے بعد تمہیں آقا کی خدمت میں پیش ہونا ہے۔“..... قلقاش نے صفدر سے کہا۔

”بکواس بند کرو قلقاش کے بچے۔ ہم آدھور نہیں ہیں۔“ سلیمان نے یکدم غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس کے باوجود تمہیں ان لاشوں کو کھانا پڑے گا۔“..... قلقاش نے ہنس کر کہا۔

”نہیں۔ میں صرف تمہیں کھاؤں گا۔ جلدی سے ان لاشوں کو ہٹاؤ۔ ورنہ میں تمہاری قاشیں بنا دوں گا اور تم قل قاش کی بجائے خالی قاش رہ جاؤ گے۔“..... سلیمان نے دھمکی دیتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے قلقاش کی طرف بڑھا تو قلقاش خوفزدہ انداز میں چیخا اور اچھل کر دیوار سے جا لگا۔

”میرے قریب مت آنا سلیمان۔ ورنہ مارے جاؤ گے۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔“..... قلقاش نے سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ پہلے میں تمہارا خون پیوں گا۔ صفدر صاحب اپنا خنجر مجھے دیں۔“..... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

سلیمان کی جرأت دیکھ کر خاور، چوہان اور جولیا کا خوف بھی جاتا رہا۔ خاور اور چوہان نے بھی اپنی اپنی جیبوں سے شکاری خنجر

نکال لئے جبکہ صفدر اپنا خنجر سنبھال کر قلقاش کی طرف بڑھا۔

”ہٹ جاؤ سلیمان۔ میں اس خبیث کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہوں۔“..... صفدر نے سلیمان سے کہا۔

”صفدر صاحب۔ مجھے خنجر دیں مجھے قاشیں بنانے کا طویل تجربہ ہے۔ میں قلقاش کی مولی گاجر کی طرح قاش بناؤں گا۔ پھر ہم مل کر کھائیں گے۔“..... سلیمان نے صفدر کی طرف دیکھ کر کہا تو قلقاش کا جسم فرش سے بلند ہونے لگا اور وہ تیزی سے گنبد کے ساتھ جا چپکا۔ اب وہ فرش سے کم از کم بیس فٹ کی بلندی پر تھا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے سلیمان۔“..... قلقاش نے قہقہہ لگا کر کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ کبھی تو نیچے آؤ گے۔ پھر میں تمہارے ٹکڑے کروں گا۔“..... سلیمان نے بے پروائی سے کہا اور اسی لمحے اپنا خنجر کسی نیزے کی مانند قلقاش کی طرف اچھالا تو قلقاش یکدم غائب ہو گیا۔

”بھاگ گیا کتا کہیں کا۔“..... سلیمان نے منہ بنا کر غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے۔ لاشیں کہاں گئیں۔“..... دفعتاً چوہان کی حیرت بھری آواز بلند ہوئی تو سب لوگوں نے اس جانب دیکھا جہاں چند لمحے پہلے ایکریمیوں کی ادھ کھائی لاشیں پڑی تھیں لیکن اب نہ صرف لاشیں غائب تھیں بلکہ وہاں ان کا نشان تک نہ تھا۔ یہاں تک کہ

فرش پر بھی خون کا کوئی دھبہ موجود نہ تھا اور فرش یوں صاف دکھائی دے رہا تھا جیسے وہاں کبھی خون تھا ہی نہیں۔

”یقیناً یہ جادوئی کرشمہ تھا جو ہمیں دہشت زدہ رنے کے لئے دکھایا گیا تھا“..... صفدر نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”افسوس کہ نگپاش کا بچہ میرے ہاتھ سے بچ کر نکل گیا“۔ سلیمان نے افسردہ لہجے میں کہا۔

”نگپاش نہیں، قلقاش“..... خاور نے بے ساختہ مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہر حال یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بدروحیں اور دوسری ماورائی طاقتیں ہمیں جانی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ ورنہ قلقاش ہم سے ڈر کر نہ بھاگتا“..... صفدر نے کہا۔

”عمران کا کیا بنا۔ وہ ناگدون میں بے ہوش پڑا تھا“..... جولیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

”انشاء اللہ وہ بخیریت ہوں گے۔ آپ فکر مت کریں“۔ صفدر نے جولیا کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”بالکل۔ جب پروفیسر کارتوس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکا تو وہ صاحب کو کیسے نقصان پہنچا سکتا ہے“..... سلیمان نے یقین بھرے لہجے میں کہا اور کمرے کے بند دروازے کی طرف بڑھا۔

”اوہ۔ تم کہاں جا رہے ہو“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”ذرا باہر کی ہوا لینے جا رہا ہوں مس جولیا۔ آپ فکر مت

کریں۔ ایک ہفتہ بعد واپس آ جاؤں گا“..... سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

”لیکن باہر جاؤ گے کیسے۔ دروازہ تو بند ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”توڑ ڈالوں گا۔ یہ کون سا اپنا فلیٹ ہے کہ صاحب خفا ہو جائیں گے“..... سلیمان نے لاپرواہی سے کہا۔

”نہیں سلیمان۔ باہر مت جاؤ۔ خدا جانے باہر کیا حالات ہیں“۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

”آپ گھبراکیں مت۔ باہر ٹریفک نہیں، اسی عمارت کا کوئی حصہ ہو گا“..... سلیمان نے ہنس کر کہا۔

”میرا مطلب ہے کہیں بدروحیں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں“۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیکن میری جان صاحب سے زیادہ قیمتی نہیں ہے مس جولیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم تو مہمان خانے میں ہوں اور صاحب ناگدون میں اس منحوس ناگ لنگوٹ کے رحم و کرم پر بے بس پڑے رہیں“۔

سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس ناگ کا نام لنگوٹ نہیں، ہنگوٹ ہے“..... چوہان نے بے ساختہ مسکرا کر کہا۔

”ہنگوٹ ہو یا جھنگوٹ۔ میں اس کا سر کچل کر صاحب کو وہاں سے نکال لاؤں گا“..... سلیمان نے پر عزم لہجے میں کہا تو سیکرٹ

سروس کے ممبرز سلیمان کے جذبہ اور عمران سے اس کی وفا شناسی سے بے حد متاثر ہوئے۔

”مگر تم عمران صاحب کو بدروحوں کے غار سے کیسے نکال کر لاؤ گے“..... خاور نے کہا۔

”ایسے جیسے گھی سے مکھن نکالا جاتا ہے۔ میرا مطلب ہے گھی سے بال نکالا جاتا ہے“..... سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

”گھی سے بال نہیں، مکھن سے بال۔ میں تو مکھن کھا جاتا ہوں اور بال کو گھی سے نکالتا ہوں“..... سلیمان نے احمقانہ لہجے میں کہا اور دوبارہ دروازے کی طرف بڑھا جس میں نہ تو کوئی ہینڈل نصب تھا اور نہ ہی کوئی لاک وغیرہ نظر آ رہا تھا۔

”بے وقوفی مت کرو سلیمان۔ ماورائی طاقتیں ہماری نگرانی کر رہی ہیں۔ ایسا نہ ہو تم بھی عمران صاحب کی طرح ہم سے بچھڑ جاؤ“..... چوہان نے سلیمان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ بقول اس ناہنجار کنفیو شس کے اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں“..... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا اور دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے فلک شکاف چیخ نکلی اور وہ یوں اچھل کر کئی قدم پیچھے آگرا جیسے کسی غیبی طاقت نے اسے اٹھا کر پھینکا ہو۔ سلیمان کا حشر دیکھ کر سیکرٹ سروس کے ممبرز ایک مرتبہ پھر خوفزدہ ہو گئے۔

صفدر نے جلدی سے آگے بڑھ کر سلیمان کو سنبھالا۔ سلیمان فرش پر

پڑا کراہتا ہوا دہشت زدہ نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”کیا ہوا سلیمان۔ تم ٹھیک تو ہو“..... صفدر نے پوچھا۔

”کسی کم بخت نے دروازے کو چھوتے ہی مجھے زور سے دھکا دیا تھا میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر۔ نہیں شاید وہ ہاتھ کی بجائے کسی مردے کا پنجہ تھا۔ میں نے اس کی انگلیوں کی بجائے ہڈیاں محسوس کی تھیں“..... سلیمان نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”کمبخت نہیں، میرا نام مارچوبہ ہے“..... دفعتاً دروازے کی طرف سے ایک گرجدار اور غیر مرئی آواز آئی تو صفدر اور اس کے ساتھی خوف سے بہم گئے۔

”تو سامنے آ کر مارنا مارچوبہ کے بچے۔ پھر دیکھو میں کیسے تمہیں چوں چوں کا مربہ بناتا ہوں“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آقا کی اجازت کے بغیر تم میں سے کسی نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو میں اسے ہرگز نہیں چھوڑوں گا“..... غیبی آواز سنائی دی۔

”واہ۔ اتنی لمبی لمبی چھوڑ رہے ہو تو ہمیں کیسے نہیں چھوڑو گے“..... سلیمان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”مارچوبہ۔ ہمیں اس کمرے میں کیوں قید کیا گیا ہے۔ تمہارے آقا کا مقصد کیا ہے“..... صفدر نے دروازے کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔

”میں صرف محافظ روح ہوں۔ یہ سوال تمہیں قلقاش سے کرنا چاہئے تھا“..... مارچوبہ کی آواز ابھری۔

”ارے وہ۔ وہ قلفی فروش کا بچہ تو جان بچا کر بھاگ گیا ہے۔“
سلیمان نے غراتے ہوئے کہا۔

”میرا دماغ مت چاٹو احمق آدمی۔ بھوک لگی ہے تو کھانا کھا لو“..... مارچوبہ نے بیزار سی آواز میں کہا۔

”آہا۔ کھانا کھا لو۔ پھر تم کہو گے آنکھوں کی پیاس بجھا لو۔ لیکن میں تمہاری طرح بدروح نہیں ہوں کہ تمہارے خون سے پیاس بجھاؤں۔ مجھے پاکیزہ اور حلال کھانے کی عادت ہے۔ میں مردار خور نہیں ہوں“..... سلیمان نے طنزیہ انداز میں ہاتھ نچا کر کہا تو اس کے ساتھی خوف کے باوجود مسکرانے پر مجبور ہو گئے۔

”نخرے مت کرو سلیمان۔ اب تک تم نے کئی بار حرام کھایا ہے۔ اپنے مالک کی اجازت کے بغیر اور اس سے چھپ کر اپنے حق سے زیادہ کھاتے رہے ہو۔ مالک کو دو انڈے کھاتے مگر خود چار چار ہڑپ کرتے رہے ہو۔ دودھ کا بل پندرہ سو روپے ہوتا ہے لیکن تم بے ایمانی کر کے مالک سے دو ہزار اینٹھتے ہو اور پانچ سو روپے میں سینما دیکھتے ہو اور وہاں برگر کھاتے ہو۔ خود شامی کباب اور چکن کھاتے ہو اور مالک کو مونگ کی دال پر ٹر خاتے ہو۔ کیا اور بھی بتاؤں تمہاری حرام خوریاں“..... مارچوبہ کی ہنستی ہوئی آواز

آئی۔

”نہیں۔ نہیں۔ بس کرو یار۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ اس جزیرے پر میرے راز دار بھی موجود ہیں“..... سلیمان نے بوکھلا کر کہا مگر صفدر، چوہان، خاور اور جولیا کو بے حد حیرت ہوئی کہ مارچوبہ کو سلیمان کی ان باتوں کا کیسے علم ہوا۔

”یار مارگھونسہ۔ ایک بات کہوں“..... سلیمان نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

”بکو مت۔ میرا نام گھونسہ نہیں، چوبہ ہے، مارچوبہ۔“ مارچوبہ نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”چلو۔ چوبہ ہی سہی۔ ہمیں یار کی یاری سے مطلب ہے، اس کے نام سے نہیں۔ تم یوں کرو کہ مجھے اپنا ساتھی بنا لو تا کہ مجھے بھی ماضی، حال اور مستقبل کی باتیں معلوم کرنے کا فن آ جائے۔“ سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم تو پہلے ہی میرے ساتھی ہو سلیمان“..... مارچوبہ نے ہنس کر کہا تو سلیمان اچھل پڑا اور باقی ممبرز بھی چونک پڑے۔

”کیا۔ کیا میں پہلے سے ہی تمہارا ساتھی ہوں“..... سلیمان کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی۔

”ہاں۔ کیونکہ تم ایسے کام کرتے ہو جو شیطان کو پسند ہیں۔ اگرچہ تم ابھی شیطان کے پوری طرح پیروکار نہیں بنے اس کے باوجود آقا کارلوس نے تم پر مہربانی کی اور مجھے حکم دیا ہے کہ تم سے

نرمی کا سلوک کروں ورنہ میرا ایک ہی تھپڑ تمہیں ملیا میٹ کر سکتا ہے۔ کیا سمجھے..... مارچوبہ کی آواز سنائی دی تو سلیمان بغلیں جھانکنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی حیرت زدہ کھڑے تھے۔

”ارے۔ میں تو بھول ہی گیا۔ کہاں ہے کھانا..... ایک لمحہ بعد سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”کیا تم اندھے ہو۔ خود نہیں دیکھ سکتے..... مارچوبہ نے غصیلے لہجے میں کہا تو سلیمان کے ساتھ ساتھ ممبرز نے بھی مڑ کر دیکھا تو حیرت سے اچھل پڑے۔ جہاں کچھ دیر پہلے آدھ کھائی لاشیں رکھی تھیں اب وہاں قالین بچھا ہوا تھا اور اس پر کئی برتنوں میں کھانا سجا ہوا تھا۔

”بہت خوب۔ لگتا ہے کسی مائن اشار ہوٹل سے کھانا منگوایا گیا ہے..... سلیمان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ یہ ہوٹل سے نہیں لایا گیا..... مارچوبہ نے ہنس کر کہا۔

”تو کوہ قاف سے لایا گیا ہو گا۔ لیکن مجھے کھانے سے غرض ہے پیڑ گننے سے نہیں..... سلیمان نے کھانوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”بھئی۔ آپ لوگ بھی آئیں نا۔ میں اکیلا کھاؤں گا تو خواہ مخواہ تھوڑا سا کھانا بچ جائے گا..... سلیمان نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

”نہیں۔ تم ہی کھاؤ۔ ہمیں بھوک نہیں ہے..... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”مس جولیا۔ تھوڑا سا کھا لیں۔ پھر نجانے کھانا کب نصیب ہو۔ بھوکے رہ کر ہم شیطانی طاقتوں سے کیسے مقابلہ کر سکیں گے۔“ صدر نے آہستہ سے کہا تو جولیا نہ چاہنے کے باوجود ممبرز کے ہمراہ دسترخوان پر آ بیٹھی۔ سلیمان ان سے پہلے ہی وہاں بیٹھ چکا تھا۔

”میں تو پہلے بریانی کھاؤں گا..... سلیمان نے کہا اور بریانی کی ڈش اٹھا کر اپنے آگے رکھی لیکن جونہی اس نے بریانی سے نوالہ لینے کے لئے اس میں ہاتھ ڈالا، یکدم اسے اپنی انگلیوں میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی تو اس نے جلدی سے ہاتھ اٹھا کر غور سے دیکھا اور بے ساختہ چیخ پڑا کیونکہ اس کی انگلیوں پر چاولوں کے سائز کے زردی مائل کیڑے چپکے ہوئے تھے۔ وہ ہاتھ کو زور زور سے جھٹکتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگا۔ ممبرز بھی گھبرا گئے۔

”ادھ۔ کیا ہوا..... صدر نے جلدی سے پوچھا۔

”کک۔ کیڑے۔ یہ بریانی نہیں، زندہ کیڑے ہیں۔“ سلیمان نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا تو چوہان نے جلدی سے ایک ڈونگے کا ڈھکن اٹھایا اور چیخ کر ڈھکن پٹخ دیا کیونکہ ڈونگے میں خون تھا اور اس خون میں کئی زندہ جھینگر تیر رہے تھے۔ اتنے میں خاور بھی اپنے سامنے پڑے ڈونگے کا ڈھکن اٹھا چکا تھا لیکن اس میں سیاہ رنگ کے زندہ بچھو حرکت کر رہے تھے جو ڈھکن ہٹاتے ہی باہر نکلنے

لگے۔ خاور نے بوکھلا کر فوراً ڈھکن بند کر دیا اور تیزی سے اٹھ کر پیچھے ہٹنے لگا۔ صفدر اور جولیا بھی گھبرا کر کھڑے ہو گئے۔ چوہان اور سلیمان اٹھ کر عقب میں دیوار سے جا لگے تھے لیکن اچانک ہی ایک جھماکا ہوا اور تمام برتن ٹوٹ گئے تو ان میں بھرے کیڑے، بچھو، جھینگر اور لال بیگ دسترخوان پر پھیل گئے۔ یہ دیکھ کر صفدر اور اس کے ساتھی اور بھی خوفزدہ ہو گئے کہ وہ تمام کیڑے تیزی سے ان کی طرف رینگنے لگے تھے۔ ٹھیک ہے اسی لمحے کمرے میں یکدم تاریکی پھیل گئی اور تمام ممبرز دہشت سے چیختے ہوئے دسترخوان کی مخالف سمت میں دوڑنے لگے تاکہ اپنی طرف بڑھنے والے خوفناک کیڑوں کی دسترس سے دور ہو جائیں جو یقیناً ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے تھے لیکن اسی لمحے کمرے میں بے شمار عورتوں اور مردوں کے خوفناک قہقہے گونجنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی صفدر اور اس کے ساتھی کمرے کی دوسری دیوار سے جا ٹکرائے اور فرش پر گر کر بے ہوش ہوتے چلے گئے۔

پروفیسر کارلوس اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا اپنے سامنے کھڑی کنڈش نامی خوبصورت لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے پروفیسر کارلوس کو اپنی کارکردگی کے بارے میں بتا رہی تھی۔

”آقا۔ میں نے ہر طرح سے عمران کو بہکانے اور گناہ کرنے پر اکسانے کی کوشش کی لیکن اس پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ مجھے محسوس ہوا کہ وہ یا تو انسان نہیں ہے یا پھر اس کے سینے میں پتھر کا دل ہے کہ اس نے مجھے چھونے سے بھی گریز کیا اس کا ذہن برے خیالات سے پاک رہا اور اس نے میری طرف میلی نگاہ سے ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا“..... کنڈش نے کہا۔

”لیکن تم نے تو دعویٰ کیا تھا کہ تم عمران کو نجاست میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی“..... پروفیسر کارلوس نے کنڈش کو گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آقا۔ میرا خیال یہی تھا کہ چونکہ عمران، جولیا کو پسند کرتا ہے اور جولیا بھی عمران سے خاموش محبت کرتی ہے اس لئے جب میں جولیا کے روپ میں تنہائی اور اندھیرے میں اس سے ملوں گی تو وہ اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا اور میرا جسم دیکھ کر اس کے مردانہ جذبات میں بھونچال آجائے گا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ عمران کے جذبات میں معمولی سا ارتعاش بھی پیدا نہ ہوا۔ پھر میں اسے اس عمارت میں لے آئی کہ شاید ناگدون میں اس کے ساتھ جو واقعات پیش آئے تھے ان کا عمران کے ذہن پر خوف طاری ہے اور اس خوف نے اس کے لطیف جذبات کو بری طرح دبا رکھا ہے مجھے امید تھی عمارت میں عمران ذہنی طور پر بے خوف اور پرسکون ہوگا اور میری دعوت قبول کر کے ہمارے دائرے میں آجائے گا لیکن یہاں وہ اس معاملے میں پہلے سے زیادہ سخت ثابت ہوا اور جب میں نے اپنا آپ اس کے سپرد کرنے کی کوشش کی تو اس نے غضبناک ہو کر مجھے گولی مار دی۔ چونکہ مجھے اپنے جولیا والے کردار کا بھرم رکھنا تھا اس لئے میں نے وہاں ایک ڈھانچا ڈال دیا اور چشم کو کمرے میں بھیج دیا کہ وہ عمران کو اس کے ساتھیوں کے بارے میں بہکائے تاکہ عمران خود کو اکیلا سمجھ کر مایوس ہو جائے اور آپ کی اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہو جائے“..... کندش نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ“..... پروفیسر کارلوس نے طویل سانس

لیتے ہوئے کہا تو کندش یکدم غائب ہو گئی۔ اس کے جانے کے بعد پروفیسر کارلوس نے چند لمحوں تک کچھ سوچا اور پھر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر فرش کی طرف انگلی سے اشارہ کیا تو ایک لمحہ بعد فرش پر سیاہ رنگ کا ایک سیاه بچھو نمودار ہوا اور اس بچھو کے گرد گہرا سیاہ دھواں پھیل گیا اور پھر اس دھوئیں سے ایک خوفناک شکل کا بوڑھا نمودار ہو گیا۔ اس بوڑھے کی ناک کی جگہ صرف دو سوراخ تھے اور دونوں رخساروں کا گوشت چھپڑوں کی مانند کندھوں تک لٹکا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں کے پوٹے غائب تھے اور کان گدھے کے کانوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں جن میں خاصی چمک تھی۔ وہ بوڑھا رکوع کے انداز میں پروفیسر کارلوس کے سامنے جھک گیا۔

”مارچوبہ حاضر ہے آقا“..... خوفناک بوڑھے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”عمران کے ساتھی کہاں ہیں“..... پروفیسر کارلوس نے پوچھا۔
”وہ سب مہمان خانے میں بے ہوش پڑے ہیں آقا۔“ بوڑھے مارچوبہ نے جواب میں کہا۔

”ادہ۔ کیا تم نے انہیں بے ہوش کیا ہے“..... پروفیسر کارلوس نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں آقا۔ قلقاش نے آپ کے حکم مطابق انہیں خوف زدہ کرنے کے لئے لاشیں کھانے کو کہا تو عمران کے ساتھی غضبناک ہو

گئے اور انہوں نے قلقاش کو ختم کرنے کے لئے خنجر نکال کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو قلقاش کمرے سے بھاگ گیا۔ اس کے جانے کے بعد عمران کے ساتھی سمجھ گئے کہ وہ لاشیں انہیں خوفزدہ کرنے کے لئے دکھائی گئی تھیں اس لئے وہ لوگ قدرے بے خوف ہو گئے۔ عمران کا ذاتی ملازم سلیمان عمران کو آزاد کرانے کا عزم رکھتا ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے روکنے کے باوجود مہمان خانے سے باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کی کوشش ناکام بنا دی۔ پھر قلقاش کی طرح میں نے ان کے لئے دعوت طعام کا اہتمام کیا لیکن کھانے میں بچھو، جھینگڑ اور کیڑے وغیرہ دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو گئے اور دسترخوان سے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے برتن توڑ کر ان بلاؤں کو عمران کے ساتھیوں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور وہ لوگ دہشت زدہ ہو کر بھاگنے لگے تو میں نے اندھیرا کر دیا۔ اس پر عمران کے ساتھی اور بھی بوکھلا گئے اور اندھیرے میں چیختے ہوئے دیوار سے ٹکرا کر بے ہوش ہو گئے۔ مارچوبہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔ گویا تم نے انہیں حد سے زیادہ دہشت زدہ کر دیا ہے۔“..... پروفیسر کارلوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں آقا۔ وہ اتنے دہشت زدہ ہیں کہ اب آپ بڑی آسانی سے انہیں شیطان کا غلام بنا سکتے ہیں ان میں اب اتنا حوصلہ ہی نہیں رہا کہ آپ کی اطاعت سے انکار کر سکیں۔“..... مارچوبہ نے

کہا۔

”تمہارا اندازہ درست ہے مارچوبہ۔ لیکن پہلے مجھے عمران کو شیطانی حلقے میں داخل کرنا ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی نسبت زیادہ قوت ارادی رکھتا ہے اور میں اس کے عزم و حوصلہ کو شکست دینا چاہتا ہوں۔ ورنہ اسرائیل اور اکیرمیا مجھ پر تھو تھو کریں گے اور آئندہ دونوں ممالک مجھ پر کبھی اعتماد نہیں کریں گے۔“..... پروفیسر کارلوس نے انتہائی گھمبیر لہجے میں کہا تو مارچوبہ آہستہ سے ہنس پڑا۔

”آقا۔ عمران کو شیطان کا پیروکار بنانا زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔“..... مارچوبہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا تمہیں عمران کے بارے میں علم ہے کہ اسے کیسے زیر کیا جاسکتا ہے۔“..... پروفیسر نے چونک کر کہا۔

”ہاں آقا۔ آج کل کا زمانہ حرص و ہوس کا ہے۔ اس دور میں ہوس پرستی مردوں کو ہی نہیں عورتوں کو بھی بے حد پسند ہے۔ آپ کو خود بھی معلوم ہے کہ عورت کا حسن ہی عورت کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جسے وہ بڑے اعتماد سے استعمال کرتی ہے اور یہ ایسا کاری ہتھیار ہے کہ ہلا کو خان جیسے ظالم اور سنگدل خود کو اس سے نہیں بچا سکے اور نہ ہی ابتدائی دور کے انتہائی نیک و پارسا لوگ اس سے بچ سکیں ہیں۔ یہ ہتھیار سب کے لئے مہلک ثابت ہوتا ہے۔“..... مارچوبہ نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

”بکواس بند کرو مارچوبہ۔ ان لوگوں کو شیطان نے خود بہکایا تھا“..... پروفیسر کارلوس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”معافی چاہتا ہوں آقا۔ آپ بھی تو اس دور میں شیطان کے نائب ہیں اور آپ میں شیطان کی تمام خصوصیات بھی ہیں اور بے شمار شیطانی طاقتیں بھی آپ کے تابع ہیں“..... مارچوبہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو اپنی تعریف پر پروفیسر کارلوس کے چہرے پر مسرت پھیل گئی۔

”تم ٹھیک کہتے ہو مارچوبہ۔ لیکن ابھی صرف طاغوت ہی شیطان کا نائب ہے۔ جب میں عمران کو شیطان کا پیروکار بنا لوں گا تو شیطان مجھے بھی اپنے نائبین میں شامل کر لے گا“..... پروفیسر کارلوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بس تو دیر مت کریں آقا۔ عمران پر کسی حسین و جمیل لڑکی کو مسلط کر دیں“..... مارچوبہ نے جلدی سے کہا۔

”لیکن اس وار کو میں آزما چکا ہوں مارچوبہ۔ کندش نے ہر طرح سے عمران کو بہکانے اور گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن عمران پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا“..... پروفیسر کارلوس نے مایوس لہجے میں کہا۔

”معاف کیجئے آقا۔ کندش کی ناکامی کی وجہ میں جانتا ہوں۔“ مارچوبہ نے کہا تو پروفیسر کارلوس چونک پڑا۔

”اوہ۔ کیا وجہ ہے۔ جلدی بتاؤ“..... پروفیسر کارلوس نے بے

تاب ہو کر کہا۔

”آقا۔ بے شک کندش نے عمران کی ساتھی جولیا کے روپ میں بے حد کوشش کی تھی لیکن وہ یہ بھول گئی تھی کہ عمران ایک زندہ انسان ہے اس کی رگوں میں گرم خون رواں ہے۔ جبکہ بدروحوں کا خون اور جسم ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اس میں زندگی کی حرارت نہیں ہوتی اور جذبات کا دارومدار اسی حرارت پر ہوتا ہے۔ کندش جولیا کی بجائے پرستان کی شہزادی کا روپ بھی اختیار کرتی تو تب بھی اس کا خون اور جسم ٹھنڈا ہی رہتا اور ٹھنڈا جسم کسی زندہ انسان کے جذبات کو متحرک نہیں کر سکتا“..... مارچوبہ نے جواب میں کہا۔

”مختصراً بتاؤ مارچوبہ۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو“..... پروفیسر کارلوس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”صرف یہ کہ خوبصورت زندہ لڑکیوں کا انتظام کریں اور انہیں عمران کے پاس چھوڑ دیں۔ پھر دیکھیں کہ عمران ان خوبصورت لڑکیوں سے خود کو کیسے بچاتا ہے“..... مارچوبہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کچھ کرتا ہوں۔ تم جاؤ اور صبح تک عمران کے ساتھیوں کو قید میں رکھو۔ ان کے بارے میں تمہیں صبح نئی ہدایات دوں گا“..... پروفیسر کارلوس نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو مارچوبہ سیدھا کھڑا ہوا اور پھر یکدم دھواں بن کر غائب ہو گیا۔ پروفیسر کارلوس چند لمحوں تک مارچوبہ کے مشورے پر غور کرتا رہا اور پھر وہ

جیب سے سیٹلائٹ فون نکال کر تیزی سے کرنل ہوگن کے نمبر پر پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

”لیس۔ کرنل ہوگن فرام دس اینڈ“..... دوسری طرف سے کرنل ہوگن کی آواز سنائی دی۔

”پروفیسر کارلوس بول رہا ہوں کرنل ہوگن“..... پروفیسر کارلوس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”لیس پروفیسر۔ میں آپ کی کال کا شدت سے انتظار کر رہا تھا“..... کرنل ہوگن نے کہا۔

”کرنل ہوگن۔ مجھے ایک انتہائی خوبصورت اور نو جوان لڑکی چاہئے۔ ایسی لڑکی جو نہ صرف مردوں کو الو بنانے میں ماہر ہو بلکہ انتہائی چالاک و عیار بھی ہو۔ کیا آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں کوئی ایسی لڑکی موجود ہے“..... پروفیسر کارلوس نے فوراً مطلب کی بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ بلیک مون ایجنسی کی ایک ممبر لڑکی آپ کی مطلوبہ خصوصیات کی حامل ہے پروفیسر لیکن آپ کو ایسی لڑکی کس مقصد کے لئے چاہئے ہے“..... کرنل ہوگن کی آواز سنائی دی۔

”عمران کے لئے“..... پروفیسر کارلوس نے جواب میں کہا۔

”کیا۔ لیکن عمران تو عورت پروف ہے پروفیسر کارلوس۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ آج تک کوئی عورت عمران کو متاثر نہیں کر سکی۔ عورت کے معاملے میں عمران انتہائی پتھر دل ہے۔ جولیا جو سیکرٹ

سروس کی ممبر اور عمران کی پرانی ساتھی ہے وہ بھی عمران کی محبت حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی اور تو اور زیرو لینڈ کی عیار ترین اور حسین و جمیل جاسوسہ بھی عمران کو اپنی طرف راغب کرنے کی ہزاروں کوششیں کر چکی ہے لیکن اسے بھی ہر مرتبہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا بلکہ کئی مرتبہ تو وہ عمران کے ہاتھوں مرتے مرتے پیچی ہے“..... کرنل ہوگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کرنل ہوگن۔ تھریسیا کی بات اور ہے لیکن میں جس لڑکی کو عمران کی خلوت میں بھیجوں گا۔ اس لڑکی کے ساتھ میری ماورائی طاقتیں بھی ہوں گی جو اس کی مدد کریں گی اور وہ لڑکی ہر صورت میں عمران کو بہکانے میں کامیاب رہے گی“..... پروفیسر کارلوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اس لڑکی کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے آپ کے پاس روانہ کر دیتا ہوں۔ لیکن یہ خیال رکھیے گا کہ دنیا کی ہر عورت چاہے وہ مردوں کے مقابلے میں جتنی بھی بہادر ہو جہات اور بدروحوں سے ڈرتی ہے اور میری ماتحت خوفزدہ ہو گئی تو عمران کو اپنے جال میں پھنسانے میں کامیاب نہ ہو سکے گی اور وہ جزیرے سے فرار ہونے کی کوشش کرے گی“..... کرنل ہوگن کی آواز سنائی دی۔

”آپ فکر مت کریں۔ آپ کی ماتحت کو ذرا بھی خوف محسوس نہ ہو گا اور نہ ہی اسے ماورائی مخلوق کی موجودگی کا احساس ہو سکے گا۔ اوکے“..... پروفیسر کارلوس نے آخر میں کہا اور فون آف کر دیا۔

آشرم میں تھا۔ پھر یکدم اسے جولیا کا خیال آیا اور وہ بیڈ پر اٹھ بیٹھا۔ ٹھیک اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران دروازے کی طرف دیکھ کر چونک پڑا۔ دروازے سے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی کھانے کی ٹرالی دھکیلتے ہوئے اندر آ رہی تھی۔ شکل سے وہ ایکریمین لگتی تھی لیکن اس کے جسم پر ایکریمین قسم کا خاص لباس تھا۔ ٹرالی میں کھانے کے برتن رکھے تھے۔

”گڈ مارنگ سر۔ آپ کے لئے ناشتہ لائی ہوں“..... لڑکی نے عمران کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تم کون ہو۔ یہ کون سی جگہ ہے“..... عمران نے بیڈ سے اترتے ہوئے کہا۔

”میرا نام سماق ہے اور مجھے آپ کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے“..... لڑکی نے جواب میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

”کس نے تمہیں مامور کیا ہے۔ کیا تم پروفیسر کارلوس کی ملازمہ ہو“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں مس کیرن کی ملازم ہوں اور اسی نے مجھے آپ کو سرو کرنے کا حکم دیا ہے“..... لڑکی نے کہا۔

”اوہ۔ مس کیرن کون ہے۔ کیا وہ بھی کوئی بدروح ہے“۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو لڑکی ہنس پڑی۔

”نہیں سر۔ مس کیرن لارڈ تھامسن کی صاحبزادی ہیں اور یہ ان کا ذاتی بنگلہ ہے“..... سماق نامی لڑکی نے کہا۔

ہوش میں آنے کے بعد عمران نے ماحول کا جائزہ لیا تو اسے بے حد حیرت ہوئی کیونکہ اب وہ ایک شاندار بیڈروم میں بیڈ پر دراز تھا۔ کمرے میں جدید طرز کا فرنیچر سجا ہوا تھا۔ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر پانی کا جگ اور شیشے کا گلاس رکھا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک میز اور چند صوفے رکھے تھے۔ چھت میں دودھیا روشنی والا بلب جل رہا تھا۔ ایک جانب ٹی وی ٹرالی پر ٹیلی ویژن نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں کوئی کھڑکی اور روشندان نہ تھا۔ بائیں جانب کی دیوار میں دروازہ تھا مگر وہ بند تھا۔ ایک کونے میں واش روم تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔

عمران حیرت سے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ وہ اس کمرے میں کیسے پہنچا۔ جلد ہی اسے بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات یاد آ گئے اور وہ سمجھ گیا یہ کمرہ یقیناً پروفیسر کارلوس کے

”لارڈ تھامسن۔ یہ نام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا“..... عمران نے چونک کر کہا اور سماق کے قریب آ گیا۔

”لارڈ تھامسن ائیریمیا کی پرائیویٹ جہازوں کی کمپنی کے مالک ہیں اور کیرن ان کی اکلوتی بیٹی ہے۔ بس باقی باتیں آپ مس کیرن سے معلوم کیجئے گا۔ وہ آپ کے ساتھ ناشتہ کریں گی“..... سماق نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ بتانا نہیں چاہتی ورنہ وہ بہت کچھ جانتی ہے۔ سماق ٹرائی سے ناشتہ نکال کر میز پر سجا رہی تھی۔

”تو کیا تم میرے ساتھ ناشتہ نہیں کرو گی سوئی“..... عمران نے بڑے رومانٹک لہجے میں کہا تو سماق چونک پڑی۔ اور غور سے عمران کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔ عمران کی آنکھوں سے محبت کے سوتے پھوٹ رہے تھے۔

”اگر تم کہتے ہو تو کر لوں گی۔ لیکن پہلے مس کیرن سے مل لیں۔ ہو سکتا ہے ان کے ساتھ ناشتہ کر کے آپ کو زیادہ لذت محسوس ہو“..... سماق نے بڑے دلکش لہجے میں کہا۔

”آپ بیٹھیں۔ وہ ابھی آتی ہیں“..... سماق نے دوبارہ کہا اور دروازے کی طرف مڑ گئی۔ اس کے باہر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا اور عمران صوفے پر بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اگر سماق کا بیان درست ہے تو وہ اس جگہ کیسے پہنچا اور اس کے باقی ساتھی کہاں اور کس حال میں ہیں۔ ابھی اس نے اتنا ہی سوچا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ

کھل گیا تو عمران نے دروازے کی طرف دیکھا اور ایک لمحہ کے لئے اس پر گویا سکتہ سا طاری ہو گیا۔ کمرے میں داخل ہونے والی لڑکی بے حد اسمارٹ اور حسین تھی۔ اس نے سفید جالی دار گاؤن پہن رکھا تھا۔ وہ ائیریمین تھی لیکن اس میں ایسی کشش تھی کہ عمران فوری طور پر پلکیں جھپکنا بھی بھول گیا۔ اس کے دائیں جانب سماق اور بائیں جانب ایک اور لڑکی تھی اور اس کے جسم پر بھی مختصر لباس تھا۔

”ہیلو اجنبی مہمان“..... گاؤن والی لڑکی نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا عمران کے اندازے کے مطابق وہی مس کیرن تھی۔

”ہیلو مس کیری“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”سوری مجھے کیرن کہتے ہیں کیرن تھامسن“..... اس لڑکی نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آئی سی۔ بہر حال مجھے عمران کہتے ہیں۔ تشریف رکھیے۔ ناشتہ حاضر ہے“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو کیرن نے عجیب سے انداز میں عمران کے چہرے کی طرف دیکھا۔

”آپ کا نام ایشیائی ہے جبکہ شکل سے تو آپ ائیریمین لگتے ہیں“..... کیرن نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو عمران کو یاد آیا کہ وہ میک اپ میں ہے۔

”ہاں۔ لیکن میں نے میک اپ کر رکھا ہے تاکہ تم جیسی

خوبصورت لڑکیاں مجھے ایڑیائی سمجھ کر نفرت نہ کریں اور اپنا ہم وطن جان کر محبت کریں اپنے باپ کی طرح“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”اپنے باپ سے تو مجھے شروع سے محبت ہے مسٹر عمران۔ لیکن آپ کے ملنے سے وہ محبت آپ کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ اسی لئے میں آپ کو یہاں لے آئی“..... کیرن نے عمران کی طرف رومینگ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے دل ہی دل میں لا حول ولاقوة کہا۔

”خطمی۔ تم ٹھہرو۔ ساق تم جاؤ“..... کیرن نے عمران کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ساق مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ دوسری لڑکی جس کا نام خطمی تھا کیرن کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

”مسٹر عمران۔ آپ ناشتہ کر لیں۔ اگر پہلے غسل کرنا چاہیں تو واش روم میں سارا انتظام ہے“..... کیرن نے عمران سے کہا۔

”نہیں۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ ہماری پہلی ملاقات کہاں اور کیسے ہوئی۔ اس کے بعد ہی کوئی اور بات ہو سکے گی“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہماری پہلی ملاقات سمندر میں ہوئی تھی“..... کیرن نے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ سمندر میں۔ لیکن میں تو جزیرے پر تھا“..... عمران نے یکدم حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ آپ جزیرے سے کافی دور تقریباً دو کلومیٹر دور ایک ٹوٹے ہوئے تختے پر بے ہوش پڑے تھے۔ میں اپنے ذاتی اسٹیمر میں تفریح کرتے ہوئے وہاں سے گزری تو آپ کو دیکھ کر اپنے گارڈز کے ذریعے آپ کو اسٹیمر پر پہنچایا۔ آپ کو یہاں لا کر ڈاکٹرز کو طلب کیا اور انہوں نے بتایا کہ آپ کے ذہن پر دہشت طاری ہے جس کے سبب آپ بے ہوش ہوئے تھے۔ شاید آپ گھوسٹ آئی لینڈ سے ڈر کر بھاگے تھے“..... کیرن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ پروفیسر کارلوں نے اپنے مقصد میں ناکام ہو کر اسے سمندر میں پھینکوا دیا ہوگا۔

”نہیں۔ مجھے بدروحوں نے بے ہوش کرنے کے بعد سمندر میں پھینکا تھا۔ اگر میں ہوش میں ہوتا تو ان سب کا خون پینے کے بعد ہی وہاں سے واپس آتا۔ اب میں پھر وہاں جاؤں گا“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھی آپ کے ساتھ جزیرے پر جاؤں گی۔“ کیرن نے مسکرا کر کہا۔

”کیا تم بھی ان کا خون پیو گی“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں۔ آپ کو وہاں پہنچا کر واپس آ جاؤں گی“..... کیرن نے کہا اور اپنے گاؤں کی ڈوریاں کھولنے لگی تو عمران بوکھلا گیا۔

”کک۔ کیا۔ کر رہی ہو“..... عمران نے تیزی سے آنکھیں بند

کر کے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”غسل کرنے جا رہی ہوں واش روم میں“..... کیرن نے
 مسکراتے ہوئے کہا اور کھڑی ہو کر گاؤں جسم سے الگ کر دیا۔
 ”مم۔ مگر۔ ناشتہ تو کر لو“..... عمران نے آنکھیں کھولے بغیر
 کہا۔

”بعد میں اکٹھے ناشتہ ر لیں گے۔ آئیے آپ بھی غسل کر
 لیں“..... کیرن نے عمران کی بند آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے
 کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ میں ہمیشہ ناشتے کے بعد غسل کرتا ہوں“۔ عمران
 نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔

”خطمی۔ عمران کا لباس اتار دو۔ یہ تکلف کر رہے ہیں۔ حالانکہ
 ان سے مچھلیوں کی بو آرہی ہے۔ ان کے لئے نیا لباس واش روم
 میں موجود ہے“..... کیرن نے خطمی سے تحمانہ لہجے میں کہا تو عمران
 بوکھلا گیا۔

”نن۔ نہیں۔ میں خود اتارتا ہوں۔ تم واش روم میں جاؤ میں آ
 رہا ہوں“..... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ خطمی تم عمران صاحب کو واش روم میں لاؤ۔ تم بھی
 ساتھ آنا۔ تمہیں مہمان کو غسل کرنے میں مدد دینی ہے“..... کیرن
 نے خطمی سے کہا تو خطمی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کیرن کمرے
 کے کونے میں واقع واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ عمران کی آنکھیں

بند تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں پروفیسر کارلوس نے تو کیرن کو اس
 کے پاس نہیں بھیجا کیونکہ بلیک مون ایجنسی نے پروفیسر کارلوس کی
 ڈیمانڈ کے مطابق دس نوجوان اور خوبصورت لڑکیوں کو اس کی
 خدمت کے لئے اس کے آشرم میں بھیجا تھا اور یہ لڑکیاں انہی میں
 سے ہو سکتی تھیں۔ عمران کو کیرن کے اسی بیان پر بھی شبہ تھا کہ کیرن
 نے اسے سمندر سے نکالا تھا۔ جب تک پروفیسر کارلوس اپنے مقصد
 میں کامیاب نہ ہو جاتا، اس وقت تک وہ اسے کیسے آزاد کر سکتا تھا
 جبکہ پروفیسر کارلوس نے اسے بلیک مون ایجنسی کے سپرد کرنے کی
 ذمہ داری لے رکھی تھی۔

”سر۔ کھڑے ہو جائیں۔ مجھے آپ کا لباس اتارنا ہے۔“ دفعتاً
 عمران کو اپنے قریب سے خطمی کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”نن۔ نہیں۔ مجھے شرم آتی ہے“..... عمران نے بوکھلا کر کہا۔
 ”شرم کیسی۔ آپ تو مرد ہیں۔ آنکھیں کھول کر دیکھ لیں۔ میں

کوئی بدروح نہیں ہوں“..... خطمی نے ہنس کر کہا تو عمران دل ہی
 دل میں لا حول ولاقوة کا ورد کرنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا
 کرے جبکہ وہ اپنا جسم ہی نہیں نگاہیں بھی پاک رکھنا چاہتا تھا۔

”عمران بیٹے۔ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ صرف دیکھنے
 سے انسان گنہگار نہیں ہوتا بشرطیکہ اس کی نیت میں برائی نہ ہو۔

نگاہوں میں ہوس نہ ہو اور دل و دماغ سفلی جذبات اور خیالات
 سے عاری ہوں“..... دفعتاً عمران کو سید عابد علی شاہ کی آواز سنائی

دی اور اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔ یقیناً شاہ صاحب نے اسے گناہ و ثواب کی کشمکش میں مبتلا محسوس کر کے ہوا کے دوش پر اپنی نصیحت اس تک پہنچائی تھی۔ خطمی عمران کے پہلو میں کھڑی اس کی طرف دعوت انگیز نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ عمران نے غضبناک ہو کر صوفے سے اٹھتے ہوئے پھرتی سے خطمی کی گردن پر کھڑی ہتھیلی سے وار کیا اور کراٹے کی اس ضرب نے خطمی کی گردن توڑ ڈالی۔ وہ بے جان چھپکلی کی مانند فرش پر گری اور عمران واش روم کی طرف بڑھنے لگا اس موقع پر شاہ صاحب کی اچانک نصیحت کا مطلب واضح تھا کہ کیرن اور خطمی شیطان کی آلہ کار تھیں اور اسے خود کو ان کا شکار بننے سے بچانا تھا۔ واش روم کا دروازہ کھلا تھا اور کیرن شاور کے نیچے کھڑی تھی۔ عمران قریب پہنچا تو کیرن نے اس طرف خمار آلود نگاہوں سے دیکھا اور عمران کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”آؤ عمران۔ تم بھی غسل کر لو“..... کیرن نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بھی اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا لیکن دوسرے ہی لمحے کیرن کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر زوردار جھٹکے سے کھینچا تھا اور کیرن واش روم سے باہر آ گری تھی۔

”آہ۔ وحشی انسان۔ تم نے میرا بازو توڑ ڈالا“..... کیرن نے کراہتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اب تمہاری ٹانگیں بھی توڑ دوں گا“..... عمران نے غراتے

ہوئے کہا اور ساتھ ہی کیرن کے پہلو میں ٹھوکر دے ماری۔ کیرن چیخی تو عمران نے فوراً اپنی پنڈلی سے بندھا خنجر نکالا اور ایک ہاتھ سے کیرن کے سر کے بال مٹھی میں جکڑ کر اسے جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔

”بولو۔ تمہیں کس نے مجھے درغلا نے اور دعوت گناہ دینے کے لئے بھیجا ہے“..... عمران نے خنجر کی نوک اس کی شہ رگ پر رکھ کر سرد لہجے میں کہا۔

”کک۔ کسی نے نہیں۔ میں نے تمہاری جان بچائی ہے۔“ کیرن نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”شٹ اپ۔ سچ بولو۔ ورنہ ذبح کر ڈالوں گا۔ خطمی کی پہلے ہی میں گردن توڑ چکا ہوں“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو کیرن کے چہرے پر موت کی زردی پھیل گئی۔

”جلدی بولو کیرن۔ مجھے معلوم ہے تم پروفیسر کارلوں کے حکم پر مجھے بہکانے آئی ہو لیکن میں صرف تمہارا اقرار سننا چاہتا ہوں۔ میری تم سے کوئی دشمنی نہیں اور میرا شکار صرف پروفیسر کارلوں ہے۔ اگر سچ بولو گی تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا۔ وعدہ رہا“..... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور خنجر کی نوک کیرن کی گردن میں چھبھوئی۔

”بب۔ بتاتی ہوں۔ بتاتی ہوں“..... کیرن کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی تو عمران نے اس کی گردن سے خنجر ہٹا لیا۔

”خبر دار۔ اگر تم نے ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو میں تمہارا خون پی جاؤں گا کیرن“..... دفعتاً کمرے میں ایک خوفناک غیبی آواز گونجی تو عمران اور کیرن نے بیک وقت دروازے کی طرف دیکھا اور کیرن بے اختیار چیخ پڑی۔ دروازے کے پاس ایک انسانی ڈھانچہ کھڑا حرکت کر رہا تھا۔

”تم کون ہو بد بخت“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”میں چاکسو ہوں۔ روانڈا قبیلے کا سردار اور قبیلے کا سب سے بہادر جوان“..... ڈھانچے کے منہ سے آواز نکلی اور وہ آگے بڑھنے لگا تو کیرن زور زور سے چیخنے لگی۔

”خاموش ہو جاؤ کیرن۔ میری موجودگی میں کوئی بدروح تمہیں انگلی بھی نہیں لگا سکتی“..... عمران نے کیرن کے بال ہاتھ سے آزاد کرتے ہوئے کہا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ دیکھو میں کیرن کو کیسے کپا چھاتا ہوں عمران“۔ مردہ ڈھانچے نے ہنستے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے ڈھانچا غائب ہو گیا تو کیرن ایک مرتبہ پھر چیخنے لگی کیونکہ اب ڈھانچے کی جگہ ایک خوفناک اور کیم کیم بھیڑیا کھڑا تھا اور خونخوار نگاہوں سے ان دونوں کو گھور رہا تھا۔ اور پھر اس بھیڑیے نے یکدم غراتے ہوئے ان دونوں پر جست لگا دی۔ عمران نے اس کے حرکت میں آتے ہی کیرن کو ایک ہاتھ سے اپنے پیچھے کیا اور خنجر سیدھا بھیڑیے کی گردن کی طرف تان لیا۔ بدروح بھیڑیا غراتا ہوا عمران کے قریب

پہنچا ہی تھا کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے خنجر بھیڑیے کی گردن میں گھونپ دیا دوسرے ہی لمحے بھیڑیے کے منہ سے چاکسو کی ہولناک چیخ نکلی اور وہ تڑپتا ہوا فرش پر آگرا لیکن فوراً ہی سفید دھواں بن کر چھت کی طرف بلند ہوا اور دھواں چھت کے پاس پہنچ کر غائب ہو گیا۔ کیرن دہشت سے کانپتی ہوئی چھت کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”کک۔ کیا وہ مر گیا“..... کیرن کے منہ سے ہکلاتی ہوئی آواز نکلی۔

”ہاں۔ کوئی بدروح مجھے یا میرے کسی ساتھی کو جو میرے قریب موجود ہو نقصان نہیں پہنچا سکتی“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کیوں“..... کیرن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ میں آب حیات سے غسل کر کے جزیرے پر آیا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا آب حیات سے غسل“..... کیرن نے حیرت کی شدت سے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس سے پہلے کہ پروفیسر کی کوئی اور غلام روح تمہیں دہشت زدہ کرنے آئے۔ مجھے اپنے بارے میں بتا دو۔ ورنہ میں تمہیں کسی بدروح سے نہیں بچاؤں گا“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام کیرن نہیں۔ کیپٹن کرسمینا ہے“..... کیرن نے آہستہ

”بے فکر رہو۔ تم واقعی نہ پر قابو پا چکی ہو اور پروفیسر کارلوس کا مقصد پورا ہو چکا ہے“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب“..... کرسٹینا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”مطلب یہ ہے کہ تم اپنا گاؤں پہن لو۔ پھر میں تمہیں تفصیل سے سمجھاتا ہوں“..... عمران نے یکدم سخت لہجے میں کہا تو کرسٹینا عمران کی طرف عجیب سی نگاہوں سے دیکھ کر صوفے کی طرف بڑھ گئی۔

سے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا تم بلیک مون ایجنسی کی ممبر ہو“..... عمران نے جلدی سے پوچھا تو کیرن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تمہارا اندازہ درست ہے۔ پروفیسر کارلوس نے میرے چیف کرنل ہوگن سے کہا تھا کہ تمہیں بہکانے کے لئے کسی ہوشیار و عیار لڑکی کو اس کے آشرم میں بھیجا جائے۔ چنانچہ کرنل ہوگن نے مجھے منتخب کیا اور میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے دو گھنٹے پہلے یہاں پہنچی تو پروفیسر کارلوس نے مجھے تمہارے بارے میں ہدایات دیں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ تم عورت کے معاملے میں اس قدر بے حس اور بے پناہ قوت ارادی کے مالک ہو حالانکہ میرا شمار ایجنسی کی خوبصورت اور انتہائی ہوشیار لڑکیوں میں ہوتا ہے“..... کرسٹینا نے شکست خوردہ لہجے میں کہا تو عمران کو یقین ہو گیا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

”تھینک یو کرسٹینا۔ کیا ہیلی کاپٹر واپس چلا گیا تھا“..... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ وہ ساحل پر موجود ہے اور جب پروفیسر کارلوس کا مقصد پورا ہو جائے گا تو ہیلی کاپٹر مجھے واپس لنگٹن لے جائے گا۔ لیکن اب تم کیا کرو گے۔ پروفیسر کارلوس کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ تم نے مجھ پر قابو پا لیا ہے“..... کرسٹینا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو عمران مسکراتے لگا۔

اور چاکسو کو حکم دیا تھا کہ جب تک کرسٹینا کو مدد کی ضرورت نہ پڑے اس وقت تک وہ خود کو ظاہر نہ کرے۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پروفیسر کارلوس نے جیب سے سیٹلائٹ فون نکالا اور آن کر کے کان سے لگا لیا۔

”ہیلو۔ پروفیسر کارلوس بول رہا ہوں“..... پروفیسر کارلوس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”کرنل ہوگن بول رہا ہوں پروفیسر۔ کیا کیپٹن کرسٹینا جزیرے پر پہنچ گئی ہے“..... دوسری طرف سے کرنل ہوگن نے کہا۔

”یس کرنل۔ وہ دو گھنٹے پہلے یہاں پہنچی تھی اور اس وقت وہ عمران کے سلسلے میں مصروف ہے“..... پروفیسر کارلوس نے کہا۔

”کیا ہیلی کاپٹر کو واپس بھیج دیا گیا ہے“..... کرنل ہوگن کی اطمینان بھری آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ ہیلی کاپٹر اور اس کا پائلٹ ساحل پر موجود ہیں چونکہ کرسٹینا کو کامیاب ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا اس لئے میں نے پائلٹ کو ایک دن یہیں رکنے کی ہدایت کی ہے تاکہ کرسٹینا کے فارغ ہوتے ہی اسے واپس بھیج دیا جائے۔ کیا آپ کو ہیلی کاپٹر کی ضرورت پڑ گئی ہے“..... پروفیسر کارلوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ چونکہ آپ نے کرسٹینا کے وہاں پہنچنے کی اطلاع نہیں دی تھی اس لئے میں نے اس کی خیریت معلوم کرنے کے لئے فون کیا تھا“..... کرنل ہوگن نے جواب میں کہا۔

پروفیسر کارلوس بڑی بے تابی سے بلیک مون ایجنسی کی ممبر کیپٹن کرسٹینا کی طرف سے اس کی کامیابی کی اطلاع کا انتظار کر رہا تھا۔

لنٹن سے کرسٹینا کی آمد کے بعد اس نے کرسٹینا کی کافی خاطر تواضع کی تھی اور اسے عمران کے بارے میں تفصیل سے ہدایات دی تھیں۔ کرسٹینا نے یقین ظاہر کیا تھا کہ وہ عمران کو اپنے حسن کے جال میں پھنسانے میں زیادہ دیر نہیں لگائے گی۔ پروفیسر کارلوس نے اپنی خدمت گار لڑکیوں میں سے دو لڑکیاں خطمی اور سماق کو کرسٹینا کی معاونت پر مامور کر دیا تھا اور ایک ڈیڑھ گھنٹہ ریٹ کرنے کے دوران کرسٹینا نے ایک پلاننگ کی اور پھر اس کمرے میں چلی گئی تھی جس میں عمران کو بے ہوشی کے دوران منتقل کر دیا گیا تھا۔ پروفیسر کارلوس نے اپنے تابع افریقہ کے روانڈ قبیلے کے سردار چاکسو کی روح کو کرسٹینا کی حفاظت و نگرانی پر مامور کر دیا تھا

”آپ کو کرسٹینا جس کا نام میں نے باقی لڑکیوں کی طرح تبدیل کر کے کیرن رکھا ہے اس کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے پوشیدہ طور پر اپنی غلام روح کو کرسٹینا کی حفاظت پر مامور کر دیا ہے“..... پروفیسر کارلوس نے ہنس کر کہا۔

”گڈ۔ بہر حال اس کا خاص خیال رکھیے گا۔ وہ میرے محکمے کی بہت ذہین اور دلیر لڑکی ہے اور بڑی سے بڑی مصیبت سے بھی نہیں گھبراتی لیکن جنوں بھوتوں سے بہت ڈرتی ہے“..... کرنل ہوگن نے اسے تاکید کرتے ہوئے کہا۔

”آپ یہ بات پہلے بھی کہہ چکے ہیں کرنل ہوگن اور میں نے ابھی آپ کو بتایا ہے کہ میری غلام روح خود کو پوشیدہ رکھتے ہوئے کرسٹینا کی حفاظت کرے گی“..... پروفیسر کارلوس نے ناگوار لہجے میں کہا۔

”تھینک یو۔ مجھے آپ کی بات پر بھروسہ ہے۔ اوکے“..... کرنل ہوگن کی آواز سنائی دی تو پروفیسر کارلوس نے منہ بنایا اور فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

”ہونہہ۔ احمق کہیں کا۔ خواہ مخواہ فکر مند ہو رہا ہے۔ حالانکہ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ شیطان اپنے پیروکاروں کی خود حفاظت کرتا ہے اور جس کے ساتھ شیطان کی طاقت ہو وہ مرنے کے بعد بھی شیطان کا غلام رہتا ہے“..... پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی وقت دروازہ کھول کر ایک بوڑھا مگر خوفناک صورت آدمی

کمرے میں داخل ہوا۔ وہ تیز تیز قدموں سے یوں آگے بڑھا جیسے جلدی میں ہو اور پروفیسر کے سامنے پہنچ کر وہ رکوع کے بل جھک گیا۔

”کیا ہوا چاکسو۔ تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو“..... پروفیسر کارلوس نے پوچھا۔

”غضب ہو گیا آقا“..... چاکسو نامی بوڑھے نے پریشان لہجے میں نہایت ادب سے کہا۔

”کیا جکتے ہو افریقی کتے۔ سیدھی طرح بتاؤ“..... پروفیسر کارلوس نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ عمران نے خطمی کو گردن توڑ کر ہلاک کر دیا ہے۔ وہ کیرن کو بھی قتل کرنا چاہتا تھا“..... چاکسو نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ عمران کی یہ جرأت۔ کیا تم نے خطمی کو بچانے کی کوشش نہیں کی تھی“..... پروفیسر کارلوس نے غضبناک ہو کر کہا۔

”آقا۔ آپ کا حکم تھا کہ میں خود کو پوشیدہ رکھوں تاکہ کیرن خوفزدہ نہ ہو جائے۔ عمران نے خطمی کو اچانک ہی دبوچ کر اس کی گردن پر ایسا ہاتھ مارا کہ خطمی کی گردن ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد وہ

واش روم کی طرف لپکا جہاں کیرن عمران کو بہکانے کے لئے شاور کے نیچے کھڑی تھی۔ اس نے عمران کو اندر آنے کی دعوت دی لیکن

عمران نے یکدم کیرن کا ہاتھ پکڑ کر اسے واش روم سے باہر کھینچا اور خنجر اس کی گردن پر رکھ دیا۔ کیرن اپنا بچاؤ نہ کر سکی اور عمران

نے اسے ذبح کرنے کی دھمکی دے کر اس سے اس کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کی تو کیرن نے جان بچانے کے لئے سب کچھ بتا دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ تب میں نے ڈھانچے کی شکل میں نمودار ہو کر کیرن کو دھمکی دی کہ اگر اس نے ایک لفظ بھی عمران کو بتایا تو میں اسے ختم کر ڈالوں گا۔ لیکن عمران نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو میں نے بھڑیا بن کر اس پر حملہ کر دیا۔ لیکن عمران نے انتہائی پھرتی سے میرے پیٹ میں خنجر سے وار کیا اور میں گر گیا۔ چونکہ عمران کی محافظ نورانی قوتوں نے عمران کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا اور میں عمران کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا، اس لئے میں وہاں سے بھاگ آیا تاکہ آپ کو کیرن کی غداری کی اطلاع دے دوں۔ چاکسو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر کیرن نے غداری کی ہے تو میں اسے بھیا نک سزا دوں گا۔“..... پروفیسر نے یکدم غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرے لئے کیا حکم ہے آقا۔“..... چاکسو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ان دونوں کو بے ہوش کر دو۔ بس۔“..... پروفیسر کارلوس نے ہاتھ اٹھا کر تحکمانہ لہجے میں کہا تو چاکسو یکدم اپنی جگہ سے غائب ہو گیا۔ پروفیسر کارلوس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور بایاں پاؤں فرش پر مارا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے سامنے چشمام نمودار ہو کر رکوع کے بل جھک گیا۔

”چشمام حاضر ہے آقا۔“..... چشمام نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”چشمام۔ عمران کو بھٹکانے اور شیطان کا پیروکار بنانے کے تمام حربے ناکام ہو گئے ہیں۔ تم بتاؤ اب آخری کوشش کے طور پر کیا کرنا چاہئے۔“..... پروفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آقا۔ میں صرف یہ رائے دے سکتا ہوں کہ عمران کے سامنے اس کے ساتھیوں کو شیطان کے نام پر ذبح کر دیا جائے عمران اپنے ساتھیوں کا انجام دیکھ کر خود بخود شیطان کو آقا مان لے گا۔“..... چشمام نے جواب میں کہا۔

”اوہ۔ عمدہ ترکیب ہے۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتائی۔“..... پروفیسر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پہلے آپ نے مجھ سے مشورہ طلب نہیں کیا تھا آقا۔“..... چشمام نے جلدی سے کہا۔

”بہر حال اب فوری طور پر عمران کے ساتھیوں کو بڑے کمرے میں لے جاؤ۔ پھر عمران اور کیرن کو بھی وہاں لے آنا۔ پہلے ان لوگوں کو شیطانی دین اختیار کرنے کی دعوت دی جائے گی۔ اگر وہ لوگ شیطان کے غلام بننے پر آمادہ نہ ہوئے تو عمران کی نگاہوں کے سامنے اس کے ساتھیوں کو ذبح کر دیا جائے گا۔ جاؤ۔“..... پروفیسر کارلوس نے سخت لہجے میں کہا۔

”آقا۔ کیا عمران کے ساتھیوں کو بے ہوشی کی حالت میں قربان

گاہ پر لے جاؤں“..... چشم نام نے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن وہاں لے جا کر انہیں ہوش میں لایا جائے اور ان کے ہاتھ جکڑ دیئے جائیں تاکہ وہ کوئی مزاحمت نہ کر سکیں اس کے بعد عمران اور کیرن کو بھی وہاں پہنچا دیا جائے تاکہ عمران اپنے ساتھیوں کی بے بسی دیکھ سکے“..... پروفیسر کارلوس نے کہا تو چشم نام سیدھا کھڑا ہوا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور دروازہ بند ہو گیا تو پروفیسر کارلوس نے ایک اور منتر پڑھ کر دروازے کی طرف انگلی سے اشارہ کر دیا۔ ایک لمحہ بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر شخص اندر آ گیا مگر اس کی صرف ایک ٹانگ تھی دوسری ٹانگ غائب تھی۔ وہ ایک ٹانگ پر اچھلتا ہوا پروفیسر کارلوس کے قریب پہنچا اور رکوع کے انداز میں جھک گیا۔

”ہالون حاضر ہے آقا“..... لنگڑے شخص نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہالون۔ ہال کمرے میں رقص و سرور کی محفل سجائی جائے۔ میں آج اس کمرے میں رقص دیکھوں گا۔ میرے لئے وہاں تخت شیطانی کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ جزیروں کی تمام بدروحوں کو بھی وہاں حاضر ہونے کا حکم دے دیا جائے تاکہ انہیں بھی عمران کے ساتھیوں کے خون کا ذائقہ چکھایا جائے۔ جاؤ۔“ پروفیسر کارلوس نے سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا تو ہالون مڑا اور ایک ٹانگ پر اچھلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

وسیع و عریض کمرے میں ایک دیوار کے پاس چھوٹا مگر خوبصورت نقش و نگار سے مزین تخت رکھا تھا اور اس تخت پر رکھی بڑی کرسی خالی نظر آرہی تھی۔ سامنے والی دیوار تخت سے کم از کم بیس قدم کے فاصلے پر تھی۔ اس دیوار کے پاس عمران کے ساتھی صفدر، جولیا، چوہان، خاور اور سلیمان قطار میں ایک دوسرے سے تین تین فٹ کے فاصلے پر کھڑے بے بسی سے تخت کی جانب دیکھ رہے تھے۔ انہیں چند لمحے پہلے ہوش آیا تھا۔ لیکن وہ حرکت کرنے سے معذور تھے کیونکہ ان کے ہاتھ نادیدہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے جو نظر نہیں آتی تھیں۔ انہیں صرف محسوس کیا جاسکتا تھا۔ ہال کمرے میں تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی لیکن عمران کے ساتھیوں کے سوا وہاں کوئی موجود نہ تھا اور سیکرٹ سروس کے ممبرز حیران تھے کہ انہیں وہاں کب اور کس مقصد کے لئے لایا گیا تھا۔ شاید وہاں

کوئی آنے والا تھا اور اس توقع پر وہ بائیں دیوار میں واقع دروازے کی طرف بار بار دیکھ رہے تھے۔ دفعتاً دروازہ کھلا اور ایک لمحہ بعد بند ہو گیا لیکن انہوں نے باہر کھڑے ایک انسانی ڈھانچے کو دیکھ کر جولیا خوفزدہ ہو گئی۔ ممبرز سمجھ گئے کہ انہیں خوفزدہ کرنے کے لئے انہیں وہ ڈھانچا دکھایا گیا تھا۔ چند اوں بعد اچانک کمرے میں یکدم تاریکی پھیل گئی تو برٹ سروس کے ممبرز گھبرا گئے۔

”ارے کم بختو۔ اندھیرا کیوں کر دیا۔ شاید تم سمجھتے ہو کہ ہم ڈر جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ بقول شاعر اس اندھیرے سے ڈرنے والے اے شیطان ہم نہیں۔ سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا۔“

سلیمان نے بلند آواز میں کہا۔

”اوہ۔ یہ مینڈک کہاں ٹرٹا رہا ہے“..... جواب میں غصیلی آواز سنائی دی تو سلیمان سمیت تمام ممبرز نے چونکتے ہوئے دائیں طرف دیکھا تو بے اختیار اچھل پڑے۔ اس جانب دیوار کے پاس عمران کھڑا حیرت سے پلکیں جھپکاتا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ تنہا نہیں تھا۔ عمران سے چند فٹ کے فاصلے پر سفید گاؤن میں ملبوس ایک نوجوان اور خوبصورت اکیمریمین لڑکی بھی موجود تھی اور ان دونوں کی پشت آپس میں جڑی ہوئی تھی جیسے وہ بندھے ہوئے ہوں۔ عمران کو زندہ سلامت دیکھ کر جولیا کے چہرے پر مسرت پھیل گئی۔ دوسرے ممبرز بھی عمران کو زندہ دیکھ کر خوش ہو گئے۔

”صص۔ صاحب۔ آپ زندہ ہیں“..... سلیمان نے خوشی سے

پچھتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تم میری فاتحہ پڑھوا چکے تھے“..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں صاحب۔ مجھے یقین تھا کہ شیطان کے پجاری آپ کو ہلاک نہیں کر سکتے۔ مبارک ہو“..... سلیمان نے ہنس کر کہا۔

”بکو مت۔ ابھی میری شادی نہیں ہوئی۔ بے شک لڑکی سے پوچھ لو“..... عمران نے سلیمان کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ لڑکی کون ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کرستینا۔ بلیک مون ایجنسی کی ممبر ہے“..... عمران نے بتایا۔

کرستینا عمران کے ساتھیوں کی طرف حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

”صاحب۔ آپ نے مس جولیا کی خبریت کیوں نہیں معلوم کی۔ وہ بہت خوفزدہ ہیں“..... سلیمان نے عمران سے کہا۔

”ارے۔ جولیا زندہ ہے“..... عمران نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ کئی مرتبہ زندہ ہوتے ہوتے بچی ہیں“..... سلیمان نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”کیا بک رہے ہو“..... جولیا نے سلیمان کو گھورتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ میرا مطلب ہے کئی بار مرتے مرتے بچی ہیں آپ۔“

”لیکن اب تم میں سے کوئی نہیں بچ سکے گا“..... دفعتاً دروازے کی طرف سے ایک ہنستی ہوئی غیبی آواز ابھری تو سب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔

”کون ہو یار۔ اندر آ جاؤ“..... عمران نے بلند آواز سے کہا تو دروازہ کھل گیا اور ایک خوفناک شکل و صورت کا بوڑھا ایک ٹانگ پر چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی خوفناک شکل دیکھ کر کرستینا خوف سے کپکپانے لگی۔

”تم کون ہو لنگڑے شیطان۔ کیا دوسری ٹانگ کرایہ پر دے آئے ہو“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں شیطان نہیں، شیطان کا ادنیٰ غلام ہالون ہوں“۔ لنگڑے نے مکروہ انداز میں ہنس کر کہا۔

”ہمارے گھر میں کیا کرنے آئے ہو میتھی کے بیچ“..... سلیمان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”تمہارا خون پینے۔ صرف میں ہی نہیں، اس جزیرے کے تمام باسی اور آقا کارلوس کے غلام آرہے ہیں۔ آقا نے سب کو اس محفل میں آنے کا حکم دیا ہے“..... لنگڑے ہالون نے جواب میں کہا تو عمران کے ساتھی پریشان ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بات کرتا، ایک دراز قامت بوڑھا کمرے میں داخل ہوا اور وہ سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس بوڑھے نے سیاہ رنگ

کا ریشمی لبادہ پہن رکھا تھا۔ اس کے اندر آتے ہی ہالون رکوع کے بل جھک گیا تو عمران نے چونک کر کرستینا کی طرف دیکھا۔

”کیا یہی پروفیسر کارلوس ہے“..... عمران نے آہستہ سے پوچھا تو کرستینا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ پروفیسر کارلوس کی آمد پر بے حد سہمی ہوئی تھی۔ پروفیسر کارلوس نے اپنی تیز چمکدار نگاہوں سے عمران اور کرستینا کی طرف دیکھا اور تخت کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے دروازے سے چار خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں ہاتھوں میں شراب سے بھرے جام اٹھائے اندر آئیں اور پروفیسر کی طرف بڑھنے لگیں۔ پروفیسر کارلوس تخت پر چڑھا اور کرسی پر بیٹھ گیا تو چار لڑکیاں تخت کے عقب میں پہنچیں اور تخت پر چڑھ کر دو لڑکیاں پروفیسر کی کرسی کے عقب میں جبکہ دو پروفیسر کے دائیں بائیں مودبانہ انداز میں کھڑی ہو گئیں۔

”ہالون۔ کیا جزیرے کے تمام باسی آچکے ہیں“..... دفعتاً پروفیسر کارلوس نے ہالون کی طرف دیکھ کر سخت لہجے میں کہا۔

”ہاں آقا۔ تمام لوگ موجود ہیں۔ لیکن جگہ کی تنگی کے سبب صرف پانچ سو اندر آئے ہیں، باقی پانچ سو کمرے کے باہر کھڑے ہیں۔ آپ کے خاص غلام تخت کے پیچھے کھڑے ہیں“..... ہالون نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے حد حیرت ہوئی کیونکہ نہ تو تخت کے پیچھے کوئی نظر آ رہا تھا اور نہ آس پاس۔ ”ٹھیک ہے۔ میرے غلام خود کو ظاہر کر دیں“..... پروفیسر

کارلوس نے سر ہلا کر کہا تو دوسرے ہی لمحے تخت کے سامنے دائیں بائیں چند افراد نمودار ہو گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی فوراً پروفیسر کارلوس کے ان غلاموں کو پہچان گئے۔ وہ چٹخام، مارچوبہ، رائیل، ہنگوٹ، کندش، چاکسو اور قلقاش تھے۔ وہ سب فوراً ہی رکوع کے انداز میں جھک گئے۔

”کندش کہاں ہے؟“ پروفیسر کارلوس نے چونکتے ہوئے کہا تو فوراً ہی چار عورتیں تخت کے بائیں جانب نمودار ہو گئیں۔ ان میں سے دو بوڑھی اور بد صورت عورتیں تھیں جبکہ دو انتہائی خوبصورت اور نوجوان تھیں جن میں سے ایک کی رنگت سیاہ تھی جبکہ دوسری سفید فام تھی۔

”کندش حاضر ہے آقا“ سفید فام لڑکی نے مودبانہ لہجے میں پروفیسر کارلوس سے کہا۔

”قنبیل حاضر ہے آقا“ ایک بڑھیا نے سر جھکا کر کہا تو اس کا نام سن کر سیکرٹ سرس کے ممبرز بے اختیار چونک پڑے سلیمان کو بھی یاد آ گیا کہ پگھاٹ میں اس پر چھلانگ لگانے والی بدروح بلی کا نام قنبیل تھا۔

”نسپال بھی حاضر ہے آقا“ قنبیل کے قریب کھڑی دوسری بڑھیا نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”سنگھا ہوئی۔ تو کیوں نہیں بولی؟“ دفعتاً سلیمان نے سیاہ فام لڑکی کی طرف دیکھ کر اطمینان لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تم نے مجھے کیسے پہچانا سلیمان؟“ سیاہ فام لڑکی نے چونک کر سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہاری کالی چڑی سے کیونکہ تم نے بتایا تھا کہ تم افریقہ کے مانگو قبیلے کی شہزادی ہو“ سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

”تو یہ ہے تمہاری چاہنے والی سنگھا ہوئی؟“ عمران نے سلیمان سے کہا۔

”ہاں صاحب۔ یہ میری آواز کی عاشق ہے۔ اسی لئے صرف مجھ سے باتیں کرتی اور عشق جھاڑتی تھی“ سلیمان نے کہا۔

”لیکن آج یہ تم سے عشق نہیں کرے گی، تمہارا خون چوسے گی“ پروفیسر کارلوس نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

”تم ہم دونوں کے پیار سے کیوں جلتے ہو پروفیسر کارلوس؟“ سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ میرا نام کارلوس ہے۔ میں نے اب تک تم لوگوں سے بہت رعایت کی ہے لیکن آج تمہاری زندگی کا آخری دن ہے“ پروفیسر کارلوس نے غضبناک لہجے میں کہا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر تائی بجائی۔ دوسرے ہی لمحے دروازے سے دو نوجوان اور

خوبصورت لڑکیاں کمرے میں داخل ہوئیں۔ پروفیسر کارلوس کے تخت پر کھڑی جام بردار چار لڑکیوں کی طرح ان دونوں کے جسموں پر بھی مختصر لباس تھا۔ وہ دونوں تیزی سے قدم اٹھاتی پروفیسر کارلوس کے تخت کے سامنے پہنچیں اور سر جھکا کر پروفیسر کارلوس کو تعظیم

دی۔ پروفیسر نے اپنے بائیں جانب کھڑی لڑکی کی طرف گردن موڑی تو اس لڑکی نے فوراً ہی اپنے ہاتھ میں موجود جام پروفیسر کے منہ سے لگا دیا۔ پروفیسر نے ایک گھونٹ لے کر دوسری جانب کھڑی لڑکی کی طرف چہرہ موڑا تو اس لڑکی نے بھی جام پروفیسر کارلوں کے منہ سے لگا دیا۔

”رقص پیش کیا جائے“..... پروفیسر نے شراب کا گھونٹ لے کر سامنے کھڑی لڑکیوں کی طرف دیکھتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا تو دونوں لڑکیاں حرکت میں آ کر رقص کرنے لگیں۔ عمران، سلیمان اور سیکرٹ سروس کے ممبرز حیرت و دلچسپی سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ رقص لڑکیاں خوبصورت انداز میں ناچ رہی تھیں اور عمران پروفیسر کارلوں کی طرف دیکھتا ہوا کچھ سوچ رہا تھا۔ پروفیسر کارلوں پہلے کے انداز میں دونوں لڑکیوں کے گلاسوں سے شراب کے گھونٹ لے رہا تھا اور اس کی آنکھوں کی سرخی تیز ہوتی جا رہی تھی۔ رقص لڑکیاں اپنے انگ انگ کو تھرکا رہی تھیں اور پروفیسر کارلوں ہوسناک نگاہوں سے ان لڑکیوں کو دیکھ رہا تھا۔

”پروفیسر کارلوں۔ اتنا بے ہودہ رقص تو افریقہ میں بھی نہیں ہوتا۔ اس سے اچھا رقص تو میں کر سکتا ہوں اور گیت بھی گا سکتا ہوں۔ اپنی بیٹی سنکھا کھولی سے پوچھو کہ میری آواز کتنی سریلی، رنگیلی اور توجہ شکن ہے جس پر وہ عاشق ہے“..... دفعتاً سلیمان نے بلند آواز میں پروفیسر کو مخاطب کر کے کہا۔

”بکواس مت کرو سلیمان۔ میرا نام سنکھا کھولی نہیں سنکھا ہولی ہے۔ اب تم نے میرا نام بگاڑا تو میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔“ سنکھا ہولی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”دیکھا پروفیسر کارلوں۔ تمہاری غلام تمہارے سامنے بھونک رہی ہے۔ اسے تمہارا خوف ہے نہ میرا۔ اصل میں اسے یہ گوارا نہیں کہ اس کے سوا کوئی اور میری خوبصورت آواز سے سرور حاصل کرے“..... سلیمان نے احتجاج کے انداز میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہیں ناچنے گانے کی اجازت ہے“..... پروفیسر کارلوں نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”خالی اجازت نہیں آزادی بھی چاہئے پروفیسر کارلوں۔ میرے ہاتھ کھلے ہوں گے تو میں ناچ سکوں گا۔ اس حالت میں گدھے کی طرح صرف دولتیاں ہی مار سکتا ہوں“..... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

”پشخام۔ اس مسخرے کو آزاد کر دو“..... پروفیسر کارلوں نے کبڑے پشخام کی طرف دیکھ کر کہا۔

”آقا۔ سلیمان کے دماغ میں فتور ہے“..... نپال نامی بدصورت بڑھیا نے جلدی سے کہا۔

”نہیں پروفیسر۔ یہ چوپال کی بچی جھوٹ بکتی ہے۔ میرے دماغ میں فتور نہیں بھوسہ بھرا ہے۔ بے شک مس جولیا سے پوچھ لیں۔“

سلیمان نے فوراً غصیلے لہجے میں کہا اور پشخام کی طرف دیکھا۔

”او کبڑے خوش حرام۔ تم نے آقا کا حکم نہیں سنا“..... سلیمان

شروع کر دوں گا۔۔۔۔۔ عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا تو سلیمان نے فوراً ہی ناچنا شروع کر دیا۔ ناچنے کے ساتھ ہی اس کی آواز ہال میں گونجنے لگی۔

”ناچ نہ جانے آگن میڑھا۔ ناکیں میری، جسم بھی میرا۔ کارلوس کا غرق ہو گا بیڑا۔۔۔۔۔ سلیمان نے سریلے لہجے میں گیت گاتے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھی بے اختیار مسکرانے لگے لیکن اپنے نام پر پروفیسر چونک پڑا۔

”سلیمان۔ تمہارا گیت میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ انگلش میں گاؤ۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے سخت لہجے میں کہا۔

”انگلش میں تو صرف صاحب ہی کا سکتے ہیں یا میرے ساتھی۔ تم صاحب کے ہاتھ کھول دو۔ پھر دیکھا وہ تمہیں کیسے ہاتھ دکھاتے ہیں۔ میرا مطلب ہے گیت سناتے ہیں وہ مجھ سے چار ہاتھ لہجے گلوکار ہیں۔۔۔۔۔ سلیمان نے رک کر کہا۔

”آقا۔ عمران کے دماغ میں فتور ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو آزاد کرانے کی ترکیب سوچ رہا ہے۔۔۔۔۔ نپال نے جلدی سے کہا۔

”بے فکر رہو۔ اس وقت میرے تمام غلام اور جزیرے کی بدروہیں یہاں موجود ہیں۔ عمران ان کے گھیرے سے باہر نہیں نکل سکے گا۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے لاپرواہی سے کہا تو چشمام نے عمران کی طرف انگلی سے اشارہ کر دیا۔

278

نے چشمام سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو چشمام نے سلیمان کو گھورتے ہوئے اس کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ دوسرے ہی لمحے سلیمان کو محسوس ہوا کہ اس کے ہاتھ نادیدہ زنجیروں سے آزاد ہو گئے ہیں۔ اس نے اپنے ہاتھ آگے کر کے ان پر نگاہ ڈالی اور پھر آگے بڑھا۔ رقص لڑکیوں نے اس دوران ایک لمحے کے لئے بھی رقص بند نہیں کیا تھا لیکن سلیمان ان کے قریب پہنچا تو وہ رک کر سلیمان کی طرف دیکھنے لگا۔

”آؤ پٹکھا ہولی۔ میرے ساتھ ناچو۔۔۔۔۔ سلیمان نے سنکھا ہولی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”بکو مت۔ مجھے ناچنا نہیں آتا۔۔۔۔۔ سنکھا ہولی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”پرواہ مت کرو۔ میں تمہاری مدد کروں گا اور تمہیں نچاؤں گا۔ ایسا نچاؤں گا کہ جیسے تگنی کا ناچ نچایا جاتا ہے۔ آؤ نا۔۔۔۔۔ سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

”تگنی کا ناچ۔ وہ کیسا ناچ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ پروفیسر کارلوس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ ناچ تمہیں میرے صاحب نچائیں گے تو تمہیں سمجھ آ جائے گی۔ بہر حال یہ افریقی رقص رمبا سمبا اور گھمبا کی مانند ہوتا ہے۔۔۔۔۔ سلیمان نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”او گدھے۔ جلدی سے ناچنا شروع کر دو۔ ورنہ میں خود ناچنا

”ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم اپنے ساتھیوں کو بھی اس شیطانی رقص میں شریک کر لو“..... پروفیسر کارلوس نے کہا اور چشمک کو حکم دیا تو اس نے جولیا کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اور جولیا کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔

”جولیا۔ تم عمران کے ساتھ ناچو“..... پروفیسر کارلوس نے جولیا سے کہا۔

”نہیں۔ میں نہیں ناچوں گی“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”تم مت ناچنا۔ میں تمہیں نچاؤں گا۔ آؤ“..... عمران نے جولیا سے کہا اور اسے آنکھ سے مخصوص اشارہ کر دیا تو جولیا سمجھ گئی کہ عمران کا اس کو ساتھ نچانے کا کوئی خاص مقصد ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں سے ہٹ کر عمران کی طرف بڑھنے لگی۔ اتنی دیر میں عمران ٹوئٹ کرتا ہوا تخت کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جولیا عمران کے قریب آئی تو عمران نے جولیا کے دونوں ہاتھ پکڑے اور قریب ہو کر جولیا کو آنکھوں کے اشارے سے بتایا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ ٹھیک اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران پروفیسر کارلوس کی طرف دیکھنے لگا۔ پروفیسر کارلوس نے اپنے لہادے کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور سیٹلائٹ فون آن کر دیا۔

”ہیلو۔ پروفیسر کارلوس بول رہا ہوں کرنل ہوگن۔ اس وقت فون کرنے کی کیا ضرورت تھی“..... کرنل ہوگن نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل ہوگن کا نام سن کر عمران بے ساختہ چونک پڑا۔

عمران، سلیمان کی ذہانت پر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ اسے پہلے ہی اندازہ ہو چکا تھا کہ سلیمان نے اس کے ہاتھ آزاد کرانے کے لئے ناچ گانے کا چکر چلا رہا ہے۔ چنانچہ ہاتھ آزاد ہوتے ہی عمران آگے بڑھا اور پروفیسر کارلوس کے سامنے پہنچ کر تھرکنے لگا۔ وہ ٹوئٹ کر رہا تھا۔ پروفیسر کارلوس، اس کی خدمت گار لڑکیاں اور اس کی غلام روہیں حیرت و دلچسپی سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

”پروفیسر کارلوس۔ مزہ آ رہا ہے نا“..... سلیمان نے پروفیسر کارلوس سے کہا۔

”ہاں۔ تم بھی ٹوئٹ کرو“..... پروفیسر کارلوس نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں پروفیسر۔ سلیمان کی بجائے جولیا میرے ساتھ ناچے تو تمہیں ڈبل مزہ آئے گا“..... عمران نے پاؤں روکے بغیر کہا۔

”سوری پروفیسر کارلوس۔ کیا آپ فارغ نہیں ہیں۔“ دوسری طرف سے کرنل ہوگن کی معذرت طلب آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ اس وقت میں عمران کا رقص دیکھ رہا ہوں۔“ پروفیسر نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

”کیا۔ کیا عمران رقص کر رہا ہے۔“ کرنل ہوگن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ وہ ذہنی طور پر شیطان کا پیجاری بننے پر آمادہ ہو گیا ہے اور یہ رقص اس کا پہلا شیطانی عمل ہے۔“ پروفیسر نے جواب میں کہا۔

”ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کرسٹینا اسے بہکانے میں کامیاب رہی ہے اور اس نے دنیا کے شاطر ترین ایجنٹ کو زیر کر لیا ہے۔“ کرنل ہوگن کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

”نہیں کرنل ہوگن۔ تم نے اس کی دلیری اور عیاری کے جو دعوے کئے تھے، وہ سب غلط ثابت ہوئے ہیں۔ وہ عمران کو اپنے حسن و جوانی کی طرف راغب کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے اور اس نے میرے ساتھ غداری کی ہے جس کی اب اسے سزا ملنے والی ہے۔“ پروفیسر کارلوس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیسی غداری پروفیسر۔“ دوسری طرف سے کرنل ہوگن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”عمران نے کرسٹینا کی پہلی کوشش پر ہی اسے گرفت میں لے

لیا تھا اور اسے ہلاک کرنے کی دھمکی دے کر اس سے سب کچھ معلوم کر لیا تھا کہ وہ کون ہے اور کس کے لئے کام کر رہی ہے۔ چنانچہ میں نے عمران اور کرسٹینا کو گرفتار کر لیا اور اب کرسٹینا کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جس کی وہ مستحق ہے۔“ پروفیسر کارلوس نے تفصیل سے کہا۔

”نہیں پروفیسر۔ آپ اسے واپس بھیج دیں۔ کرسٹینا میری ماتحت ہے۔“ کرنل ہوگن نے کہا۔

”آپ کی ماتحت ہے تو کیا ہوا۔ کل کو وہ آپ کے ساتھ بھی غداری کر سکتی ہے۔“ پروفیسر کارلوس نے ہنس کر کہا۔

عمران کی گردن کے قریب کالر میں چھوٹا سا ڈکٹا فون نصب ہونے کے سبب عمران کو کرنل ہوگن کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی اس ڈکٹا فون کی سب سے بڑی خصوصیت بھی یہی تھی کہ پندرہ فٹ دور کی باریک سی آواز بھی با آسانی سنی جاسکتی تھی۔ عمران جولیا کے ہاتھ پکڑے ٹوٹ کر ہوا تخت کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔

”دیکھیے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کرسٹینا کو میرے پاس بھیج دیں۔ میں خود اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کر کے اسے قانون کے مطابق سزا دوں گا۔“ کرنل ہوگن کی پریشان سی آواز سنائی دی۔

”بہتر۔ آپ کا اصرار ہے تو میں کرسٹینا کو شام تک یہاں سے روانہ کر دوں گا۔ فی الحال تو وہ بھی رقص دیکھ رہی ہے۔ اس کے

بعد وہ عمران کے ساتھیوں کا انجام دیکھے گی اور آپ کو بتائے گی کہ کس طرح بدروحیں ان کا خون پیتی اور انہیں اپنے جیسا بناتی ہیں۔ اوکے“..... پروفیسر کارلوس نے ہنستے ہوئے کہا اور فون بند کر کے جیب میں رکھ لیا۔

”پروفیسر کارلوس۔ مزہ آ رہا ہے نا“..... عمران نے جلدی سے کہا۔

”ہاں۔ لیکن فون کال نے مزہ خراب کر دیا ہے“..... پروفیسر کارلوس نے منہ بنا کہا۔

”اچھا۔ تم نے کبھی موت کا رقص دیکھا ہے“..... عمران نے جولیاء کے ہاتھ چھوڑ کر کہا۔

”اوہ۔ کیا موت کا رقص بھی ہوتا ہے“..... پروفیسر کارلوس نے چونکتے ہوئے کہا۔

”بالکل ہوتا ہے۔ یہ دیکھو“..... عمران نے مسکرا کر کہا اور رکوع کے انداز میں جھک گیا، لیکن دوسرے لمحے کمرہ بے ساختہ نسوانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے جھکتے ہی تخت کے نیچے دونوں ہاتھ ڈال کر جھٹکے سے تخت کو اوپر اٹھایا تھا اور پروفیسر اپنی کرسی اور چاروں جام بردار لڑکیوں سمیت عقبی جانب جاگرا تھا۔ عمران کے ساتھی حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گئے۔ انہیں ذرا بھی توقع نہیں تھی کہ عمران کوئی غلط حرکت کرے گا۔

عمران نے خالی تخت پروفیسر کارلوس اور لڑکیوں پر الٹ دیا اور

نورا ہی اپنی جیب سے ریوالور اور خنجر نکال کر پروفیسر کارلوس کے قریب پہنچ گیا جو تخت کے نیچے سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے پروفیسر کارلوس کا آدھا جسم تخت کے نیچے سے باہر آتے ہی خنجر پروفیسر کی شہ رگ پر رکھ دیا اور پروفیسر کی غلام بدروحوں کی طرف ریوالور سیدھا کر کے فائر کر دیا۔ دھماکہ ہوتے ہی وہاں موجود کارلوس کی غلام روحیں یکدم غائب ہو گئیں۔ البتہ کھڑا پشخام اپنی جگہ کھڑا عمران کو گھورتا رہا۔

”پروفیسر۔ اگر تم نے کوئی جادو منتر پڑھنے کی کوشش کی تو شہ رگ کاٹ ڈالوں گا۔ پشخام کو حکم دو کہ وہ میرے تینوں ساتھیوں کے ہاتھ کھول دے“..... عمران نے پروفیسر کارلوس سے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”میں۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا عمران“..... پروفیسر کارلوس نے غضبناک لہجے میں کہا۔

”موت چھوڑنا۔ پہلے میرے ساتھیوں کے ہاتھ کھلاؤ۔ ہری اپ“..... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

”پشخام۔ عمران کے ساتھیوں کو آزاد کر دو“..... پروفیسر کارلوس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا تو پشخام نے صغیر، خاور اور چوہان کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اور ان تینوں کے ہاتھ بھی نادیدہ زنجیروں سے آزاد ہو گئے۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی عمران کے ساتھیوں نے اپنے ریوالور نکال لئے۔ سلیمان پہلے ہی ریوالور نکال

کر دونوں رقاصہ لڑکیوں پر تان چکا تھا اور وہ خوفزدہ دکھائی دے رہی تھیں۔

”صاحب۔ ذبح کر دیں اس کارٹوس کے بچے کو“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں عمران سے کہا۔

”نہیں سلیمان۔ کہانی اس طرح ختم ہو گئی تو جولیا کو مزہ نہیں آئے گا۔ میں تمہیں پروفیسر کا خون پلاؤں گا اور جولیا کو اس کے سری پائے۔ تب دی اینڈ ہو سکے گا“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم ایسا نہیں کر سکتے عمران“..... پروفیسر کارلوس نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر فرش پر ہاتھ مارا۔ دوسرے ہی لمحے تخت اپنی جگہ سے خود بخود بلند ہوا اور تیزی سے عمران کے ساتھیوں پر جا گرا۔ لیکن صفدر نے گرتے گرتے بھی تخت پر فائر کر دیا اور تخت یکدم غائب ہو گیا۔ صفدر، خاور اور چوہان تینوں فرش پر گرے تھے لیکن حیرت انگیز طور پر نہ تو انہیں تخت کی ضرب محسوس ہوئی اور نہ نیچے گرنے سے کوئی چوٹ آئی تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کے عقب میں فرش سے دھواں بلند ہو رہا تھا۔

”عمران۔ ہوشیار۔ دھواں اٹھ رہا ہے“..... کرستینا نے چیخ کر عمران سے کہا۔

”کک۔ کیا میرے دل سے اٹھ رہا ہے“..... عمران نے

معصومیت سے کرستینا سے کہا۔

”نہیں۔ تمہارے پیچھے سے“..... کرستینا نے جلدی سے کہا اور اسی لمحے وہ دھواں غائب ہو گیا اور وہاں ایک عجیب و غریب اور خوفناک شکل کا شخص کھڑا دکھائی دینے لگا۔ عمران نے چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا تو اسے بے حد حیرت ہوئی جبکہ جولیا، سلیمان، صفدر، خاور اور چوہان خوفزدہ ہو گئے۔

”پروفیسر انار چوس۔ یہ کون سی مخلوق ہے“..... عمران نے گھبرائے ہوئے انداز میں پروفیسر سے کہا۔

”سلیمان خوفزدہ نگاہوں سے اس آدمی کی طرف دیکھتا ہوا کانپ رہا تھا۔ اس شخص کا قد کسی طرح بھی آٹھ فٹ سے کم نہ تھا جبکہ اس کا جسم گینڈے کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ اس کی پیشانی کے درمیان ایک ہاتھ لمبا اور موٹا سینگ تیر کی طرح سیدھا کھڑا تھا جو آگے سے بے حد نوکیلا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی باجھیں کانوں تک چیری ہوئی تھیں اور منہ میں مگر مچھ کی طرح نوکیلے دانت نظر آ رہے تھے۔ اس کے بازو لمبے لمبے ہاتھی کی سونڈوں جیسے تھے اور ہاتھ نظر نہیں آ رہے تھے۔ پاؤں بھی ہاتھی کے پیروں کی مانند چوڑے تھے۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہ دو تو ہے۔ میری اپنی تخلیق“..... پروفیسر کارلوس نے ہڈیانی انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا یہ تمہیں میرے ہاتھوں مرنے سے بچا سکتا ہے“..... عمران

نے خنجر کی نوک پروفیسر کارلوس کی شہ رگ پر رکھے رکھے پروفیسر کارلوس سے کہا۔ ابھی عمران نے اتنا ہی کہا تھا کہ دو قو نے ہاتھی کی طرح چنگھاڑتے ہوئے عمران کو سامنے والی دیوار پر دے مارا اور عمران کے ساتھیوں کے دل اچھل کر حلق میں اٹکنے لگے کہ عمران کا دیوار سے ٹکرا کر بچنا ممکن نہیں تھا۔ لیکن اگلا ہی لمحہ سب کے لئے حیرت انگیز ثابت ہوا۔ عمران نے دیوار کے ساتھ ٹکرانے سے پہلے ہی قلابازی کھائی اور دونوں پیروں کے بل دیوار سے ٹکرا فرش پر گرتے ہوئے دونوں ہاتھ فرش پر جما دیئے۔ اس کے پاؤں دیوار سے لگے تھے اور ہتھیلیاں فرش پر۔

کرسمینا نے شاید زندگی میں پہلی مرتبہ اتنی پھرتی کا مظاہرہ دیکھا تھا۔ حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔ دو قو ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا پھر عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے صفدر کی توجہ پروفیسر سے ہٹ گئی اور وہ دو قو کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی توجہ بٹتے ہی پروفیسر کارلوس نے یکدم صفدر کے ریوالور والے ہاتھ پر زور سے ہاتھ مارا اور صفدر کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ پروفیسر نے تیزی سے کروٹ لی اور اسی لمحے صفدر نے سنبھل کر پروفیسر کے منہ پر گھونسا رسید کر دیا۔ پروفیسر کارلوس کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا مگر صفدر نے فوراً ہی کھڑے ہو کر پروفیسر کے پیٹ میں لات ماری اور پروفیسر درد کی شدت سے ڈکراتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ خاور اور چوہان کے ریوالور

پروفیسر کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔

عمران نے دو قو کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو قلابازی لگا کر فرش پر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس نے قریب ہی فرش پر پڑا اپنا خنجر اٹھایا اور دو قو کی طرف دوڑنے کے انداز میں بڑھا۔ دو قو نے ایک آنکھ سے عمران کو اپنی جانب آتے دیکھا تو اپنے سوئڈنما بازو آگے بڑھا دیئے۔ لیکن عمران قریب پہنچتے ہی دونوں پیروں پر سپرنگ کی مانند اچھلا اور دو قو کی دونوں آنکھوں میں خنجر مارتا ہوا اس کے سر کے اوپر سے گزر کر پروفیسر کارلوس پر جا گرا۔ پروفیسر کارلوس لڑکھڑا کر کمر کے بل فرش پر جا گرا۔ دو قو درد کی شدت سے چنگھاڑتا ہوا اپنی جگہ گھومنے لگا۔ یقیناً اسے اب دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کی چنگھاڑوں سے کمرے کے در و دیوار لرز رہے تھے۔ عمران سنبھل کر اٹھا اور اس نے پروفیسر کے چہرے پر زور دار ٹھوکر دے ماری۔ پروفیسر کارلوس کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے اپنے جبرے پر ہاتھ رکھ لیا۔ عمران نے فوراً جھک کر اس کی گردن پر خنجر رکھ دیا تو پروفیسر خوف سے کانپنے لگا۔

”پروفیسر۔ تمہارا غلام دو قو بیکار ہو چکا ہے۔ کسی اور کو بلانا ہو تو بلاؤ“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”نن۔ نہیں۔ دو قو سے بڑھ کر میرے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔ مجھے معاف کر دو عمران“..... پروفیسر کارلوس کے منہ سے ہکلاتی ہوئی آواز نکلی۔

کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور کرسٹینا کے ہاتھ بھی آزاد ہو گئے۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے بڑی بے رحمی کے ساتھ خنجر سے پروفیسر کارلوس کی شہ رگ کاٹی اور تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا تو پروفیسر کارلوس کا جسم ذبح ہونے والے بکرے کی مانند ٹڑپنے لگا۔ اس کے حلق سے چیخوں کی بجائے جانوروں کی سی خرخراہٹ نکل رہی تھی اور کئی ہوئی موٹی شہ رگ سے خون اچھل اچھل کر باہر گر رہا تھا۔ عمران نے پشخام کی طرف دیکھا تو وہ پیاسی نگاہوں سے پروفیسر کارلوس کی طرف دیکھتا ہوا اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

عمران کے ساتھی اور کرسٹینا خوفزدہ نگاہوں سے پروفیسر کارلوس کے مرغ بسل کی طرح تڑپتے جسم کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آہستہ آہستہ اس کا جسم ساکت ہونے لگا اور پھر وہ آخری جھٹکا لے کر ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا تو فوراً کمرے میں اندھیرا پھیل گیا اور ہولناک آوازیں سنائی دینے لگیں۔ چپڑ چپڑ کی آوازیں جیسے بہت سے کتے فرش سے زبان کے ساتھ کچھ چاٹ رہے ہوں۔ کرسٹینا اور عمران کے ساتھی تاریکی میں اپنی جگہ کھڑے کانپ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ مخصوص آوازیں بند ہوئیں اور روشنی پھیل گئی۔ عمران نے فوراً پروفیسر کارلوس کی طرف دیکھا تو پروفیسر کا چہرہ پیچکے ہوئے آم جیسا ہو چکا تھا۔ اس کی گردن یا فرش پر خون کا ایک قطرہ تو کیا خون کا نشان تک نظر نہ آ رہا تھا۔ پروفیسر کارلوس کی چاروں جام

”شیطان کو صرف اللہ تعالیٰ ہی معاف کر سکتا ہے یا پھر سلیمان“..... عمران نے غرا کر کہا۔
 ”کیوں صاحب۔ کیا شیطان میرا چچا ہے جو میں اسے معاف کر سکتا ہوں“..... سلیمان نے جلدی سے کہا۔
 ”سلیمان۔ مجھے معاف کر دو“..... پروفیسر کارلوس نے سلیمان سے کہا۔

”کس خوشی میں۔ اپنی غلامی روحوں کو بلاؤ کہ وہ تمہیں بچائیں۔ اپنے آقا شیطان کو پکارو کہ وہ تمہیں عمران صاحب سے معافی دلائے“..... سلیمان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ تخت سے نیچے گرنے والی لڑکیاں بے ہوش پڑی تھیں جبکہ دونوں رقاصائیں دیوار سے لگی دو تو کے خوف سے کانپ رہی تھیں دو تو اپنی جگہ پر کھڑا چنگھاڑ رہا تھا اور اس کی زخمی آنکھوں سے خون نکلا تھا۔

”اپنے باپ دو تو کو چپ کراؤ پروفیسر“..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو پروفیسر نے دو تو کی طرف اشارہ کیا۔
 ”دو تو۔ تم غرق ہو جاؤ“..... پروفیسر نے سخت لہجے میں کہا تو یکدم دو تو فرش پر گرا اور غائب ہو گیا۔

”کرسٹینا کے ہاتھ کون کھولے گا۔ پشخام یا تم“..... عمران نے پروفیسر کارلوس سے کہا۔

”پشخام۔ کرسٹینا کو آزاد کر دو“..... پروفیسر نے پشخام کی طرف دیکھ کر کہا تو پشخام جو کہ اپنی جگہ خاموش کھڑا تھا، نے کرسٹینا

بردار بے ہوش لڑکیاں بھی مردہ پڑی تھیں اور ان کے جسم بھی خون سے خالی ڈھانچوں کی مانند دکھائی دے رہے تھے۔

”صاحب۔ انہیں کیا ہوا۔ یہ تو بے ہوش تھیں“..... سلیمان نے عمران سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ لیکن زخمی تھیں اور زخموں سے رسنے والے خون کی بو ان کی موت کا سبب بن گئی۔ پشچام اور دوسری بدروحوں نے اندھیرے میں ان کا خون چوس لیا ہو گا“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”کمال ہے۔ کیا ہمارے جسموں میں خون کی بجائے پانی تھا جو بدروحوں نے ہمیں معاف کر دیا“..... سلیمان نے کہا۔

”بکو مت۔ تم سنکھا ہولی کی وجہ سے بچ گئے ہو کیونکہ تمہارے خون پر اسی کا حق ہے اور بدروحوں نے تمہیں سنکھا ہولی کا محبوب سمجھ کر چھوڑ دیا ہو گا“..... عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں اس سنکھا چولی۔ میرا مطلب ہے سنکھا ہولی کو بالکل نہیں چھوڑوں گا طلاق دیئے بغیر“..... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرستینا سمیت عمران کے تمام ساتھی مسکرانے لگے۔

”عمران صاحب۔ ان دونوں لڑکیوں کا کیا کرنا ہے“..... صفدر نے رقاصاؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اس عمارت میں اور لڑکیاں بھی ہوں گی۔ انہیں ہم چارلسن پہنچا دیں گے۔ تم لوگ عمارت میں پھیل جاؤ اور جو بھی زندہ فرد

ملے اسے یہاں لے آؤ“..... ان نے کہا۔

”اوہ۔ اگر دوسرے کمروں میں بدروحوں نے ہمیں گھیر لیا تو پھر“..... سلیمان نے گھبرا کر کہا۔

”فکر مت کرو۔ بدروحوں کو حکم دینے والا خود بدروحوں کا شکار ہو چکا ہے۔ اب وہ تم لوگوں کو ہاتھ بھی نہیں لگائیں گی“..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”مگر زبان تو ضرور لگائیں گی صاحب“..... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

”بکو مت۔ جاؤ۔ میں ذرا کرستینا بات کر لوں“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”صفدر۔ تم لوگ جاؤ۔ میں یہیں رہوں گی“..... جولیا نے صفدر سے کہا۔

”کیا۔ ارے میں کرستینا سے شادی کی بات نہیں کروں گا، واپسی کا پروگرام طے کروں گا۔ اس کا بیلی کا پٹر ساحل پر موجود ہے اور ہم نے واپسی کا سفر اسی میں کرنا ہے“..... عمران نے ناراض سے لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھی مسکرانے لگے۔

”کچھ بھی ہو۔ میں نہیں جاؤں گی“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شرارت کے موڈ میں معلوم ہوتی تھی۔

”ٹھیک ہے۔ مت جاؤ۔ میں جا رہا ہوں“..... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

”ٹھہریئے عمران صاحب۔ ہم جا رہے ہیں“..... صفدر نے ہنس کر کہا تو عمران جھٹکے سے رک گیا۔ اسی لمحے پانچ خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں دروازے سے اندر آئیں اور رک کر حیرت سے فرش پر گری ہوئی لڑکیوں اور پروفیسر کارلوں کی لاشوں کی طرف دیکھنے لگیں۔ انہوں نے سرخ ریشمی گاؤن پہن رکھے تھے۔

”ہیلو لیڈیز۔ تمہارے علاوہ اس عمارت میں اور کون کون ہے۔“

عمران نے لڑکیوں سے کہا۔

”کوئی نہیں۔ تمام خدمت گار مردوں کو پروفیسر کارلوں نے اپنی غلام روحوں کی نذر کر دیا تھا“..... ان میں سے ایک لڑکی نے جواب میں کہا۔

”کیا۔ کیا یہ سب ہلاک ہو چکی ہیں“..... دوسری لڑکی نے لاشوں کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ اب تم آزاد ہو کیونکہ پروفیسر کارلوں مر چکا ہے۔ تم چاہو تو ہم تمہیں چارلسن میں پہنچا دیں گے یہاں رہنا چاہو تو تمہاری مرضی“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ یہاں بدروحیں اور بھوت ہیں۔ ہم یہاں نہیں رہیں گی“..... پہلی لڑکی نے گھبرا کر جلدی سے کہا۔

”آل رائٹ۔ باہر چلو۔ یہاں سے کچھ لینا ہو تو لے لو۔“

ساحل تک تمہیں پیدل چلنا ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”یہاں ایک کار موجود ہے جو مجھے ساحل سے یہاں لائی تھی۔“

کرشینا نے کہا تو عمران نے سر ہلا دیا۔

”سنو کرشینا۔ بلیک مون ایجنسی نے ہمیں ختم کرنے کے لئے جو پلان بنایا تھا، اسے ہم نے ناکام بنا دیا ہے اور تم اس کی گواہ ہو۔ لیکن تمہارے چیف اور ایگزیکٹو وزیر داخلہ اور سیکرٹری سے ہم نے اس کا انتقام ضرور لینا ہے، فی الحال ہمارے پاس وقت نہیں ہے لیکن تم اپنے چیف کرنل ہوگن تک میرا یہ پیغام ضرور پہنچا دینا کہ میں جلد ہی اسے اس کے کئے کی سزا دینے آؤں گا“..... عمران نے کرشینا سے سرد لہجے میں کہا تو کرشینا نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”اپنے چیف کو میرا بھی پیغام دے دینا مس کرشینا“۔ سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران نے سلیمان کو گھورا اور سلیمان گھبرا گیا۔

”کیا پیغام ہے آپ کا“..... کرشینا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”یہی کہ میرا پیغام محبت جہاں تک پہنچے گا میں وہاں تک جاؤں اس لئے میں اگلی مرتبہ صاحب کے ساتھ نہیں آؤں گا“..... سلیمان نے احمقانہ لہجے میں کہا تو کرشینا سمیت عمران کے تمام ساتھی بے ساختہ مسکرانے لگے۔

”ہیلی کاپٹر کتنا بڑا ہے“..... عمران نے کرشینا سے پوچھا۔

”ایئر فورس کا ہیلی کاپٹر ہے۔ اس میں سترہ نشستیں ہیں“۔ کرشینا نے جواب میں کہا تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو باہر چلنے کا اشارہ

کیا۔ پروفیسر کارلوس کی خدمت گار لڑکیاں بھی عمران کے اشارے پر ان کے ساتھ چل دیں عمارت کافی بڑی تھی لیکن عمران اس کا مکمل جائزہ لینے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ عمارت سے نکل کر وہ سب ساحل کو جانے والی سڑک پر پہنچے اور ساحل کی طرف چلنے لگے۔ سہ پہر کا وقت تھا اور عمران جلد سے جلد چارلسن پہنچ کر وہاں سے پاکیشیا روانہ ہونا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ ساحل پر پہنچے تو وہاں بیرک کے سامنے ایکریمین ایئر فورس کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر کا ادھیڑ عمر پائلٹ ہاتھ میں مشین گن لئے پائلٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ ان لوگوں کو دیکھ کر وہ ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا۔

”کرشینا۔ پائلٹ کو شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم پاکیشیائی ہیں۔ ہمیں اپنی ایجنسی کے ممبرز ظاہر کرنا“..... عمران نے کرشینا سے سخت لہجے میں کہا تو کرشینا نے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر پائلٹ کو بتایا کہ وہ سب بلیک مون ایجنسی سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ چارلسن جائیں گے۔ پائلٹ نے کوئی اعتراض نہ کیا اور وہ سب ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ مگر چارلسن کے قریب پہنچ کر عمران نے پائلٹ کو ہٹا کر خود کنٹرول سنبھال لیا اور بندرگاہ سے کافی دور ایک ویران سڑک پر ہیلی کاپٹر اتارا۔ وہاں پائلٹ، کرشینا اور دوسری لڑکیوں کو اتار کر عمران نے ہیلی کاپٹر کو دوبارہ فضا میں بلند کیا اور اس کا رخ لنگٹن کی طرف کر کے کنٹرول صفدر کے

سپر دکر کے دوسری سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے لباس میں پوشیدہ لاٹک ریچ ٹرانسمیٹر نکالا اور آن کر کے لنگٹن میں ایکسٹو کے ایجنٹ ابرار عرف براؤن سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا اور عمران نے ابرار کو اپنی آمد کی اطلاع دی۔

”تم کار لے کر لنگٹن کے نواحی قصبے میں پہنچو۔ وہاں سے ہم تمہارے ٹھکانے پر پہنچیں گے اور میک اپ تبدیل کر کے رات کی کسی فلائٹ سے پاکیشیا روانہ ہو جائیں گے۔ اوور“..... عمران نے ابرار کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ میں آپ کے لئے رات کی فلائٹ سے نشستیں ریزرو کر کے قصبے میں پہنچ جاؤں گا۔ اوور“..... ابرار نے جواب میں کہا۔

”وقت کا خیال رکھنا۔ ہمارے وہاں پہنچنے کے دو گھنٹے بعد کی فلائٹ ہونی چاہئے۔ اوور اینڈ آل“..... عمران نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ختم شد

Scanned and Uploaded By Nadeem

عمران سیریز میں سسپنس، ایکشن اور مزاح سے بھرپور ایک
فل ایڈونچر اور ناقابل فراموش ناول

ریسرچ اسٹیشن

مصنف صفدر شاہین

☆ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر صفدر کی جیب سے برآمد ہونے والے کاغذ
نے عمران کو تشویش میں مبتلا کر دیا۔ کیوں؟ ☆ زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کا
نامعلوم مشن جس کی عمران کو خبر تک نہ ہوئی اور دشمن ایجنٹ کامیاب ہو گئے۔ ☆
سلیمان نے صفدر کی ہدایات پر جملے ہوئے شامی کباب عمران کو پیش کر دیئے۔
کیوں؟ ☆ سنگ ہی نے تھریسیا کو عمران سے ملنے سے روک دیا۔ مگر
کیوں؟ ☆ تھریسیا اور بلیک زیرو کے درمیان ہولناک ٹکراؤ۔ کیا ایکسٹو
نے تھریسیا کو گرفتار کر لیا؟ ☆ زیرو لینڈ نے پاکیشیا کو ایک اعلیٰ شخصیت
سے محروم کر دیا۔ اور پھر؟ ☆ سنگ ہی اور عمران میں خونریز مقابلہ۔ کامیاب
کون ہوا؟ ☆ تھریسیا اور سنگ ہی فرار ہو گئے لیکن عمران سے پیچھا نہ چھڑا
سکے۔ مگر کیسے؟ ☆ افریقی ملک صوبالیہ میں عمران کا زیرو ہاؤس پر حملہ۔

پھر کیا ہوا؟ ☆ واسکوڈی آئی لینڈ پر واقع زیرو لینڈ کا ارضی ریسرچ سنٹر جو
ناقابل تخریر تھا۔ مگر؟ ☆ تھریسیا نے سیکرٹ سروس کے ارکان کو گرفتار کر
کے شیشے کے ایک کیبن میں بند کر دیا مگر عمران انہیں آزاد کرانے سے لاپرواہ تھا۔
کیوں؟ ☆ ریسرچ اسٹیشن پہنچنے کے لئے عمران کی انوکھی ترکیب۔

☆ روبوٹ نے عمران کو ٹارچر روم میں لے جانے کی کوشش کی لیکن عمران
نے اس کی کوشش ناکام بنا دی۔ کیسے؟ ☆ عمران اور اس کے ساتھیوں
کی گرفتاری کی خوشخبری سن کر سنگ ہی ریسرچ اسٹیشن پہنچا مگر۔؟

☆ روبوٹ نے لیرنگن سے عمران پر تباہ کن شعاع فائر کی اور عمران چیختا
ہوا فرش پر آگرا۔ کیا عمران ہلاک ہو گیا؟ ☆ عمران نے فٹ بال کی مانند
اچھل کر ہیلی کاپٹر کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن؟ ☆ زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر
نے سنگ ہی کو پاکیشیا کی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا۔ کیوں؟

☆ کیا سنگ ہی اور تھریسیا اپنے مشن میں کامیاب ہوئے؟

کیا عمران اپنے ملک کا قیمتی سرمایہ واپس لانے میں ناکام رہا

زیرو لینڈ کے عیار ایجنٹوں سے عمران چیف

ایکسٹو اور سیکرٹ سروس کے ارکان کا بھیانک ٹکراؤ

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز پاکستان
ملتان اوقاف بلڈنگ

E-Mail Address

arsalan.publications@gmail.com